رسالہ

اصول قانون

جس کو

ای ڈبلیو پارکر صاحب

نے تالیف کیا

اور جسپر

پی مورٹن صاحب بیرسٹر ایٹ لا

نے نظر ثانی کی

اور

مولوی محمد حسین ایم اے

نے اردو میں ترجمہ کیا

۸۹۱

مطبع گلزار محمدی لاہور
جنرل انگس ایجنسی

میں باہتمام منشی گلزار محمد چھپا

نحمدہٗ ونصلی

پہلا باب

علم اصول قانون کی تعریف

۱ محققوں کا اس امر میں بڑا اختلاف ہے کہ الفاظ قانون و اصول قانون کا صحیح مفہوم کیا ہے اور علم اصول قانون کی حدود میں کون سے مضامین

تعریفات کو صحت کے ساتھ درج کرنا ایک نہایت ضروری امر ہے

اور خصوصاً اس علم میں یعنے علم اصول قانون میں یہ ضرورت اور بھی زیادہ تر سخت خیال کی گئی ہے یہانتک کہ یہ کہنا مبالغہ نہ ہوگا کہ اس علم کی واقفیت

پیدا کرانے میں معلم کا یہ غرض ہے کہ وہ ان اصطلاحات کے منطقی تعریفیں صحیح کے ساتھ بتلائے جن کو مقنن روزمرہ استعمال کرتے ہیں۔ اس علم کے بڑے بڑے مصنف جیسے مارکبی۔ آسٹن اور ہالنڈ جو باہم اختلاف رائے ظاہر کرتے ہیں۔ وہ اکثر اصطلاحات کی تعریفات میں ہے جس سے معلوم ہوتا کہ اصطلاحات کی مفہوم کو صحت کے ساتھ ذہن نشین کرنا اس علم میں کیسا اہتمام کے قابل سمجھا گیا ہے +

۴ - علم اصول قانون کی تعریف وسیع الفاظ میں اس طرح کر سکتے ہیں۔ علم اصول قانون اُن قانونی اصول کے مجموعہ کا نام ہے۔ جو کسی خاص ملک سے مخصوص نہیں ہوتے یعنے جن کا وجود بلالحاظ کسی خاص ملک کے قانون کے ہر قانون میں پایا جاتا ہے +

۵ - یہ کہنا کہ علم اصول قانون ایک علم ہے یہ مراد رکھتا ہے کہ وہ ایک ایسے تعمیم (عام نتائج) کا مجموعہ ہے جو ایسے امر کے متعلق جس کے لئے وہ وضع کئے گئے ہیں۔ ہر جگہ کارآمد ہوتے ہیں +

۶ - پھر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اِن عام احکام کے مجموعہ کا معمول علیہ کیا ہے یعنے اس علم کا مطلوب کیا ہے +

۷ - اس علم کا مطلوب یہ ہے کہ مستقل اور عام واقعات قانونی کو معلوم کر کے ان کی ترتیب اور جماعت بندی کی جاوے تاکہ اُن کا باہمی تعلق اور وہ تعلق جو یہ واقعات کل مجموعہ قانون سے رکھتے ہیں ظاہر ہو جاوے +

۸ - اب رہا یہ امر کہ یہ غرض کس طرح سے حاصل ہو سکتی ہے۔ اُسکا طریقہ حسب ذیل ہے

مختلف قوموں اور مختلف زمانوں کی قانونی اور حکومتوں کے واقعات پر غور کرنا وسیلۂ استقرائی
کے ذریعہ سے خاص مثالوں سے ایسے کلیہ قواعد اور اصول اخذ کرنا جو اُن تمام مختلف واقعات
پر صادق آسکیں مثلاً یہ معلوم کیا کہ کسی خاص ملک میں فلاں اصول رائج ہے۔ یا دہ تحقیقات سے
معلوم ہوا کہ کسی دوسرے ملک میں بھی یہی اصول پایا جاتا ہے تو یہ اصول پایا جاتا ہے۔ یا
جاتا ہے تو خصوصیت دور ہوجاتی رہتی ہے۔ اور اگر بہت سے ملکوں میں یہ اصول قانونی پائے جاتے
ہیں تو یہ اصول بجائے خاص ہونے کے عام ہوجاتا ہے۔ اور اگر سوا ایک خاص ملک کے اور
کسی ملک میں وہ نہ پایا گیا تو علم اصول قانون کے مطالب کے لحاظ سے وہ باطل کالعدم ہے +

۹ - ان واقعات قانونی یا اصول قانونی کی واقفیت کو "علم قانون" کہتے ہیں اور
اس لئے علم اصول قانون کی تعریف یہ ہوسکتی ہے کہ وہ قانون کا علم ہے +

قانون

۱۰ - علم اصول قانون کی تعریف یہ کی ہے کہ وہ قانون کا علم ہے سوال یہ ہے کہ قانون کیا چیز ہے؟

۱۱ - قانون کی تعریف منطقی میں اکثر مقننوں کا اتفاق ہے اگرچہ الفاظ کا لباس جس میں
ہر ایک نے اپنے خیال کو ظاہر کیا ہے کسی قدر مختلف ہے اور بعضی اختلاف کے

---

۱ - پوفنڈورف - اس شخص کا حکم ہے جس کو اپنے محکوم علیہم پر جن کو وہ اس حکم کا مخاطب بناتا ہے اختیار حاصل ہوتا ہے +

۲ - قانون ایک ایسا فرمان ہے جس سے بادشاہ مجبور کرتا ہے کہ اس کی رعایا اپنے افعال کو اس فرمان کے مطابق سرزد کرے +

۳ - شن - قانون وہ احکام ہیں جو جماعت انتظامی کے اعلیٰ ارکان ادنیٰ افراد کے لئے وضع کرتے ہیں +

۴ - مارکبی - قانون قواعد کا وہ عام مجموعہ ہے جس کا خطاب جماعت انتظامی کے حکام اس جماعت کے افراد کی طرف کرتے ہیں اور جن کی عموماً متابعت کی جاتی ہے +

سبب سے بحث طویل ہو جاتی ہے جس کی تفصیل اس رسالہ کے شایان نہیں ہم ہالنڈ صاحب کی اس تعریف کو کافی سمجھتے ہیں کہ قانون انسان کے خارجی افعال کا وہ عام قاعدہ ہے جس کی تعمیل کسی ملک کی حکومت اعلےٰ کراتی ہے +

علم اصول قانون اور وضع قانون

۱۲- قانون کی تعریف سے ظاہر ہے کہ علم اصول قانون اور وضع قانون (تشریع) میں کچھ تعلق ہے لیکن یہ تعلق ایسا ہے کہ کبھی جدا نہیں ہوتا اس امر میں کہ مقنن یعنے قانون دان اور واضع قانون یعنے شارع میں کیا فرق ہے اور انکی علیحدہ علیحدہ حیثیت کیا ہے اکثر مقننوں نے بحث کی ہے۔ اور عموماً یہ مصنف ان دونوں میں یہ تمیز کرتے ہیں کہ مقنن قانون کی حالت موجودہ پر نظر کرتا ہے اسکو کچھ مطلب نہیں کہ قانون اچھا ہے یا بُرا ہے لیکن واضع قانون کو قانون کے اچھے بُرے ہونے کی بابت بھی خیال کرنا پڑتا ہے لیکن یہ فرق کچھ صحیح معلوم نہیں ہوتا۔ بلکہ زیادہ صحیح یہ معلوم ہوتا ہے کہ علم اصول قانون اور وضع قانون میں نظری اور عملی کا فرق ہے اس میں کچھ شک نہیں کہ واضع قانون (جس سے ہماری مراد وہ شخص ہی جسکے ذریعے سے اُن اشخاص کو جن پر قانون کی تعمیل لازم کیجاتی ہے۔ اُس قانون کا علم حاصل ہوتا ہے) کے لئے ضرور ہے کہ وہ مقنن ہو اگر وہ چاہتا ہے کہ اُس کے شائع کردہ قانون میں پابندی کی طاقت پیدا ہو لیکن یہ لازم نہیں کہ ہر ایک مقنن واضع قانون ہو اگرچہ ایسے ملکوں میں جہاں واضع قانون رعایا کا وکیل ہوتا ہے یعنے عوام کی بھلائی کا ظاہر کرنے والا ہوتا ہے۔ یہ ضرور ہے کہ وہ عوام کی احتیاجات کو

اور سلطنت کی ضروریات اور ایک معین حد تک عام اخلاق اور ان قواعد کو جو تجربہ سے حاصل ہوئے ہیں قانون کے وضع کرنے میں زیر نظر رکھے۔ اور چونکہ یہ سب امر مقنن کے ہیں اس لئے کہا جاویگا کہ وہ مقنن کے فرائض کو ادا کرتا ہے۔ اب رہے دوسرے شق کہ مقنن کے لئے یہ لازم ہے یا نہیں کہ وہ واضع قانون ہو۔ اسکا جواب صریحاً نفی میں ہونا چاہئے۔ اور ایسے جواب کے لئے کسی دلیل کی ضرورت نہیں +

اس علم کی حدود

۱۳۔ علم اصول قانون کی حدود علم اخلاق کی حدود کی مانند فقط عمل انسانی کی حدود سے معین ہوئی ہیں لیکن اگر ہم اس سوال کو مقنن کی محل نظر سے دیکھیں تو ایک خاص ظاہر حد معین ہو سکتی ہے۔ اور یہ بات کہ مقنن کا محل نظر کیا ہے اس وقت بخوبی سمجھ میں آویگا۔ جب ہم تہدیدات قانونی کے مفہوم پر بحث کرینگے +

۱۴۔ بنتھم صاحب فرماتے ہیں کہ تمام افعال انسانی کی وجہ محرک یہ بات ہے کہ انسان خوشی کی خواہش رکھتا ہے اور تکلیف و رنج سے بچنا چاہتا ہے۔ اور وہ خوشی یا رنج جو کسی طریقہ عمل سے بطور نتیجہ کے پیدا ہوتی ہے۔ ایک تہدید ہوتی ہے۔ جو انسان سے وہ فعل کراتی ہے +

۱۵۔ یہ تہدیدات جو محرک چار جماعت پر منقسم ہیں۔ تہدید طبعی۔ تہدید اخلاقی۔ تہدید انتظامی۔ تہدید مذہبی +

جب ہم یہ خیال کرتے ہیں کہ معین اعمال کے لئے سزا و صلہ رنج یا خوشی ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ چار قسم کی تہدیدیں ہو سکتی ہیں +

اوّل۔ وہ رنج اور خوشی جس کے پیدا ہونے کی امید بغیر دخل ویسی ہی انسان کے معمولی طریقہ قدرتی کے طور پر کی جاتی ہے۔ اسکو طبعی تہدید کہتے ہیں +

دوّم۔ وہ رنج اور خوشی جو ہم کو ہمارے ہمجنس بھائیوں کی دوستی و نفرت کے باعث سے پہنچتی ہو اسکو تہدید اخلاقی یا جمہوری کہتے ہیں یعنے وہ تہدید جو جمہور کی رائے کا نتیجہ ہو +

سوم۔ وہ رنج اور خوشی جو ہمیں کسی مجسٹریٹ کے فعل سے بمنشائے قانون پہنچتی ہے۔ اسکو تہدید قانونی کہتے ہیں +

چہارم۔ وہ رنج اور خوشی جس کے حاصل ہونے کی امید مذہبی وعدہ وعید کے رو سے کیجاتی ہے اسکو تہدید مذہبی کہتے ہیں +

مثلاً ایک شخص کا مکان آگ سے جلگیا۔ مکان کا جلنا +

یا تو اس شخص کی بد احتیاطی و غفلت کا نتیجہ ہوگا۔ یہ تہدید طبعی کی سزا ہے +

یا مجسٹریٹ نے حکم دیا ہوگا کہ اس گھر کو جلا کر خاکستر کردو۔ یہ سزا تہدید قانونی کی ہے

یا اُس شخص کے ہمسایوں نے عداوتاً اُسکے گھر کو آگ لگا دی ہو۔ یہ تہدید جمہوری کی سزا ہے +

یا بالفرض یہ شخص کسی گناہ کے باعث مورد غضب الٰہی ہوا ہے۔ تہدید مذہبی کی سزا ہے +

اس مثال سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر ایک تہدید کی سزا ایک تھی لیکن عوارض مختلف

۱۶۔ مالنڈ صاحب نے اسبارہ میں یہ بحث کی ہے کہ بجز اُن علوم کے جو اخلاقی یا عملی ہیں اور ارادہ انسانی سے متعلق ہیں۔ لفظ قانون کا استعمال فقط استعارۃً

کیا جاتا ہے اس بحث سے ہمیں کچھ تعلق نہیں لیکن اسمیں یہ تمیز کرنی
پڑیگی کہ اس لفظ کا استعمال جب علم اصول قانون میں کیا جاتا ہے۔ تو اسکا
کیا مفہوم ہوتا ہے اور جب دیگر عملی علوم میں کیا جاتا ہے تو کیا۔ اسکے بعد
ہالنڈ صاحب نے ایسے علوم کی تقسیم اس بنیاد پر کی ہے کہ یا تو وہ علوم ارادہ
انسانی کی فقط حالت سے متعلق ہیں اور یا حالت سے اور اس فعل سے جو اس
حالت سے پیدا ہوتا ہے۔ اول قسم کا علم اخلاق اور دوسرے کا علم النوامیس
نام رکھا ہے۔ علم اخلاق کی تعریف ہالنڈ صاحب نے یہ کی ہے کہ وہ خصائل انسانی
کسی نمونہ کے ساتھ مطابق ہونے کا علم ہے اور علم النوامیس اعمال کا قواعد
کے ساتھ مطابق ہونیکا علم ہے۔ علم النوامیس کی یہ تعریف کی ہے کہ وہ ایسے کل قوانین
کا علم ہے جنکے لئے تشریع ممکن ہے پھر علم النوامیس کی تقسیم اس طرح کی ہے

اول۔ ان قواعد کا علم جن کی تعمیل ایک غیر مشخص طاقت کراتی ہے ٭

دوم۔ ان قواعد کا علم جن کی تعمیل مشخص طاقت کراتی ہے ٭

۷ ا۔ پچھلے قسم سے علم اصول قانون تعلق رکھتا ہے۔ اگر ان میں سے وہ قوانین
منہا کئے جاویں جو طاقت انسانی سے علاوہ ہیں تو وہی قانون جس کی تعریف
ہالنڈ صاحب کے الفاظ میں ہم اوپر کر آئے ہیں باقی رہ جاتا ہے اور یہ ہی
قانون ہے جس کی بحث علم اصول قانون میں کیجاتی ہے ٭

یا یہ کہو کہ مقنن کا کام فقط ان قواعد عمل سے پڑتا ہے جن کا نفاذ تہدید قانونی
سے ہوتا ہے۔ وہ یہ تحقیقات نہیں کرتا کہ آیا اس طریقہ عمل کا نفاذ اخلاقی یا مذہبی
تہدیدات یا تنبیہات سے ہوتا ہے بلکہ وہ فقط یہ تحقیقات کرتا ہے کہ قانونی تہدید

ہوتا ہے یا نہیں +

قانون مطلق

۱۸۔ جو کچھ واضع قانون کے ہاتھوں سے نکلتا ہے خواہ وہ کسی شکل میں ہو علم اصول قانون کے حدود کے اندر ہوتا ہے اور اسکو آسٹن صاحب قانون مطلق کہتے ہیں۔ اس قانون میں سب کچھ اُن قواعد عمل سے جن کا نفاذ دیگر تہدیدات مذکورہ کی رو سے ہوتا ہے اور بہت کچھ نوع انسان کے تجربات اور ضروریات اور استدلال اور اجتہاد وغیرہ سے لیا گیا ہے لیکن نفس الحقیقت یہ شاخ قانون تہدید انتظامی سے تعلق رکھتی ہے +

۱۹۔ مارکبی صاحب اپنے رسالہ اصول قانون میں فرماتے ہیں کہ آسٹن صاحب نے اپنے لکچروں میں ثابت کیا ہے کہ اگر ہم لفظ قانون کا استعمال احکام سلطانی کے علاوہ کسی اور احکام پر بھی کریں تو بھی وہ احکام لفظ قانون کے اُس معنی کو ظاہر نہیں کرتے جن سے مقنن کو کام ہے۔ قانون داں کو فقط احکام سلطانی سے مطلب ہے خواہ وہ صریحاً بیان کئے گئے ہوں یا ضمناً اور چونکہ اُن قوانین کو ایک خاص حاکم عائد کرتا ہے اور اشخاص معین پر عائد کئے جاتے ہیں اس لئے اُن کو آسٹن صاحب نے قانون مطلق یا قانون صریح کے نام سے نامزد کیا ہے۔ اور آسٹن صاحب نے صاف صاف قانون صریح اور قانون الٰہی یا قانون اخلاقی یا قانون قدرت میں تمیز کی ہے کیونکہ اس قانون کو جو ہونا چاہئے اُس قانون سے جو کہ فی الحال موجود ہے

تمیز کرنے کے لئے خواہ کسی نام سے پکارو) +

۲۰۔ اس میں شک نہیں کہ واضع قانون اور مقنن دونوں کو بعض اوقات خلاقی بحث کا کام پڑتا ہے لیکن آسٹن صاحب کہتے ہیں کہ اس قسم کا اتفاق اس بات سے پیدا نہیں ہوا کہ قانون اور اخلاق میں امتیاز قابل نہیں ہے اور وہ کسی طرح سے خلط ملط ہو رہے ہیں بلکہ واضع قانون کا کام فی الحقیقت قانونی نہیں بلکہ خلاقی ہے۔ واضع قانون اول یہ بحث کرتا ہے کہ کیا ہونا چاہئے اور وہ جو کیا ہے" کی بابت بحث کرتا ہے۔ اُس سے یہ غرض ہوتی ہے کہ اپنی تجاویز کو قانون مروجہ کے مطابق کرے تاکہ قریب الفہم ہو جاوے برعکس اس کے مقنن ما ہو کی تحقیق کرتا ہے اور اس جگہ اسکی تحقیقات کی حد جاتی ہے سوائے ایسی صورت کے جہانکہ احکام سلطانی مبہم اور غیر مشخص ہیں اور اُس صورت میں مقنن ایسے طریقہ سے جس کا ذکر مفصل آئندہ لکھا جاویگا اس امر کی بابت بھی غور کرسکتا ہے کہ کیا ہونا چاہئے اور ایسی حالت میں وہ امر جس کی بابت وہ جانتا ہے کہ حکومت اعلیٰ ہمیشہ اسکے مطابق کرنا چاہتی ہے۔ اُسکا معیار ہوتا ہے +

۲۱۔ قانون کے لفظ سے ہمارا مطلب فقط وہ قانون ہوتا ہے جسکو ایک حاکم کسی جماعت مُدنی کے لئے وضع کرتا ہے اور جماعت مُدنی سے وہ قوم مراد ہے جو کہ اس حاکم اعلیٰ کے حکم کی تعمیل کرنے کی عادی ہوتی ہے اگر قوم تعمیل سے انکار کرے اور حاکم اعلیٰ کے اختیار کے سوائے کسی اور کے حکم کی متابعت کرے تو اس صورت میں یا تو وہ جماعت جماعت مدنی نہیں رہتی اور یا حکومت اعلیٰ

میں تبدیلی ہو جاتی ہے +

۲۲ قانون کے تصورِ بالا کو مذہب یا اخلاق یا کسی طرح انتظام ملک سے کچھ تعلق نہیں ہوتا ہندو یا مسلمان یا عیسائی اور کسی حکومت شخصی کی رعایا ہو یا جمہوری کے ہر ایک پر وہ تصورات برابر صادق آسکتے ہیں ان تصورات کے حدود کے اندر اندر مقنن اپنا عمل کر سکتا ہے اور اُن حدود کے باہر باہر انتظام ملک اور مذہب کے معاملات مدبران ریاست اور خادمان مذہب کے لئے چھوڑ دئے گئے ہیں اور جبکہ اُن میں کوئی اپنے حدود مُعین سے تجاوز کرے تب یہ اصول اُسکو مخالف نظر آوینگے +

۲۳۔ قانون کے لفظ کی جو تعریف ہالنڈ صاحب نے مقنن کے محل نظر سے کی ہے اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ اُسکی تمیز نہ فقط ان قواعد اخلاقی سے کیگئی ہے جس کی تعمیل ایک غیر مشخص طاقت کراتی ہے بلکہ ان قواعد سے بھی جنکی تعمیل مشخص طاقت کراتی ہے لیکن وہ طاقت یا تو برتر از انسان ہے یا اُس کے ماتحت درجہ کی ہے۔ ان تمام قواعد سے اس قانون کی تمیز کرنے کے لئے اسکو قانون مطلق کہا جاتا ہے +

اصول قانون عام اور اصول قانون خاص

۲۴۔ آسٹن نے اصول قانون عام یعنے قانون مطلق کے فلسفہ میں اور اصول قانون خاص یعنے کسی خاص ملک کے قانون کے علم میں تمیز کی ہے +

۲۵۔ ہالنڈ کو اس تمیز پر اعتراض ہے وہ عام اور خاص علم اصول قانون کے

اصطلاحات کو صحیح نہیں سمجھتا +

۲۶۔ وہ کہتا ہے کہ اگر خاص سے مراد وہ علم ہے جو فقط ایک ملک کے قانون کے مشاہدہ سے اخذ کیا جاتا ہے تو گویا خصوصیت اُس علم میں نہ ہوئی بلکہ اُس ماخذ میں ہوئی جس میں سے اسکو حاصل کیا گیا ہے۔ خاص علم اصول قانون سے خالباً یہ بھی مراد ہو سکتی ہے کہ وہ ایک خاص ملک کے قانون کی واقفیت ہے اور ایسی واقفیت پر علم کے لفظ استعمال کرنا نامناسب ہے کیونکہ علم سے مراد عام نتائج کا مجموعہ ہوتی ہے اور یہ نتائج گو ایسے مشاہدات سے حاصل ہوں جو کسی محدود درقبہ پر کئے گئے ہوں تاہم اُن میں یہ خاصیت ہونی چاہئے کہ وہ ہر جگہ صادق آ سکتے ہوں اور اس لئے کسی خاص قوم کے قوانین کی واقفیت کو علم اصول قانون خاص کہنا غلط اصطلاح ہے +

دوسرا باب

علم اصول قانون کا مطالعہ

اصول افادہ کا مسئلہ

۲۷۔ اس مسئلہ کا موجد جرمی بنتھم ہے جو اپنی کتاب اصول وضع قانون کے اول باب میں اس مسئلہ کو اس طرح بیان کرتا ہے کہ وضع قانون کا مطلوب عوام کی آسودگی ہونی چاہئے۔ عام طور سے مفید ہونا کسی قانون کی وضع

ہونیکی وجہ ہوتی ہے۔ یہ جاننا کہ کونسی باتوں میں کسی جماعت انتظامی کی بھلائی ہے۔ ایک علم ہے۔ اسکو منصہ ظہور میں لانے کے ذرائع کو تجویز کرنا ایک فن ہے۔ فطرت نے انسان کو رنج اور خوشی کا محکوم بنایا ہے۔ ہمارے تمام خیالات کی علت یہی خیال ہے۔ ہماری تمام تجویزات اور تمام عزم اسی خیال پر مبنی ہیں +

اصول افادہ سب کو رنج اور خوشی کا محکوم بناتا ہے۔ برائی تکلیف ہے یا تکلیف اور رنج کا سبب ہے نیکی خوشی ہے یا خوشی کی علت ہے۔ وہ چیز کسی فرد انسان کے لئے مفید ہوتی ہے۔ جو اسکی رفاہ اور آسودگی کے مجموعہ کو بڑھاتی ہے۔ وہ چیز کسی جماعت کے لئے مفید کہلاتی ہے جو اُس جماعت کے افراد کی آسودگی کے مجموعہ کو زیادہ کرتی ہے +

فقرہ "زیادہ سے زیادہ انسانوں کے سب سے زیادہ راحت" ان تمام خیالات کے مجموعہ کو ظاہر کرتا ہے جو اصل افادہ میں شامل ہیں +

۲۸۔ بنتھم صاحب اصول افادہ کی بحث میں فرماتے ہیں +

وہ جب کوئی شخص کسی فعل معمول جمہور یا معمول شخص واحد کی بابت اپنی پسندیدگی یا ناراضی کا اس امر سے اندازہ کرتا ہے کہ اُس فعل میں رنج پیدا کرنے کی خاصیت ہے یا خوشی پیدا کرنے کی یا کوئی شخص الفاظ درست "نادرست" اچھا برا" واخلاق بد یا اخلاق نیک کا استعمال اس اعتبار سے کرے کہ گویا ان الفاظ میں رنج اور خوشی کے تصورات شامل ہیں تو کہا جاتا ہے کہ وہ شخص "اصول افادہ" کا قائل ہے۔ یہ یاد رکھنا چاہئے کہ رنج اور خوشی سے

ہماری مُراد وہی ہے جو معمولی معنے ان الفاظ کے لئے جاتے ہیں اور میں ان الفاظ کے لئے اپنی طرف سے کوئی تعریف وضع کرنا نہیں چاہتا تاکہ کسی خوشی کو خوشیوں میں سے نکالدوں یا کسی رنج کا رنج ہونے سے انکار کروں +

۲۹- وہ شخص جو افادہ کے اصول کو مانتا ہے فقط نیکی کو اس لئے اچھا جانتا ہے کہ اُس سے خوشی پیدا ہوتی ہے اور بدی کو فقط اُس رنج کے سبب سے جو اُس سے پیدا ہوتا ہے بُرا سمجھتا ہے۔ اخلاق میں کوئی شئے بُری اس لئے کہلاتی ہے کہ اس میں جسمانی یا روحانی برائی پیدا کرنے کی رغبت یا خاصیت ہوتی ہے اور اخلاق میں کوئی شئے بھلی اس لئے کہلاتی ہے کہ اُس میں جسمانی یا روحانی بھلائی پیدا کرنے کی رغبت ہوتی ہے +

۳۰- اصول افادہ کا معتقد نیکیوں کی فہرست مسلمہ میں اگر کسی ایسے فعل کو موجود پائیگا جس سے خوشی کی نسبت رنج زیادہ تر حاصل ہوتا ہے تو وہ جمہور کی غلطی کا پابند نہ رہیگا۔ اور اُس نیکی کو بدی سمجھیگا وہ سچی نیکیوں کی تائید کے لئے جھوٹی نیکیوں کے استعمال کرنے کی مصلحت پر یقین نہیں کریگا +

۳۱- اور اگر جرائم کی معمولی فہرست میں وہ کسی ایسے مُباح فعل اور غیر ضرر رساں خوشی کا نام دیکھیگا تو وہ بلا تحاشا اس فعل کو افعال جائز کی فہرست میں منتقل کر دیگا۔ اور ان اشخاص کی بابت جو ناحق مجرم قرار دئے گئے ہیں رحم کریگا اور ان پر ظلم کرنے والوں پر غصہ ہوگا لیکن اپنے غصہ کا اظہار نہ کرسکیگا +

۳۲- آسٹن صاحب نے اپنی کتاب کے دوسرے تیسرے اور چوتھے باب میں اس مسئلہ کو اختیار کیا ہے۔ اور اس کی رائے میں یہ اصول اس امر کا معیار ہے

وہ کون سا غیر ملہمہ قانون الہی ہے جس کے مطابق اعمال انسانی ہونے چاہئیں اور آخر کار ایسے اصول کو اس نے قانون مطلق کے اچھے یا بُرے ہونے کا معیار قرار دیا ہے اور جن مصنفوں نے اس سے اختلاف رائے ظاہر کیا ہے اُنکی تردید کی ہے +

علم اصول قانون کے پڑھنے کے فائدے

۳۳- آسٹن صاحب نے ان فوائد کو جو علم اصول قانون کے پڑھنے سے حاصل ہوتے ہیں اس طرح بیان کیا ہے +

"ان اصول کو جو اس علم میں شامل ہیں اگر بخوبی سمجھا اور پڑھا جاوے تو وہ قانون انگلینڈ یا قانون ہندوستان بلکہ ہر ایک خاص ملک کے قانون کے سمجھنے کے لئے مفید ثابت ہونگے +

جو اشخاص بغیر اصول عقلیہ کے تعلیم کے قانون کا پڑھنا شروع کر دیتے ہیں تو انکو یہ مشکل پیش آتی ہے کہ ان غیر مربوط قواعد کو جو قانون کے نام سے مشہور ہیں کس طرح ترتیب دیں - لیکن اگر وہ اصول علم قانون سے بخوبی واقف ہوگا اور عام مجموعہ قوانین کا نقشہ اس کے ذہن میں منقش ہوگا تو وہ نہایت آسانی اور جلدی سے کسی خاص ملک یا قوم کے قانون کی ترتیب اور نشاء کو سمجھ جاویگا اور فوراً معلوم کر لیگا کہ اس قانون کے قواعد میں باہمی کیا علاقہ اور ربط ہے اور کون سے اصول پر یہ قواعد مبنی ہیں - اس واقفیت کے حاصل کرنے کے بعد اسکو نہ تو وکالت میں اور نہ عدالت میں دقت پڑیگی

اور جو امور تجربہ سے متعلق ہیں اُن کو وہ دلوں کی بجائے گھنٹوں میں سیکھیگا +

۳۴۔ اصول قانون کی واقفیت سے اسکو فقط قانون انگلینڈ و قانون ہند کے ہی سمجھنے میں آسانی نہ ہوگی بلکہ ہر ملک اور قوم کے قانون کا سمجھنا اسکے لئے آسان ہو جاویگا۔ اگر کوئی شخص تمام اُن عام اصول سے جو ہر ایک قوم اور ملک کے قانون پر صادق آسکتے ہیں بخوبی واقف ہے اور اسکو مختلف اشیا کے مُقابلہ کرنے اور اُنکے اختلافات اور تشابہات کے دریافت کرنے کی مشق ہے تو وہ دھرم شاستر اور شرع محمدی کے پیچیدہ مسئلات اور اُنکی شارحین کی لفّاظی اور تفصیل سے ہرگز نہیں گھبرائیگا +

۳۵۔ اگر اسکو مختلف اقوام کے قوانین کے سمجھنے اور پڑھنے میں کچھ دقت ہوگی تو فقط اصطلاحات میں دقت ہوگی ورنہ نفس مضمون اور معقولات قانونی میں ایسا کچھ فرق نہ پایا جاویگا مثلاً اگر ہم قانون نکاح اور قانون نابالغی کے عام اصول سے خوب واقف ہیں کسی خاص قوم کے مجموعہ قانون میں ان مضامین کی بحث کو بخوبی سمجھ سکتے ہیں۔ اور بہت آسانی سے پتہ لگا سکتے ہیں کہ فلاں فلاں امر میں اس قوم کے مقننوں کی کیا رائے ہے +

تیسرا باب

قانون کے ماخذ

ماخذ کے معنے

۳۶- ہالنڈ صاحب کہتے ہیں کہ جب قانون کے متعلق لفظ "ماخذ" کا استعمال کیا جاتا ہے تو اس سے مراد ہوتی ہے (۱) وہ جگہ جہاں سے ہمیں قانون کی واقفیت پیدا ہوتی ہے مثلاً ایکٹہا و رپورٹ نظایر اور شرح کتب (۲) وہ طریقہ یا وہ شخص جس کے ذریعہ سے وہ قواعد صورت پذیر ہوئے ہیں جن کو قانونی تاثیر حاصل ہے (۳) وہ طاقت یا اختیار جو اُن قواعد کو وہ تاثیر بخشتی ہے +

۳۷- ہالنڈ صاحب کے نزدیک ایک معنی ہیں یعنی اُنکا ماخذ سے وہ شئے مراد ہو جس سے اُن میں قانونی تاثیر ہوتی ہے۔ تو اُس کا ماخذ فقط یہ ایک ہے کہ سلطنت اُنکو منظور کرے +

۳۸- دوسرے معنی ہیں یعنی جب ماخذ سے مراد وہ عمل ہیں جن سے قانون پیدا ہوتے ہیں قانون کے ماخذ حسب ذیل ہیں +

رواج۔ مذہب۔ فیصلہ عدالت۔ مباحثہ علمی۔ معدلت یعنی اکوٹی وضع قانون +

۳۹- ان ماخذوں میں مقنن کے نزدیک پچھلا ماخذ سب سے زیادہ کارآمد ہے بلکہ جوں جوں تہذیب کی ترقی ہوتی جاتی ہے تو جدید قوانین کے لئے فقط ایک ماخذ

رہ جاویگا یعنے "وضع قانون" خواہ وہ کوئی حکومت اعلےٰ خود وضع کرے یا کسی ماتحت شخص یا جماعت کو ایسے وضع کرنے کا اختیار بخشدے +

۴۰- یہاں یہ بیان کرنا ضرور ہے کہ جو قواعد عدالت کے جج یا مثلاً کمپنی کے ایکٹ ریلوے کے متعلق وضع کرتے ہیں وہ ویسا ہی عمدہ وضع قانون ہے جیسا کہ خود بادشاہ یا پارلیمنٹ کرتا۔ وضع قانون میں فقط یہ ہوتا ہے کہ قانون کے الفاظ و مضامین کبھی بادشاہ یا پارلیمنٹ کے ہوتے ہیں اور اسکو قانونی تاثیر بھی وہی عطا کرتے ہیں۔ ایسے قوانین کو اصطلاح میں قوانین "تحریری" کہتے ہیں۔ اور قسم کے قوانین سب غیر تحریری کہلاتے ہیں جس کی تاثیر قانونی فقط بادشاہ کیجانب سے دیجاتی ہے لیکن الفاظ و مضامین دیگر ماخذوں سے جنکے تفصیل دفعہ ۴۸ میں کی گئی حاصل ہوتے ہیں۔ جو قواعد اس طرح سے پیدا ہوتے ہیں ان کو پابند کرنے کی طاقت حکومت اعلےٰ کیجانب سے اس وقت دیجاتی ہیں جب وہ ایک خاص معیار کے مطابق ہوتی ہیں جس کو حکومت اعلےٰ قائم کرتی ہے۔ جب یہ دونوں باتیں ایسے قواعد میں موجود ہوتی ہیں تو اس سے پہلے کہ کوئی عدالت ان کو تسلیم کر کر انکی تاثیر کو تسلیم کرے سمجھا جاویگا کہ اُن میں یہ طاقت پابند کرنے کی موجود ہے +

۴۱- اس سے معلوم ہوا کہ ہر ایک سلطنت میں قانون بنانے کے ناطق آلے فقط دو ہوتے ہیں۔ اول شخص یا جماعت واضعان قوانین۔ (۲) عدالتیں +

۴۲- آسٹن صاحب نے ماخذہائے قانونی کے بارہ میں اپنی کتاب کے لیکچر ۲۹ میں

اس طرح بحث کی ہے۔ قانون کے پیدا ہونے کا سب سے قریب سبب خواہ وہ بادشاہ ہو یا کوئی ایسا شخص یا جماعت ہو جو بادشاہ کے ماتحت قانون بنانے کا کام کرتے ہیں استعارۃً اُس قانون کا سرچشمہ کہلاتا ہے۔ گویا قانون ایک دریا ہے جو اس سرچشمہ سے نکلتا ہے اور آگے بہتا ہے +

لیکن یہ استعارہ بھی آگے چلکر درست نہیں رہتا۔ اس لحاظ سے فقط بادشاہ کو سرچشمہ کہنا چاہئے تھا اور دیگر اشخاص اور جماعات کو جو بادشاہ کے ماتحت اور اُس کی اجازت سے قانون وضع کرتے ہیں۔ حوض کہنا چاہئے جو مستعار پانی کو سرچشمہ سے حاصل کرکر آگے بہاتے ہیں۔ ایک لحاظ سے تو قانون کے ماخذ اور سرچشمے اسکے پیدا ہونیکی آخری علت ہوتے ہیں۔ اور دوسرے لحاظ سے وہی ماخذ سب سے پُرانی دستاویزات یا کتبے ہوتے ہیں۔ جن سے قوانین کے وجود اور مطالب کا علم حاصل ہوتا ہے پچھلے معنی میں قانون کے ماخذ اصل میں اس علم کے ماخذ ہیں جس میں قانون سے بحث کیجاتی ہے۔ اور اس لئے لفظ ماخذ قانون کے دو معنی ہیں۔ جو اوپر بیان کئے گئے +

جب رواج کو قانون کا ماخذ کہتے ہیں تو ماخذ کے لفظ کے ایک وسیع معنی لئے جاتے ہیں۔ رواج کا وجود اور عام رائے کا اُسکو تسلیم کر لینا اِس قانونی قاعدہ کی علت ہے۔ جو اُس رواج کی بنا پر بنایا جاتا ہے +

۳۴۔ آسٹن صاحب نے قانون قدرتی اور قانون مطلق کے درمیان یہ فرق لکھا ہے +

علم اصول قانون اور علم اخلاق کے مصنف "قانون قدرتی" کے دو معنے لیتے ہیں۔ اور یہ دونوں معنے بالکل علیحدہ علیحدہ ہیں۔ اول قانون قدرتی سے وہ قواعد انسانی اور قواعد مطلق مراد ہیں جو تمام جماعات انتظامی میں قانون یا اخلاق کے لباس میں مشترک پائے جاتے ہیں۔ دوم وہ قواعد جو قدرت نے نوع انسان پر عائد کئے ہیں۔ یا یہ کہنا چاہئے کہ وہ قوانین جن سے قواعد عمل انسانی اُن اشخاص کی رائے میں جو قوانین قدرتی پر گفتگو کرتے ہیں مطابق ہونے چاہئیں۔ اس سے معلوم ہو جاویگا کہ لفظ قانون قدرتی سے جو معنے یہ مصنف لیتے ہیں۔ وہ ابہام سے خالی نہیں علاوہ ان دو معنوں کے قانون قدرت کے ایک اور بھی معنے لئے جاتے ہیں۔ یعنے وہ قوانین جو حقوق قدرتی سے علاقہ رکھتے ہیں۔ اور حقوق قدرتی بلیکسٹن صاحب کے نزدیک حق حفاظت ذات۔ حق حفاظت حیثیت عرفی۔ اور حق آزادی تن وغیرہ ہیں۔ لیکن یہ یاد رکھنا چاہئے کہ یہ حقوق اُس وقت پیدا ہوتے ہیں جبکہ جماعت انتظامی موجود ہو۔ اور اس لئے یہ حقوق اشخاص کے تعلق باہمی سے پیدا ہوتے ہیں۔ نہ قانون قدرت سے رومن کے مصنفوں نے مختلف عصروں میں قانون قدرت کی ساخت کی بابت مختلف آرا ظاہر کی ہیں جن کا اعادہ اس موقع پر ضرور معلوم نہیں ہوتا۔ اب قانون اخلاقی اور قانون مطلق میں فرق بیان کرنا چاہئے۔ ایک قاعدہ اخلاقی اسی وقت قاعدہ قانونی ہو سکتا ہے کہ واضع قانون اس کو صریحاً یا ضمناً

تسلیم کرلے یعنے یا تو وہ صریح احکام سلطانی میں شامل ہو یا اُسکو فیصلجات قانونی میں تسلیم کر لیا گیا ہو اور ان دو طریقوں سے قاعدۂ اخلاقی قانون مطلق کا جزو ہو سکتا ہے +

اسی طرح سے کوئی طریقہ عمل یا قاعدہ جس کی بابت بیان کیا جاتا ہو کہ الہامی ہے یعنے کوئی ایسا مذہبی حکم جس کو قانون مطلق کی رو سے تسلیم کر لیا گیا ہو علم اصول قانون کی بحث میں داخل ہو سکتا ہے۔ اگرچہ ایک اعتبار سے ہم قانون اخلاقی یا شرائع مذہبی یعنے قانون الہامی کو قانون کا ماخذ کہہ سکتے ہیں لیکن حقیقت میں قانون اخلاقی یا قانون مذہبی کے قواعد قانون مطلق کے شمار میں اس لئے نہیں آتے کہ وہ قانون اخلاقی یا قانون مذہبی ہیں بلکہ اس لحاظ سے اُن کو قانون مطلق میں شامل کیا جاتا ہے۔ کہ اس جماعت انتظامی کی حکومت اعلےٰ نے (گورنمنٹ) نے انکو تسلیم کر کے اُنکے نفاذ کا حکم دیدیا ہے +

کوئی قوم ممالک غیر کے قوانین کو بھی خواہ وہ زمانہ حال کے ہوں یا زمانہ قدیم کے اپنے قوانین میں شامل کر سکتی ہے۔ اور جبکہ وہ قوانین اس طرح اختیار کر لئے جاتے ہیں تو قانون مطلق کا ایک جزو ہو جاتے ہیں اور اس لئے ممالک غیر کے قوانین کو قانون کا ماخذ کہہ سکتے ہیں اور یہی حال دستورات اور رواجات مسلمہ کا ہے کہ انکو گورنمنٹ منظور کر کے نفاذ قانونی کا مرتبہ بخشتی ہے اور اس لئے وہ قانون کا ایک ماخذ کہلاتے ہیں +

۴۴۔ مارکبی صاحب لفظ ماخذ قانون کی یہ تعریف کرتے ہیں کہ ماخذ قانون سے

وہ جگہ مراد ہے جہاں قانون کا متلاشی قانون کے حاصل کرنے کے لئے اسکی تلاش کرتا ہے۔ اور اسکے بعد باب دوم میں مارکبی صاحب قانون کے ماخذ چار بتلاتے ہیں جن کی تفصیل اُس کتاب سے بعینہ نقل کی جاتی ہے +

سب سے زیادہ ابتدائی اور صریح ماخذ قانون کا حکومت اعلےٰ ترین کے ارادہ یا خواہش کا اظہار بالصراحت ہے اور جس جگہ یہ ماخذ پایا جاتا ہے تو فقط یہی ایک ماخذ ہوتا ہے جب کہ حاکم اعلےٰ اپنے ارادہ یا خواہش کو قانون کی شکل میں ظاہر کرتا ہے تو کہتے ہیں کہ وہ قانون بناتا ہے اور حاکم کے اس فعل کو **وضع قوانین** کہتے ہیں اور وہ جماعت جو اُن قوانین کے صورت اور مضمون پر اُس کے مشتہر ہونے سے پہلے غور کرتی ہے اسکو **کونسل وضعان قانون** اور ان قوانین کو ایکٹ ہائے کونسل وضعان قانون کہتے ہیں +

یہ بیان ہو چکا ہے کہ وضع قوانین کا منصب اور فرائض شاہی کی سپردگی کی نسبت کسی ماتحت شخص یا جماعت اشخاص کو سپرد کیا جا سکتا ہے۔ ایسی صورت میں گویا ماتحت کونسل وضع قوانین حاکم اعلےٰ کی زبان ہوتی ہے اور کونسل وضع قوانین حاکم اعلےٰ کی زبان ہوتی ہے اور کونسل وضع قوانین ماتحت کے احکام متابعت کئے جانے کے لئے وہی طاقت رکھتے ہیں جیسا کہ خود حاکم اعلےٰ کے بنائے ہوئے اور مشتہر کئے ہوئے قوانین اور ان کے اختیارات وضع قوانین کا ماخذ بھی حاکم اعلےٰ کے ارادہ یا خواہش کا اظہار ہے +

انگلستان کی تمام نو آبادیوں کو اختیارات وضع قوانین سپرد کئے گئے ہیں لیکن ہندوستان میں سپردگی اختیارات کا سلسلہ درجہ بدرجہ بہت دور تک

چلا جاتا ہے مثلاً بنگال خاص میں چار علیحدہ علیحدہ شخص یا جماعات ہیں جن میں سے ہر ایک وضع قوانین کا بڑا وسیع اختیار رکھتا ہے ✦

سب سے اعلےٰ حاکم ملکہ برطانیہ اور پارلیمنٹ ہے۔ اور اُس سے اتر کر جنرل کونسل واضعان قوانین پھر گورنر جنرل مع کونسل یا بغیر کونسل کے۔ اور آخیر میں لفٹننٹ گورنر بنگال کا کونسل۔ اور بعض لفٹننٹ گورنروں اور کمشنروں کے اختیارات جو کہ بغیر مدد کونسل کے کام کرتے ہیں اس قدر وسیع اور غیر معین ہیں کہ فی الحقیقت وہ احکامات شائع کرنیکا اختیار رکھتے ہیں۔ اور انکے احکام کے شائع کرنے میں اور وضع قوانین میں ظاہرا کوئی فرق معلوم نہیں ہوتا۔ اس اختیارات وضع قوانین کا درجہ بدرجہ ماتحتوں کے سپرد ہونا فقط اس سبب کی وسعت اور عظمت ہی کو ظاہر نہیں کرتا بلکہ نقصانات لاحقہ کی بھی بہت عمدہ مثال ہے۔ جہانکہ اختیارات وضع قوانین اس قدر کثیر اشخاص کو اور اس قدر آزادی کے ساتھ سپرد کئے جاوینگے تو قانون میں ایک قسم کی ابتری واقع ہو جاویگی اور سب سے زیادہ اس بات کا اندیشہ رہتا ہے کہ کسی ماتحت جماعت کے اختیارات وضع قانون حد معین سے بڑھ تو نہیں گئے کیونکہ حکومت اعلےٰ ترین کو ہمیشہ عدالتہائے قانونی کو اجازت دینی پڑتی ہے کہ اسکے ماتحتوں کے اختیارات کو ٹوکیں اور اُنکے حد سے بڑھ جانے کی بابت بازپرس کریں تاکہ اُن پر ایک قسم کی روک رہے۔ اگرچہ بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ اس وقت سے نکلنے کے لئے ایک نہایت ناقابل اطمینان ترکیب کی جانب رجوع کرنا پڑتا ہے یعنے ایسے افعال کے لئے جو مسلمًا

خلاف قانون میں بعد اُسکے ظہور میں آجانے کے حکم منظوری یا تصدیق کا دینا پڑتا ہے +

انگلستان کے ممالک مقبوضہ میں حکومت کی سپردگی دو اصول پر مبنی ہیں ہندوستان میں گورنر جنرل اور لیجسلیٹو کونسل قانون کے بنانے والے ہیں جنکے فرائض منصبی کئی طرح سے محدود ہیں اور پارلیمنٹ برطانیہ کے ماتحت ہے اور پارلیمنٹ نے یہ اختیار اپنے ہاتھ میں رکھا ہے کہ کبھی کبھی ہندوستان کے لئے قانون بنائے اور برعکس اسکے اکثر نوآبادیوں کا نسق حکومت اس طرح کا ہے کہ وہاں کی جماعت واضعان قانون اور ملک انگلستان کو جس کا قائم مقام ہر ایک نوآبادی میں گورنر ہوتا ہے وضع قوانین میں زیادہ وسیع اختیارات حاصل ہیں اور وضع قانون کے تمام مراتب اُسی نوآبادی کے اندر اندر پورے ہو جاتے ہیں لیکن یہ نوآبادیاں اُسی بادشاہ یعنے ملکہ اور پارلیمنٹ کے ماتحت ہیں۔ پارلیمنٹ برطانیہ کا اختیار نوآبادیوں پر اگرچہ دھیما اور ڈھیلا پڑا ہوا ہے لیکن تاہم بالکل معدوم نہیں کیونکہ ایکٹہائے پارلیمنٹ کی رو سے نوآبادیوں کے لئے مجموعہ اصول حکومت کے بنانے کا اختیار پارلیمنٹ کے ہاتھ میں ہے اور جبکہ نوآبادیوں کو وہ مجموعہ قبول کرنا پڑتا ہے تو یہ کافی دلیل ہے کہ وہ نوآبادیاں پارلیمنٹ کے ماتحت ہیں لیکن ان نسقہائے حکومت کا ڈھنگ اس طرح رکھا گیا ہے کہ اُن سے زیادہ آزادی کا حاصل ہونا ہی ممکن نہیں بلکہ اس آزادی سے خودمختاری کیطرف انتقال کر جانا اُنکے لئے آسان کر دیا گیا ہے۔ اگر کوئی نوآبادی ایسی کامل آزادی یعنے خودمختاری کی

خواہش کرے یا حکومت برطانیہ اُسکو عطا کرنا چاہئے +

سنہ ۲۴ و ۲۵ع وکٹوریا باب ۶۷۔ اور سنہ ۳۲ و ۳۳ع وکٹوریا باب ۳ کی رو سے حکومت اعلیٰ فقط ملکہ کے ہاتھ میں دی گئی ہے لیکن اس میں شک نہیں کہ خود ملکہ اور نواب والیہ کی پارلیمنٹ ملکہ اور پارلیمنٹ برطانیہ کے ماتحت ہے +

قانون بنانے کا منصب فقط وہی جماعت اشخاص عمل میں نہیں لاتے جو اس مطلب کے لئے مقرر کئے جاتے ہیں۔ اور واضعان قانون کے نام سے پکارے جاتے ہیں بلکہ اکثر اور جماعت اشخاص بھی خاص مقاموں کے باشندوں کی آسائش اور حفاظت کے لئے قانون بنانے کا اختیار رکھتے ہیں مثلاً بڑے اور آباد شہروں میں میونسپلٹی ہوتی ہے جن کو باشندگان شہر کے لئے قواعد (بائیلاز) بنانے اور ٹیکس لگانے کا اختیار بھی حاصل ہے اور اسیطرح پریوی کونسل اور بعض اوقات بورڈ ہائے سررشتہ مال اور سررشتہ تعلیم خاص مطالب کے واسطے جو انکے تفویض ہوتے ہیں قواعد بناتے ہیں اور یہ قواعد اگر لفظ قانون کے اصلی معانی پر خیال کیا جاوے تو در اصل قانون ہیں اسی طرح عدالتہائے قانونی ارجاع نالش کے متعلق قواعد اور ضوابط بناتے ہیں +

ہر ایک حاکم اعلیٰ یا جماعت حکام اعلیٰ کو اختیار ہے کہ قانون بنانے کا منصب جس قدر حد تک چاہئے کسی اور کو سپرد کرے کیونکہ حاکم اعلیٰ کو فقط یہی اختیار نہیں ہوتا کہ وہ ہر طرح کا قانون وضع کرے بلکہ جس طرح اور جس طریقے سے چاہے وضع کرسکتا ہے۔ اس مضمون کو اس عبارت میں ادا کرسکتے ہیں کہ حاکم یا حکام اعلیٰ کو فقط وضع قوانین کے ہی اختیارات نہیں ہوتے بلکہ وہ قانون کے

پیدا کرنے والے ہیں یعنے اور اشخاص کو بھی وضع قانون کے اختیارات سپرد کر سکتے ہیں لیکن وہ کونسل وضع القوانین جو ماتحت ہو اپنے اختیارات یا منصب کو اور کسی شخص کو اسی قدر سپرد کر سکتا ہے جس قدر سپردگی کا اُسکو اختیار دیا گیا ہے۔ کیونکہ خود وہ اپنے منصب کا پیدا کرنے والا نہیں اور وضع قانون کے طریقہ پر اُسکو کچھ اختیار نہیں ہوتا۔ ہند کے لیجس لیٹو کونسل کو وضع قانون کے وسیع اختیارات کے علاوہ سپردگی کے بھی اختیارات دئے گئے ہیں۔ جیسے میونسپلٹیوں کو حفظان صحت کے لئے بائیلاز بنانے کا اختیار دینا اور یہ اختیارات سپردگی لیجس لیٹو کونسل کو یہانتک حاصل ہیں کہ اُسکو اختیار ہے کہ اور اشخاص کو اسبات کے تقرر کا مجاز بنا دیوے کہ اُس کونسل کے ایکٹ کس وقت اور کس جگہ اور کس حد تک جاری ہونے چاہئیں۔ اور بعض اوقات ایکٹوں میں تفصیل بالکل نہیں ہوتی اور اس کمی کو ماتحت اپنی مرضی کے موافق پورا کرنے کے مجاز ہوتے ہیں۔ ایسے طریقہ وضع قانون پر ہمیشہ نگرانی رکھنی چاہئے۔ تاکہ وہ اشخاص اپنے اختیارات کی حد سے نہ بڑھ جاویں ✤

فیصلجات عدالتی جب کسی کونسل وضع قوانین کا اعلے ہو یا ادنے۔ ایکٹ کسی مقدمہ کی خاص صورت پر صادق نہ آسکے تو پھر ہمیں قانون کے لئے کس چیز کو تلاش کرنا چاہئے۔ ہماری تعریف کے مطابق یہ قانون کا دوسرا ماخذ ہے۔ ایسے موقعوں پر تلاش کرنا چاہئے کہ قانون کے نشا بیان کرنے والے نے اُس معاملہ یا اُسی قسم کے اور معاملہ کی بابت

کیا کہا ہے لیکن سوال یہ ہو سکتا ہے کہ قانون کے منشاء بیان کرنے والے
کون ہیں +

اس سوال کا جواب تمام ملکوں میں ایک نہیں ہو سکتا لیکن اس میں شک
نہیں کہ انگلستان اور اس کے مقبوضات میں قانون کے منشاکے بیان
کرنے والے عدالتہائے قانونی کے جج ہوتے ہیں۔ آج تک جو مقدمات
انکی سماعت میں آئے ہیں یا اُنہوں نے فیصل کئے ہیں ان کا حال رپورٹوں
میں موجود ہے +

لیکن یہ کہا جاسکتا ہے کہ ہر ایک شخص جس کو کچھ بھی عقل ہو مشکل موقعوں پر
ایسا ہی کیا کرتا ہے اور یہ انسان کی فطرت میں داخل ہے کہ ایسے موقعوں پر
ایسے شخصوں کی رائے کو تلاش کرتا ہے جنہوں نے اسی مشکل کے معاملوں میں
کچھ اپنی رائے دی ہو بشرطیکہ وہ شخص اُن کی رایوں کا کچھ نہ کچھ ادب
یا لحاظ رکھتا ہو +

اہل سلف کے افعال اگرچہ ہمارے لئے بطور ہدایت یا مثال کے
مفید ہو سکتے ہیں لیکن تاہم اُنکو خواہ مخواہ تسلیم کرنے کے لئے ہم مجبور
نہیں کئے جاسکتے +

یہ اعتراض اُس وقت صحیح ہو سکتا تھا جبکہ مقنن یا مولف فقط اسی مطلب
کے لئے جس کا ذکر اوپر ہوا تلاش کرتا لیکن ہر ایک شخص جو کسی عدالت قانونی
میں بیٹھکر ایک ساعت تک بحث سُنے یا کسی مسل اور بحث کے کسی جزو دیکھے
تو اسکو معلوم ہوگا کہ مقنن اس غرض کے لئے رپورٹ کو نہیں دیکھتا بلکہ

قانونی بحث میں کہ اگر اس معاملہ پر کوئی سلسلہ فیصلجات یا کسی اعلیٰ درجہ کی عدالت اپیل کا ایک بھی فیصلہ دستیاب ہو جاوے تو جج کو ماننا پڑیگا اور وہ تسلیم کریگا کہ جو کچھ اس نظیر یا نظیروں میں فیصلہ ہو چکا ہے وہ قانون ہے اور اس کی وہی وقعت ہوگی جیسے کسی ایکٹ کی +

لیکن اب یہ سوالات پیدا ہو سکتے ہیں کہ نظائر کو قانون کس نے بنایا اور اگر ججوں نے بنایا تو کس اختیار سے؟ اور اگر بغیر اختیار کے بنایا تو قانون کس طرح ہو سکتا ہے؟

ان سوالات کے جواب دینے کے لئے چند ایسے مطالب پر غور کرنا ضروری ہے جو اس سے متعلق ہیں +

اول خیال کرو کہ جج کے عہدہ کی اصلیت کیا ہے اور اگر ہم تمام سوسائٹیوں کی تاریخ کو دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ بادشاہ کا بڑا فرض منصبی ایام امن میں قانون کا وضع کرنا نہیں تھا۔ بلکہ مقدمات کا انفصال کرنا۔ خود بادشاہ تمام رعایا کے تنازعات کو فیصل کیا کرتے تھے۔ اور بادشاہ اُس وقت جج ہوتا تھا جس کے سامنے تنقیحات پر تجویز کیجاتی تھی۔ قدیم کتابوں کو اگر پڑھیں تو معلوم ہوگا کہ بادشاہ کے انفصال مقدمات کے فرض منصبی پر زیادہ زور دیا گیا ہے۔ اور وضع قانون کے منصب کا کہیں خیال بھی نہیں کیا گیا منو کی کتاب میں بھی ایسا ہی حال ہے۔ منو ہمیشہ بادشاہ کو انصاف کا عطا کرنے والا کہتا ہے۔ اور کہیں اس کو اچھے اور عمدہ قانون بنانے کا حکم نہیں دیا گیا۔ یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ ہندوؤں میں بادشاہ کو

وضع قوانین کے اختیارات اس لئے نہیں دئے گئے کہ ہندو الہام ربانی
کے پانے کا دعوے کرتے ہیں۔ اور اپنے قوانین کو الہام ربانی سمجھتے ہیں
کیونکہ وہی بات اکثر ان سوسائٹیوں میں بھی پائی جاتی ہیں جو اس قسم
کا دعوے نہیں کرتی ہیں +

جو کچھ سر ہنری مین صاحب نے اس بارہ میں کہا ہے وہ سچ ہے وہ کہتے
ہیں کہ قانون کا وجود فیصلہائے عدالت کے بعد پیدا ہوا ہے اور ایک ہی
قسم کے کئی فیصلوں کو جو ایک دوسرے کے مشابہ ہوں دیکھکر قانون کا
تصور پیدا ہوا اور مشابہ فیصلوں کے سلسلہ سے ایک ایسا قاعدہ اخذ کرنا
مفید سمجھا گیا تھا جو کہ اسی قسم کے تنازعات پر جبکہ وہ پیدا ہوں بخوبی
صادق آسکے اور اول ہی اول قوانین مسلمہ اغلباً انہیں پراگندہ قواعد کو
جمع کرکے بنائے گئے تھے۔ اور یہی قواعد قانون کی بنا تھی +

صرف سوسائٹی کی نہایت ابتدائی حالت میں یہ بات ممکن تھی کہ بادشاہ
تمام تنازعات کا فیصلہ خود کیا کرے۔ لیکن قدیم زمانہ میں بھی بادشاہ نے
ان اختیارات کو اور لوگوں کے سپرد کرنا شروع کر دیا تھا جن کا کام تنازعات
کا تصفیہ کرنا اور جرائم کی سزا دہی ہوتا تھا اور وہ عقلمند اور عالم اور بالاتر
اشخاص جو کہ بادشاہ کو اپنی صلاح سے مدد دیتے تھے اسکی غیر حاضری
میں انفصال مقدمات کے لئے بھیجے جاتے تھے لیکن ایسی شخصی تبدیلی سے
عہدہ کی حیثیت یا اس عہدہ کے فرائض منصبی کی تعمیل میں کچھ فرق نہیں
پڑ سکتا۔ یہ ماتحت جج بھی جن کو بادشاہ اپنی طرف سے بھیجتا یا اختیارات

عدالت سپرد کر دیتا تھا مقدمات کو ایک ہی طرح سے فیصلہ کرنے اور اسی عمل کا بار بار تکرار کرنے سے بادشاہ کی مانند قواعد کو وضع کرنے لگ گئے اور یہ قواعد صورت مدون میں قانون خیال کئے جانے لگے +

اکثر اشخاص نے اِس عمل کی ماہیت کو جس سے جج اپنے فرائض متعلقہ عدالت کی تعمیل میں قانون وضع کرتا ہے بخوبی نہیں سمجھا چنانچہ وہ لوگ کہتے ہیں کہ وضع قانون کو عمل میں لانا ججوں کی طرف سے ایک طرح کا غصب ہے اگر معترض کا منشا وضع قانون سے وہ عمل ہے جس کا ہم نے اوپر بیان کیا تھا۔ تو اس کا بیان بالکل خلاف ہے۔ ایک جج جو اپنی رائے کی بجائے چند اشخاص متفقہ کی رائے قائم کرتا ہے۔ قانون کا توڑنے والا نہیں کہلا سکتا اور یہ کہنا کہ جج قانون نہیں بنا سکتا۔ فی الحقیقت یہ کہنا ہے کہ اکثر مقدمات میں ایسا کوئی قانون موجود نہیں جو صورت موجودہ پر صادق آسکے گویا جج کو بالکل خودمختار چھوڑنا ہے +

مقدمات فیصل شدہ میں سے خاص واقعات کو چھوڑ کر ایک قاعدہ قانونی کے اخراج کرنے میں جو عمل کرنا پڑتا ہے اور اس میں جو طریقہ استدلال برتا جاتا ہے اُس کی ماہیت معلوم کرنی نہایت مشکل امر ہے۔

جج کی رائے کو اگر وہ تجویز آخری یعنے فیصلہ سے علیحدہ ہو تو عدالتی نہیں سمجھتے ہیں بلکہ اسکو بطور امر زائد کے سمجھتے ہیں گو یہ نہیں کہ اس رائے کا بالکل لحاظ نہ کیا جائے لیکن اگر نتیجہ واقعی سے جج کی رائے علیحدہ ہو سکتی ہو تو

ثالث کی رائے بطور سند کے نہیں مانی جاتی +

تشریحات

اس قانون کے بہت مشابہ جو فیصلجات عدالتی سے بنتا ہے ایک اور قانون ہے جو بڑے بڑے قانون دانوں کی تشریحات کتب قانون سے حاصل ہوتا ہے۔ ایسے شخص بھی قانون کے منشا بیان کرنے والوں میں سے ہیں اور ان کی تصنیفات کا حوالہ اکثر عدالتوں میں دیا جاتا ہے۔ اور وہ حوالہ بڑا وقر رکھتا ہے شارح کے اختیارات وضع قانون کو ہم جج کے اختیارات کے مانند بلاواسطہ حاکم اعلےٰ ترین سے اخذ نہیں کر سکتے اور عموماً کوئی شرح جبکہ وہ تصنیف کیجاتی ہے۔ تو تعین والے کے لئے ایک دلیل کے طور پر پیش کی جاتی ہے لیکن یہ ضرور نہیں کہ جج عدالت کو اس کا پابند ہونا پڑے اور جو کچھ اس میں درج ہو اُسے تسلیم کرنا پڑے لیکن جس طرح کہ ججوں کے متواتر فیصلوں سے قانون کا ایک قاعدہ بن جاتا ہے۔ اسیطرح سے شارح کے دلائل بارہا تسلیم کئے جانے سے بطور سند مسلمہ کے سمجھے جانے لگتے ہیں یہاں تک کہ آخر کار شارح کی رائے ججوں کی رائے سے وقعت میں زیادہ ہو جاتی ہے مثلاً تشریحات لارڈ ہیٹل لارڈ ولٹل ٹن انگلستان میں اور ویا بھاگ میتا کشرا فتاوے عالمگیری۔ ہدایہ۔ ہندوستان میں +

قانون نظائر اور تشریحات میں ایک فرق ظاہری ہوتا ہے جسکو نظرانداز کرنا نہ چاہیئے اور وہ یہ ہے کہ فیصلجات عدالتی میں صور موجودہ کی بابت بحث ہوتی ہے اور جو کچھ جج کہتا ہے۔ وہ اس مقدمہ کے فیصلہ کرنے کے لئے کہتا ہے جو اسکے روبرو پیش ہے۔

قانون کے جس اصول پر وہ فیصلہ دیتا ہے ۔ان کا مقدمہ کے واقعات میں سے
نکالکر علیحدہ کرنا نہایت محنت اور دقت کا کام ہے ۔لیکن شارح اکثر صور مجردہ سے
بحث کرتا ہے ۔اور وہ قانون کے قواعد اور اصول کو بیان کر دیتا ہے جنکو چاہو مقدمات
کی جتنی ہی صورتوں پر صادق کر لو اس کا کام ہے کہ ایک اصول سے دوسرے اصول
کا استدلال کرے اور پیش بینی کر کے نئی نئی صورتوں کے لئے نئے قواعد اخذ کرے
اس قسم کی تشریح اگر وہ بطور سند مسلمہ کے مانی جاوے تو سیکڑوں جلد ہائے
فیصلجات سے زیادہ مفید ہے لیکن انگلستان کے قانون یا اور کسی ملک میں کوئی
تشریح زمانہ جدید کی اس درجہ شہرت کو نہیں پہنچی +

رواج

جوں جوں ہم قانون کے ماخذوں کے شمار کرتے ہوئے آگے بڑھتے ہیں۔
اسی قدر طریقہ اخذ قانون زیادہ مبہم ہوتا جاتا ہے ۔ججوں کا منصب وضع قوانین
واضع قانون کے منصب کی بہ نسبت زیادہ بعید الفہم ہے اور اسیطرح سے شارح
کا ایک درجہ اور زیادہ ۔اب ہم ایسے ماخذ کا ذکر کرتے ہیں کہ جس میں بادی النظر میں
معلوم ہوتا ہے کہ قانون نہ تو ججوں نے بنایا اور نہ حاکم اعلے ترین نے بلکہ عوام الناس
نے اپنی خوشی اور مرضی کے مطابق قانون وضع کر لیا +
اس قسم کے قانون کو رواج کہتے ہیں اس مضمون پر جس قدر ابحاث طویل
ہوئی ہیں ان سب کی بابت فیصلہ کرنا ناممکن معلوم ہوتا ہے ۔لیکن تاہم اس کے سیقدر
پردہ ابہام اٹھانے میں کوشش کیجاتی ہے ۔اور یہ بھی ظاہر کیا جاویگا کہ اس بحث میں

امور متنازعہ فیہ کون سے ہیں +

رواج کے لفظ سے اگر اس کے وسیع معنے لئے جاویں تو اس طریق عمل سے مراد ہے جسکے مطابق ہمیشہ مشابہ صورتوں میں اکثر متواتر مشابہ موقعوں پر عمل کیا جائے مثلاً مردہ کا جلانا ہندؤں کا رواج ہے۔ کثرت ازدواج مسلمانوں میں رواج ہے کرسی پر بیٹھنا فرنگیوں میں رواج ہے۔ اور بڑی چوٹی رکھنا چینیوں کا رواج ہے +

قانونی معنے رواج کے عام معنے کی بہ نسبت کسی قدر کم وسیع ہیں قانون میں عام رواجات سے کچھ مطلب نہیں بلکہ قانون میں فقط اُن رواجات سے بحث ہے جن کی تعمیل جبرًا کرائی جائے یا اگر فریقین میں سے کوئی اس رواج پر عمل کرے تو وہ عدالت میں تسلیم کیا جاوے مثلاً انگلستان کے چند اضلاع میں یہ رواج ہے کہ ایک شخص خاص مہینوں یا دنوں میں اپنے مویشی دوسرے کی زمین پر چرنے کے لئے چھوڑ دیوے یہ ایسا رواج ہے جس کی تعمیل جبرًا کرائی جاتی ہے اسیطرح سے عدالت کثرت ازدواج کو مسلمانوں میں حقوق وراثت کے بارہ میں تسلیم کرتی ہے +

رواج کے پیدا ہونے کے لئے یہ امر ضروری ہیں۔ اول یہ کہ لوگوں کے پاس یہ روایت ہونی چاہئے کہ انکے آباء و اجداد کیا کرتے تھے۔ اور دوم یہ علم کہ اُن کے ہمسائے آج کل کیا کر رہے ہیں۔ اور سوم ایک عام یقین ہونا چاہئے کہ جو کچھ اس طرح کیا جاتا ہے وہ درست ہے اِن تمام امور سے عمل میں (یکسانیت) استقلال پیدا ہوگا اور یکسانیت عمل کی جبکہ ایک قاعدہ بن جاویگا تو اسکو رواج کہینگے +

عموماً یہ کہا جاتا ہے کہ رواج کے قانون ہونے کی یہ سند ہے کہ وہ لوگ جنہوں نے اُسے از خود اختیار کیا ہے اس کی تعمیل کرتے ہیں یعنے وہ قانونی قاعدہ جو رواج سے

پیدا ہوتا ہے۔ حاکم اعلےٰ ترین سے اپنی پیدائش میں کچھ تعلق نہیں رکھتا آسٹن صاحب نے ۲۹ اور ۳۰ لیکچر میں ظاہر کیا ہے کہ یہ قول غلط ہے۔ لیکن میرے نزدیک اس بات سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ قانون رواجی قانون موضوعہ حجبان کی ایک شاخ ہے اور قانون کا علحدہ ماخذ نہیں ہے میرے نزدیک رواج کا تصور قانون کے تصور سے پہلے کا ہے زمانہ قدیم میں اس سے پہلے کہ عدالتوں کو قانون کا صاف صاف تصور پیدا ہو رواج کے مطابق فیصلے دئے جاتے تھے یہ ممکن ہے کہ اس رواج سے رواج عدالتہائے یعنے قانون موضوعہ حجبان مراد لیجاوے لیکن اس میں شک نہیں ہے کہ وہی رواج وہ اشخاص بھی برتتے تھے جن کی عادات سے جج بخوبی واقفیت رکھتے تھے۔ اور وہی رواج اُن اضلاع میں بھی ضرور پائے جاتے تھے جو اُن ججوں کے اختیارات کے حدود اراضی کے اندر واقع تھے۔ سیوینی صاحب (قانون جدیدہ کے مصنف) کہتے ہیں کہ زمانہ قدیم میں دیہات کی عدالتیں اپنے فیصلجات کو اسی قسم رواجات کے مطابق کیا کرتی تھیں۔ اور چونکہ یہ دستور تھا کہ جج اپنے آرائے کو قلمبند کیا کرتے تھے۔ اس سبب سے رفتہ رفتہ قانون موضوعہ حجبان کو قانون عوام یعنے رواج پر ایک طرح کی ترجیح ہوگئی۔ میں اپنے ذاتی تجربہ سے اس معاملہ میں کوئی رائے نہیں دے سکتا۔ لیکن میرے نزدیک مدراس میں جو دیہاتی عدالتیں ہیں اور جن کو پنچائتیں کہتے ہیں اسیطرح عمل کرتی ہیں یعنے اس قسم کی عدالتوں کو شرع میں اُس ضلع کے رواجات مستمرہ کے سوا اور کسی قانون کا کا تصور تک نہیں ہوتا +

ہاں یہ بات ضروری ہے کہ ان اقوام میں جو ذرہ تہذیب یافتہ ہیں اور جہاں کی

عدالتوں میں وکلاء اور مقننین بہ کثرت میسر آسکتے ہیں رواج کا حوالہ بہت کم دیا جاتا ہے
اور قانون کا یہ تصوّر کہ حاکم اعلےٰ ترین کے صریح یا معنوی حکم کے سوا اور کسی شے کو قانون
کہنا واجب نہیں اُس کے تسلیم کئے جانے کا مانع ہو جاتا ہے۔ لیکن میرے نزدیک
رواج کو قانون پر ترجیح دینے کا جج کی رائے پر انحصار رکھنا نہایت غلط فہمی ہے
جج کا فرض ہے کہ رواج کے مطابق عمل کرے اور ہندوستان میں کونسل واضعان
قانون نے عدالتوں کو حکم دیا ہے کہ خاص خاص مقدمات میں قانون کے علاوہ ہندو
اور مسلمانوں کے دھرم شاستر اور شرع محمدی اور رواج کے مطابق عمل کریں یعنے
ہندوستان میں ہنود اور مسلمانوں کی شرائع کے ساتھ رواج کو ملانا واجب
سمجھا گیا ہے۔ دھرم شاستر میں منو نے خود کہا ہے کہ قانون الہامی کی بھی رواج سے
ترمیم ہو سکتی ہے +

عموماً کہا جاتا ہے کہ رواج کو عام قانون کے مستثنیات میں سے سمجھنا چاہئے
اور اگرچہ یہ سچ ہے کہ اکثر قواعد قانون جو رواج کے نام سے مشہور ہیں اصل میں مستثنیات
ہیں لیکن یہ فرض کرنا کہ تمام قانون رواجی کا یہ خاصہ ہے بالکل غلط ہے بہت سے
رواجات جو قانون بن گئے ہیں کسی طرح سے مستثنیات میں سے نہیں ہو سکتے۔ اور
ہر ایک ملک میں قانون کے قواعد کا بڑا حصہ ان رواجات سے بنا ہے جنکو قانون نے
تسلیم کر لیا ہے۔ اس لئے جبکہ عام رواجات قانون بن جاتے ہیں تو وہ قانون کہلاتے
ہیں اور اپنا پہلا نام کھو بیٹھتے ہیں مثلاً وراثت کے قواعد **قانون وراثت**
کہلاتے ہیں۔ اور رواج کا لفظ اُن قواعد وراثت پر بولا جاتا ہے جو مستثنیات میں
سے ہیں جیسے کہ انگلستان میں وراثت کا متوفی کے بیٹوں میں برابر حصہ وار تقسیم ہونا

اور ہندوستان میں وراثت کا صرف بڑے بیٹے کو پہنچنا۔ لیکن اکثر قواعد وراثت کے
رواج سے پیدا ہوئے ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ بعض قواعد جو عام ہو گئے وہ
قانون کہلانے لگے۔ اور باقی جو خاص خاص صورتوں میں بطور مستثنیات کے مانے
جاتے ہیں۔ وہ رواج کہلاتے ہیں۔ اس لئے ظاہر ہے کہ رواجات کا قانون میں
شامل کر لینا اسکی یکسانیت میں مخل انداز نہیں ہوتا لیکن جبکہ ایسا کوئی رواج تسلیم
کر لیا جائے جو عام نہ ہو تو بے شک اُس کی یکسانیت میں ہرج واقعہ ہوتا ہے +

اُن رواجات کے تسلیم کرنے اور قانون میں شامل کرنے میں جو عام ہیں یعنے
معمول علیہ جمہور ہیں جج لوگ نہایت سیرچشمی ظاہر کرتے ہیں لیکن اُن رواجات
کے تسلیم کرنے میں جو معمولی قانون کے مستثنیات ہیں بے شک مضائقہ سمجھتے ہیں
اور جس قدر رواج اور قانون کے درمیان تناقض زیادہ ہوتا جاتا ہے اُسی قدر
جج لوگ رواج کو احتیاط کی آنکھ سے دیکھتے ہیں +

چوتھا باب

اصطلاحات کی تشریح

۵۴ - علم اصول قانون کے سمجھنے کے لئے، اصطلاحات کا درست مفہوم سمجھنا

نہایت ضرور ہے +

۴۶۔ قانون کے تعریف ہم کرچکے ہیں ۔ ذیل میں ان اصطلاحات کی تعریف لکھی جاتی ہے جسکا استعمال اس علم کی بحث میں اکثر کیا جاتا ہے +

۴۷۔ **قانون الاقوام** ۔ اُن حقوق کے متعلق قواعد کے مجموعہ کو جنکے فریقین بجائے اشخاص کے سلطنتیں ہوتی ہیں قانون الاقوام (جس جنٹیم) کہتے ہیں لیکن زیادہ صحیح لفظ قانون بین الاقوام ہے +

معمولی قانون میں اور اس قانون میں یہ فرق ہے کہ اُسکے نفاذ کے واسطے کسی سلطنت کے اختیارات کی ضرورت ہوتی ہے معمولی اخلاق میں اور اس قانون میں یہ تمیز ہے کہ اُسکے قواعد اشخاص کے بجائے ریاستوں کے لئے بنائے گئے ہیں ۔ گویا وہ ریاستوں کا قانون اخلاقی ہے ۔ کیونکہ اس میں متنازعین سے اُوپر سوا عام رائے کے اور کوئی ثالث فیصل کنندہ نہیں ہوتا +

ہوبس صاحب کے نزدیک قانون بین الاقوام قانون فطری کا ایک حصہ ہے قانون فطری کی تقسیم اُس نے اس طرح کی ہے (۱) انسانوں کا قانون فطری اور (۲) ریاستوں کا قانون فطری یا قانون بین الاقوام +

ہوبس کے قول کے مطابق دونو کے مسائل ایک ہی ہوتے ہیں کیونکہ ریاستوں کے بھی ذاتی خصائص وہی ہوتے ہیں جو افراد کے +

مارکبی نے اس مضمون کو الفاظ ذیل میں ادا کیا ہے جو زیادہ تر واضح ہیں ان قواعد کے مجموعہ کو جسکو اہل روما (جس جن ٹیم) کہتے ہیں قانون اقوام

یا قانون بین الاقوام کہہ سکتے ہیں کیونکہ ایک ملک کا باشندہ جو دوسرے ملک میں رہتا ہو۔ اور ملکوں کا درمیانی تعلق۔ ارتباط باہمی ان قواعد کا محکوم ہے۔ تاہم ان قوانین کو ہر لحاظ سے قانون کہہ سکتے ہیں لیکن چونکہ اس قانون کے اس حصہ کا نفاذ جو دو ملکوں کے درمیانی تعلق اور باہمی ارتباط کے متعلق ہے فقط **تہدید اخلاقی** کے ذریعہ سے ہو سکتا ہے اور اسکو قانون کا اطلاق مطلق بھی کہہ سکتے ہیں تاکہ اسمیں اور قانون مطلق میں جسکا نفاذ **تہدید قانونی** کے ذریعے کیا جاتا ہے تمیز ہو جاوے۔ قانون اقوام یا قانون بین الاقوام کا نفاذ فقط تہذیب اور تمدن کی ترقی پر منحصر ہے کیونکہ جب تک دونوں کے دلوں میں اخلاق اور تہذیب اور انصاف کے اعلے درجے کے اصول پائے نہ جاتے ہونگے تب تک یہ امید نہ رکھنی چاہئے کہ ایک قوی قوم اپنی طاقت اور قوت کے زور میں ایک ضعیف قوم کے مقابلہ میں ناجائز فائدہ نہ اٹھاویگی اور جسکی لاٹھی اسکی بھینس کے مقولہ پر عمل پیرا نہ کریگی +

۴۸۔ (۱) حکومت اعلے انتظامی۔ جماعت انتظامی میں وہ شخص یا اشخاص جن کے احکام کی متابعت ہمیشہ کسی وقت معین پر اُس جماعت انتظامی میں سے ہر شخص کرتا ہے۔ نوع انسان کا ایک حصہ جو کسی محدود حصہ زمین میں آباد ہو جس میں تمام شرائط گورنمنٹ موجود ہوں۔ اور ایک مسلسل تاریخ رکھتا ہو +

۴۹۔ ہالنڈ صاحب نے حکومت اعلے انتظامی کی یہ تعریف کی ہے کہ ہر ایک ملک میں دو فریق ہوتے ہیں۔ ایک کو حاکم کہتے ہیں دوسرے کو رعایا۔ حکومت اعلے

کہ خارجاً وہ کسی اور کے ماتحت نہ ہو اور داخلاً وہ اپنے ہر فعل کی مختار ہو +

(۲) **سلطنت** - اس لفظ کا استعمال بعض اوقات حکومت اعلےٰ انتظامی موجودہ وقت کے لئے بھی کیا جاتا ہے - امیوس صاحب یہ تعریف کرتے ہیں کہ سلطنت - ملک یا ریاست نوع انسان کا وہ حصہ ہے جو ایک خاص ملک میں سکونت پذیر ہو - مسلسل تاریخ رکھتا ہو اور حکومت کے اغراض کے واسطے منتظم ہو +

ہالنڈ صاحب نے یہ تعریف کی ہے کہ وہ نوع انسان کے ایک کثیر تعداد لوگ کا مجموعہ ہے جو عموماً کسی خاص ملک میں سکونت پذیر ہو اور جس میں ایک کثیر تعداد کے رائے بمقابلہ قلیل کے یا کسی جماعت کے رائے بمقابلہ اسکے مخالفوں کے غالب ہو +

(۳) **گورنمنٹ** - اس لفظ کا استعمال بعض اوقات (۱) فقط اس واقعہ کے لئے کہ کسی شخص یا مجموعہ اشخاص کی مت ابعت کسی خاص ملک میں عموماً کیجاتی ہو اور (۲) بعض اوقات حکومت اعلےٰ انتظامی جو وقت کیلئے کیا جاتا ہے اور بعض اوقات (۳) اُن اشخاص کے لئے بھی اس لفظ کا استعمال کیا جاتا ہے جنکو قوانین کی تعمیل کرانے اور خاص خاص حصے انتظام کرنے کے فرائض سپرد کئے گئے ہیں جیسے لبرل گورنمنٹ اور کنسرویٹو گورنمنٹ کہتے ہیں +

۵۰ - **واضعان قوانین** - کسی ملک کے واضع قوانین اس ملک کے حکومت اعلےٰ انتظامی باعتبار وضع کرنے قوانین کے کہلاتی ہے - یعنی شارع +

۵۱ - **کارکن اور انتظامی** - یہ اصطلاحات بعض اوقات بطور الفاظ مرادف کے استعمال کی جاتی ہیں - اور ان سے وہ شخص یا مجموعہ اشخاص مراد ہوتا ہے جسکو حکومت اعلےٰ مناصب (۱) نافذ کرانے قانون کے (۲) مختلف صیغہائے ملک کی بابت قواعد بنانے کے سپرد کرتی ہے - اور بعض اوقات کارکن اور انتظامی میں اس طرح تمیز کی جاتی ہے کہ انتظامی سے مراد وہ شخص یا اشخاص ہوتے ہیں

جس کے تقرریات کرنے اور ملک کے خاص خاص محکموں کا انتظام سپرد ہوتا ہے +

۵۲۔ **عدالتی**۔ انتظام عدالتی طاقت انتظامی کا وہ حصہ ہے جس کا یہ فرض منصبی ہوتا ہے کہ باقاعدہ طور پر اور ظاہرا یہ تحقیق کرے کہ آیا قانون کی عدم متابعت تو نہیں کی جاتی اور وہ کونسے اشخاص ہیں جنھوں نے قانون کی خلاف ورزی کی +

۵۳۔ **حکومت شخصی**۔ اس کی دو قسمیں ہیں۔ اگر حکومت اعلےٰ فقط ایک شخص کے سپرد ہے تو اسکو حکومت مطلق العنان اور حکومت جابر کہتے ہیں اور جہاں وہ ظاہر میں تو ایک شخص کے سپرد ہے لیکن حقیقت میں اختیارات اور اشخاص میں بھی تقسیم ہیں جو کسی طریقہ سے انتخاب کئے گئے ہوں تو اسکو حکومت شخصی محدود کہتے ہیں۔ اور کون سٹی ٹیوشنل بھی کہتے ہیں +

۵۴۔ **حکومت نوعی**۔ جبکہ حکومت اعلےٰ متعدد اشخاص کے اختیار میں ہوتی ہے (اگرچہ تعداد میں کثیر نہو) جو بلحاظ شرافت یا لیاقت ذاتی یا کسی اور لحاظ سے (سوائے انتخاب عامہ) منتخب کئے جاویں اور وہ ان اختیارات کے عمل میں لانے میں کسی کو جوابدہ بھی نہوں تو ایسی حکومت کو حکومت اشخاص منتخب اور حکومت اشخاص متعدد (آلی گارکی) کہتے ہیں +

۵۵۔ **حکومت عوام**۔ جہاں حکومت اعلےٰ بہت سے اشخاص کے اختیار میں ہو یا ان اشخاص کو عوام نے براہ راست منتخب کیا ہو اور ان پر کوئی قید نہ لگائی ہو سوائے اسکے کہ ہر ایک شخص جماعت انتظامی میں خواہ کسی کو بغیر کسی قید کے انتخاب کر سکتا ہے +

(۵۶) حکومت جمہوری۔ حکومت جمہوری ہونے کا دعوے حکومت نوعی اور حکومت عوام دونوں کرتے ہیں +

جہاں حکومت اعلے ایسے مجموعہ اشخاص کے اختیار میں ہو جو نہ تو بہت زیادہ اور نہ بہت کم ہو اور اُن کے انتخاب میں امراشت وغیرہ کا لحاظ نہ کیا گیا ہو لیکن یہ اطمینان ہو کر یہ اشخاص ایسے وسیع اور عام اصول پر منتخب کئے گئے ہیں جن سے عام جماعت مدنی کی بہبودی کے پیدا ہونے کا غلبہ ہو تو ایسی حکومت کو جمہوری کہتے ہیں +

۵۷۔ مجموعہ قانون اساسی (کون سٹی ٹیوشن) تمام وہ قوانین اور دستور العمل جنکے منشا کے موافق ان اشخاص کا تعیُّن کیا جاتا ہے۔ جو اُس ملک کی حکومت اعلےٰ کہلاتی ہے اور جنکے بموجب طریقہائے وضع قانون اور افسران انتظامی کے تقرر اور نگرانی کیجاتی ہے۔ جو نئی تجویزان قوانین اور دوسرے افعال کے مطابق نہیں ہوتی انکو ان کون سٹی ٹیوشنل کہتے ہیں +

۵۸۔ حق۔ اختیارات کا ایک پیمانہ ہے جو ایک سلطنت کسی شخص کو عطا کرتی ہے کہ اسے دیگر اشخاص کے افعال پر بمقابلہ اس شخص کے قید لگ جاتی ہے۔ اس شخص کو کہتے ہیں کہ وہ مالک حق ہے اور ان اشخاص کو کہا جاتا ہے کہ اُن پر فرض عاید کیا گیا ہے۔ یہ مفہوم اس لفظ کا قانونی اور اصح ہے اگرچہ اخلاقی اور عوام کے اصطلاح میں اس کے معنے زیادہ تر وسیع ہیں اور ان دونو مفہوموں میں تمیز کرنا ضرور ہے مثلاً پولیٹیکل مباحثوں میں حق سے مراد وہ اخلاقی دعوے لیجاتی ہے کہ جسکو تسلیم نہ کرنا انصاف اور مصلحت کے اقتضا سے بعید سمجھا جاوے جیسے کہتے ہیں کہ ہر غلام

آزادی کا حق رکھتا ہے۔ یا کہتے ہیں۔ کہ ہر شخص کا حق ہے کہ اصالتاً یا وکالتاً کسی نئے ٹکس کی جو عائد کیا جاوے تائید یا مخالفت کرے +

ہر ایک **حق** ایک **فرض** یا **وجوب** کے مقابلہ میں ہوتا ہے اور کوئی **حق** موجود نہیں ہو سکتا جب تک اُسکے مقابلہ میں کوئی **فرض** یا **وجوب** نہو اور برعکس اس کے یہ ضرور نہیں ہے کہ ہر فرض اور وجوب کے مقابلہ میں کوئی حق ہو اور سنے الحقیقت اکثر ایسے فرض یا وجوب پائے جاتے ہیں جن کے مقابلہ میں کوئی حق موجود نہیں مثلاً حیوانات پہ بے رحمی نہ کرنے کا **فرض** بعض رفاہ عام کے کام کرنے اور بعض فحش کاموں سے اجتناب کرنا ان **فرائض** کے مقابلہ میں کوئی حق نہیں ہے یعنے ایسا کوئی حق نہیں جو کسی خاص شخص سے تعلق رکھتا ہو یا غرض ہو سکتا ہے کہ ان صورتوں میں جو اوپر بیان کی گئیں **حقوق** موجود ہیں لیکن وہ **حقوق** فے الواقع سوسائٹی سے تعلق رکھتے ہیں اور حق عموماً اسکو کہا کرتے ہیں جو خاص اشخاص سے تعلق رکھیں۔ اور اسی لئے فرض دو قسم کے بیان کئے جاتے ہیں ایک فرض مطلق اور دوسرا فرض اضافی۔ فرض مطلق وہ ہے جسکے مقابلہ میں کوئی حق نہ ہو +

چونکہ ہر ایک **حق** کے مقابلہ میں ایک **فرض** یا **وجوب** ہوتا ہے اور چونکہ ہر ایک فرض اور وجوب کا ظہور صریحاً یا معنًا حاکم اعلے سے ہوتا ہے اس لئے حقوق کا ماخذ بھی صریحاً یا معنًا حاکم اعلے ہوتا ہے اور جبکہ **فرض** اور وجوب کے لفظ میں یہ تصور شامل ہے کہ وہ **فرض** یا وجوب جبراً تعمیل کرائے جانے کے لائق ہے یا وہ شخص جس سے وہ فرض پیدا ہوا ہے اُس کی تعمیل جبراً کرائیگا

اسی طرح سے لفظ حق میں یہ تصور شامل ہے کہ وہی شخص جو اس حق کا مانحت
اُن فرائض کے تعمیل کرنے والوں کی جان و مال کی حفاظت کرے +
حق کے صحیح مفہوم میں حکومت اعلے کسی حقوق کے مالک نہیں ہو تی کیونکہ وہ
خود حقوق اور وجوبات کی ماخذ ہے۔ لیکن وہ اپنے تمام ماتحت افسروں کو جنکا تعلق
انتظام سے ہے ایسے حقوق ادا کر سکتی ہے جو انکے منصب کے لئے ضرور ہے۔ ہالنڈ
صاحب نے حق کی تعریف اس طرح کی ہے۔ حق کسی شخص کی وہ استعداد ہے جس سے
دوسروں کے افعال موثر ہوتے ہیں یہ استعداد اس کی ذاتی طاقت نہیں
بلکہ طاقت وہ ہے جو سوسائٹی کی رائے یا طاقت نے عطا کی ہو قانون حق کی تعریف لنڈ
صاحب نے یہ کی ہے کہ وہ ایک استعداد ہے جو ایک شخص میں دوسروں کے افعال کو سلطنت
کی مدد یا رضامندی سے موثر یا مقید کرنے کی موجود ہوتی ہے +
آسٹن صاحب نے حق کی بابت مفصل ذیل بحث کی ہے اور بیان کیا ہے کہ
حق کے یہ لوازم ہیں۔ ہر ایک قانونی حق کے متعلق تین فریق ہوتے ہیں +
اوّل سرکار یعنے حاکم یا مجمع حکام اعلے ترین جو قانون صریح کو وضع کرتا ہے جسکے
رو سے وہ حق قانونی عطا کیا جاتا ہے۔ اور اُسکے بالمقابل کوئی فرض مقرر کیا جاتا ہے +
دوم وہ شخص یا اشخاص جن کو وہ حق عطا کیا جاتا ہے +
سوم وہ شخص یا اشخاص جن پر فرض عائد کیا جاتا ہے +
۵۹۔ فرائض اولیہ و فرائض ثانیہ۔ فرائض وجوبات کی تقسیم کو فرائض
و وجوبات درجہ اول (پرائمری) و فرائض و وجوبات درجہ ثانی ہیں بھی کرتے ہیں۔
فرائض و وجوبات درجہ اول فرائض و وجوبات ہیں جو بذات خود قائم ہیں

یا بالتعلق کسی دوسرے فرض یا وجوب کے درجہ ثانی کے فرائض وجوبات وہ فرائض وجوبات ہوتے ہیں جو بذات خود یا بلا واسطہ موجود نہیں ہوتے - بلکہ اور فرائض اور وجوبات کی تعمیل کرانے کے لئے موجود ہوتے ہیں مثلاً کسی شخص کو مضرت پہنچانے سے باز رہنا **فرض اولیہ** ہے اور کسی شخص کو اُس مضرت کے معاوضہ میں تاوان دینے کا فرض یا وجوب **فرض ثانیہ** ہے۔ وہ حق جو **اضافی فرض** اولیہ کے مقابلہ میں ہوتا ہے جو فرض یا وجوب ثانیہ کے مقابلہ میں ہوتا ہے حق ثانیہ کہلاتا ہے +

۶۰ - **اشخاص** - شخص وہ شے ہے جو حقوق کے مالک ہونے اور وجوبات کی تعمیل کے ذمہ وار ہونے کی استعداد رکھتا ہو - یہ تعریف ہالنڈ صاحب کی ہے ہر ایک شخص اپنی پیدائش کے وقت خاص حقوق کا مالک ہوجاتا ہے - اگرچہ واجبات کی تعمیل اس پر ایسی جلدی عاید نہیں ہوسکتی بلکہ ایک وقت معین کے بعد ہوتی ہے

۶۱ - **اشیا** - شے سے حق کا معمول علیہ ہوتی ہے یعنے قانون کی اصطلاح میں شے وہ ہے جس پر ایک شخص اپنے حقوق کا استعمال کرتا ہے اور جسکے متعلق دوسرا شخص ایک وجوب یا فرض کا پابند رہتا ہے +

اشیاء کی دو قسم ہیں +

(۱) اشیاء مادی یعنی اشیا محسوسہ جسمی جیسے مکان وجہ گھوڑا یا غلام +

(۲) اشیائے ذہنی یعنے اشیائے مصنوعی غیر جسمی - جیسے ٹریڈ مارک - حق تصنیف حق اسائش - دیوالہ کی جائداد وغیرہ +

۶۲ - **اشخاص اجنبی یا باشندۂ ممالک غیر** - ایک شخص جو ایک دوسری جماعت انتظامی کا رکن ہو لیکن اپنی جماعت کے سوائے کسی اور جماعت انتظامی میں رہتا ہو

اجنبی کہلاتا ہے۔ اور اسکی حالت اسکے ہمسایوں کی حالت سے بالکل مختلف ہوتی ہے وہ اسی حاکم اعلےٰ ترین کی متابعت کرنے کا عادی نہیں ہے جس کی متابعت اُسکے ہمسایہ کرتے ہیں۔ امن کے دنوں میں اکثر جماعت انتظامی میں اجنبیوں کی حالت اور اُس جماعت انتظامی کے ارکان کی حالت میں جس میں وہ عارضی طور پر بودوباش اختیار کرتا ہے کچھ فرق نہیں ہوتا لیکن لڑائی کے دنوں میں یہ حقوق اکثر بند ہوجاتے ہیں +

۶۳ - اشخاص قانونی۔ مقنن "شخص" کے لفظ کو اُس کے معمولی معنے کے علاوہ ذرا اختلاف کے ساتھ استعمال کرتے ہیں جوکہ قابل توجہ ہے۔ انسانوں کے علاوہ جو معمولاً لفظ "شخص" سے تعبیر کئے جاتے ہیں بعضے بعضے مجردات یا موجودات کے لئے بھی اس لفظ کا اطلاق آتا ہے جوکہ حقوق کے مالک ہوتے ہیں اور فرائض کی ذمہ واری کے قابل تصور کئے گئے ہیں مثلاً شہر لندن۔ بنک۔ گورنمنٹ آف انڈیا رلیو کمپنی۔ کوئی عبادت گاہ یا اُتیخانہ وغیرہ بھی معمولی انسانوں کی مانند جائداد کے قابض اور مقدموں کے دائر کرنے والے اور جوابدہی کرنے والے اور متعاقدین کہلاتے ہیں۔ اگرچہ یہ استعمال بالکل مجازی ہے۔ صورتہائے بالا میں کوئی شخص نہیں جوکہ حقوق کا مالک سمجھا جائے یا جو فرائض اور وجوبات کے ادا کا ذمہ وار ہو بلکہ تیخانہ کی صورت میں تو کوئی بھی انسان نہیں ہوتا جس سے حقوق یا فرائض تعلق رکھتے ہوں اور گورنمنٹ اور کمپنی کی صورت میں بھی وہ اشخاص جو اس جماعت میں شامل ہوتے ہیں حق یا ذمہ واری مذکورہ سے بذاتہم کچھ تعلق نہیں رکھتے لیکن ایسے اشخاص مجازی جنکو ہم شخص حقیقی سے تمیز کرنے کے لئے اشخاص قانونی

نامزد کرینگے) کے معاملات میں سب کارروائی بعینہ ایسی ہوتی ہے گویا کسی ذی روح کا معاملہ ہے اور وہ شخص قانونی تمام حقوق کا مالک اور تمام فرائض کے ادا کرنے کا ذمہ وار فرض کیا گیا ہے۔ ہالنڈ صاحب یہ تعریف کرتے ہیں۔ شخص قانونی یا شخص مصنوعی یا شخص مجازی۔ وہ مجموعہ اشخاص یا مجموعہ جائداد کہلاتا ہے جو قانون کی نظر میں حقوق اور وجوبات کی استعداد رکھتا ہے قانون میں اُن کو بطور ایک شخص کے سمجھا جاتا ہے۔ یا یہ کہو کہ قانون اُن کو یہ حیثیت عطا کرتا ہے +

۶۴۔ **حیثیت**۔ ہر ایک شخص متعدد حقوق کا مالک ہوتا ہے۔ اور اسی طرح سے ہر شخص فرائض اور وجوبات کے عدد کثیر کا ذمہ وار ہوتا ہے۔ اِسکے علاوہ ہر ایک شخص بعض کاموں کے کرنے کی قابلیت اور ناقابلیت بھی رکھا کرتا ہے جس سے اُس کے حقوق اور فرائض پر بہت اثر ہوتا ہے۔ جبکہ کسی شخص کے حقوق اور فرائض و وجوبات کو مع اسکی قابلیتوں اور عدم قابلیتوں کے ملا کر نظر کرتے ہیں تو اُنکو اس شخص کی حیثیت (سٹیٹس) کہتے ہیں +

۶۵۔ **حالت**۔ بعض اوقات ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ ہمیں تمام حقوق یا فرائض وغیرہ سے بحث نہیں ہوتی بلکہ اسکے بعض حصے سے غرض ہوتی ہے۔ ان حقوق اور فرائض اور قابلیت و عدم قابلیت لئے کے مجموعہ کے ایک حصہ کو ہم لفظ "حالت" سے تعبیر کرینگے مثلاً جب ہم آقا اور نوکر اور ماں باپ اور خاوند اور بیوی وغیرہ کا ذکر کرتے ہیں تو ایک شخص کی فقط اُن حقوق اور فرائض اور قابلیتوں سے غرض ہوتی ہے جو وہ اُس حالت مخصوصہ میں رکھتا ہے +

۶۶۔ **حقوق بالتعمیم و بالتخصیص**۔ بعضے وقت حق فقط ایک شخص یا زیادہ

اشخاص مشخصہ کے مقابلہ میں جو موسوم اور مشخص ہونے کی قابلیت رکھتے ہیں موجود ہوتا ہے
اور بعضے وہ بالعموم تمام اشخاص یا اسی جماعت انتظامی کے تمام ارکان کے مقابلہ
میں موجود ہوتا ہے۔ مثلاً ایسے معاہدہ کی صورت میں جو درمیان عمرو اور بکر کے ہو فقط
انکے مقابلہ میں موجود ہوتا ہے۔ اور برعکس اسکے ملکیت کی صورت میں قابض کو جائداد
پر قبضہ رکھنے اور اس سے فائدہ اٹھانے کا حق بالعموم تمام اشخاص کے مقابلہ
میں حاصل ہوتا ہے لاطینی میں ان حقوق کو علحدہ علحدہ حقوق ان پرسونم (حقوق
بالتشخیص) اور حقوق ان رم (حقوق بالتعمیم) کہتے ہیں +

پانچواں باب

اخلاقی ذمہ داری

ارادہ ۔ خواہش و اصل فعل

۶۷ ۔ تجربہ سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان کا یہ علم کہ فلانے فعل سے فلانے نتائج پیدا ہونگے
اُن افعال پر بہت کچھ اثر رکھتا ہے ۔ تمام قانون عقل انسانی کے اس قوت پر مبنی ہیں کہ
انسان اُس قوت کے ذریعہ سے پیش بینی کر کے اپنے افعال کے نتائج دیکھ لیتا ہے جبکہ
واضع قانون کسی خاص قاعدہ عمل کو نافذ کرنا چاہتا ہے تو اسکے ساتھ خوشی پہنچانیوالے یا بُرا
اور رنج دینے والے نتائج مقرر کر دیتا ہے ۔ انسان کے عادات ۔ فطرت اور قوائے عقلیہ

تجربے سے اور اس واقعے سے یہ بات عموماً انسان کی عادت میں داخل ہے کہ وہ بحالت
موجودگی کافی وجہ محرک کے ہمیشہ اپنی رضا کی متابعت کرتا ہے واضع قانون کو کامل بھروسہ
ہوتا ہے کہ جو مکافات اُسنے مقرر کی ہیں وہ انسان کو قواعد موضوعہ کے مطابق عمل کرنے کی
ترغیب دینگے۔ انسان کو اپنے فعل کا اخلاقی ذمہ وار بنانے میں یہ فرض کر لیا گیا ہے کہ
(۱) اوسط العقل انسان ارادہ کے قائم کرنے کی قابلیت رکھتے ہیں یا یوں کہو کہ اُن میں یہ
قابلیت ہوتی ہے کہ وہ اپنے افعال کے نتائج کی بابت غور کرکے پیش بینی کر سکتے ہیں۔
(لفظ افعال میں وہ تمام حرکات عصبی شامل ہیں جنکے بعد ہمیشہ ایک قسم کی خواہش جسکو
ارادہ کہتے ہیں پیدا ہوتی ہے بشرطیکہ کوئی بیماری یا اور قسم کی روک اُسکے پیدا ہونیکی مانع نہو)
(۲) وہ ارادہ کرنے کی قابلیت رکھتے ہیں (۳) وہ فعل کے ارتکاب کی قابلیت
رکھتے ہیں +

۶۸ - بیان بالا سے معلوم ہوا ہوگا کہ اخلاقی ذمہ داری کے تصور میں عزم کرنے
خواہش کرنے۔ ارتکاب فعل کی قابلیتوں کا تصور شامل ہے۔ ممکن ہے کہ ان تینوں
قابلیتوں میں سے کوئی ایک موجود ہو اور دو غیر موجود۔ مثلاً ممکن ہے کہ ایک شخص
کسی فعل کی بابت ارادہ کرے لیکن فالج کے باعث سے یا اس سبب سے کہ اُسکو
پولیس نے آپکڑا ہو وہ فعل کبھی ارتکاب میں نہ آوے۔ اور اسیطرح سے یہ بھی ممکن ہے
کہ خواہش دل موجود ہو لیکن نتائج فعل کی بابت غور نہ کیا جاوے جیسے حالت معتوہیت
خبط۔ جنون۔ اور بدمستی کی حالتوں میں۔ ان تمام صورتوں میں خواہش دل موجود ہے لیکن
ارادہ نہیں +

جرائم کی ایک ایسی جماعت ہے جسکے مرتکب کو اخلاقی ذمہ داری سے بری کہا جاتا

ہے۔ اور اس کا سبب فقط یہ ہے کہ ایسے افعال میں شخص مرتکب کی قابلیت ہائے مذکورہ بالا کو بیکار کر دیا جاتا ہے مثلاً فریب اور دھوکا دہی کی صورت میں شخص جس کا بدنیتی پیش کی تاکہ اسکو اُسکے فعل کے نتائج کے پیش بینی میں دھوکا دیا گیا تھا اور اس لئے اس کا عذر مسموع ہو جاتا ہے۔ اس صورت میں ارادہ اور خواہش ولی اور فعل سب موجود ہوتے ہیں لیکن ارادہ اور خواہش اور فعل کی تعمیل اور ارتکاب فقط ایسی صورت میں کیا گیا کہ مرتکب کو اپنے فعل کے نتائج کی بابت دھوکا دیا گیا تھا ذمہ واری ایجاب ہونے کے لیے ان تینوں قابلیتوں کا ہونا جن کا بیان کیا گیا ہے۔ ضروری ہے گو ان میں کہ ہر ایک کسیقدر کم یا زیادہ مقدار میں ظاہر ہو۔ اگر کسی شخص پر قانون کی عدم متابعت کا جرم قائم کیا جاوے تو اس کی قابلیت مواخذہ کے متحقق کرنے میں جج کو یہ تحقیقات کر لی چاہئے کہ یہ تینوں قابلیتیں کس مقدار میں موجود ہیں اور آیا ایسے واقعات جن کی تاثیر سے ان قابلیتوں میں فرق پڑ سکتا ہو موجود ہیں یا نہیں +

وہ واقعات جنکی تاثیر سے ذمہ واری میں فرق پڑتا ہے

۶۹۔ امیوس صاحب اپنے رسالہ اصول قانون میں اُن واقعات کا بیان جن کی تاثیر سے اخلاقی ذمہ واری میں فرق پڑتا ہے۔ اس طرح بیان کرتے ہیں +

(۱) عمومی واقعات۔ صغر سنی۔ کبر سنی۔ واختلاف ذکورو اناثی +

(۲) واقعات اتفاقی۔ جو دو قسم کے ہوتے ہیں جسمانی یا اخلاقی۔ جیسے خبط۔ جنون۔ بدمستی۔ مرض جسمانی۔ غلطی۔ جبر۔ فریب +

(۳) واقعات مصنوعی موضوعہ قانون یا جماعت انتظامی جو جسمانی اور اخلاقی دونوں

ہوتے ہیں۔ نکاح۔ گماشتہ گری۔ امانت۔ فریب معنوی (جو قانون انگریزی کی ایک اصطلاح ہے +

اس موقع پر اس طریقہ کا مفصل بیان کرنا ضرور ہے جسکے مطابق واقعات مذکورہ بالا میں سے ہر ایک فاعل کے ارادہ پر اثر کر کر اخلاقی ذمہ داری پر عمل کرتی ہے۔ لیکن ہم نمونہ کے طور پر چند واقعات کے طریقہ کا مفصل طور پر ذکر کرینگے +

عمومی واقعات

۰۷۔ یہ واقعات نوع انسان کی حالت کے لئے لازم ہیں اور ہر نظام قانونی میں جسکی آج تک تدوین کی گئی ہے۔ کہیں کم اور کہیں زیادہ کہیں مجمل اور کہیں مفصل اُن واقعات پر ضرور بحث کی گئی ہے۔ مثلاً چھوٹے بچے خواہش اور افعال میں اپنے بزرگوں کے برابر ہوتے ہیں لیکن ناتجربہ کاری اور غور کی کمی کے باعث سے وہ اپنے افعال کے نتائج کو اچھی طرح سے نہیں دیکھ سکتے اس لئے اُنکی بابت ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ ارادہ کرتے ہیں صغر سن بچوں کو مقاصد قانونی کے لئے غیر ذمہ وار سمجھنے کا اصول ہر ملک کے قانون میں مشترک پایا جاتا ہے اور ہر ایک مجموعہ قانون میں بلحاظ قومیت و آب و ہوا و مزاج عمر کی عمر کے حد مقرر کی گئی ہے جبکہ یہ غیر ذمہ واری کلّا یا جزءً دور ہو جاتی ہے +

مختلف مقاصد قانونی کے لئے بھی عمر کی مقدار میں اختلاف ہوتا ہے کیونکہ یہ بات بدیہی ہے کہ ایک بچہ صغر سن بعض افعال کی ذمہ واری کو کم عمر نہیں اور بعض افعال کی ذمہ داری زیادہ عمر میں ہو کر سمجھنے لگتا ہے اور اس اصول پر انگلستان کے قانون میں ذمہ داری کی عمر متعلق صغائر میں مقدمات دیوانی سے بہت پہلے شروع ہو جاتی ہے اور نیز اس عمر سے جس میں بچہ کو

غیر ذمہ وار سمجھا جاتا ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ وہ ہمیشہ غیر ذمہ وار سمجھا جاوے بلکہ ممکن ہے کہ بعض صورتوں میں اس طرح کارروائی کیجاوے گویا ملزم کو غیر ذمہ واری کا فائدہ نہیں دیا گیا +

۱۷ - اس امر کا اب تک فیصلہ نہیں ہوا کہ آیا اخلاقی ذمہ واری میں مرد اور عورت کا فرق ملحوظ رکھنا ایک عام وجہ سمجھی جاوے یا خاص اور اتفاقیہ۔ اور بنفی الحقیقت اس سوال کا جواب قانون سے اسقدر تعلق نہیں رکھتا جس قدر کہ علم النفس و القوا اور معاملات ملکی سے تعلق رکھتا ہے۔ اس امر میں ہر ایک قوم کا دوسری قوم سے اور ہر ایک زمانہ کا دوسرے زمانہ سے اختلاف ہوتا چلا آیا ہے اور اس سوال کے خیال کرنے میں ہمیشہ خیالات و رواجات کو واقعات اور دلیل کی نسبت زیادہ ملحوظ رکھا گیا ہے +

اور چونکہ اس امر میں کہ تذکیر و تانیث کے فرق کی اصلی ماہیت اور اسکی تاثیر کیا ہوسکتی ہے تمام مہذب ملکوں میں اختلاف رائے ہے اسلئے اس واقعہ کو واقعات مستقل و عمومی میں درج کرنا نہ چاہئے +

واقعات اتفاقیہ

۱۸ - ان واقعات میں جن کی تاثیر سے اخلاقی ذمہ واری میں فرق پڑ جاتا ہے بعض واقعات ایسے ہوتے ہیں کہ انکے باعث سے ہر ایک شخص کے قریب استقبال پر ہی اس قدر تاریکی چھا جاتی ہے کہ اسکی قوت ارادی میں فرق پڑ جاتا ہے اور جب وہ یہ دیکھ ہی نہیں سکتا کہ آیندہ اس فعل کا نتیجہ کیا ہوگا تو یہ نہیں کہہ سکتے کہ اس کا ارادہ کامل تھا۔ مختلف ملکوں کے قانون میں اس امر میں مختلف ہیں

اُن واقعات کی تاثیر کس قدر ہونی چاہئے۔ انگلستان میں اس بارہ میں دیوانگی اور بدمستی کی صورتوں میں بھی اسیطرح عمل کیا جاتا ہے جیسا کہ صغر سنی کی بابت ذکر کیا گیا یعنے بعض قسم کے افعال میں غیر ذمہ داری کو فرض کر لیا جاتا ہے اور بعض میں نہیں۔ کسی شخص کے دیوانہ ہونے کی بابت وہی شہادت جو ایک وصیت نامہ کے کالعدم کرنے اور ایک ہنڈوی یا تحریری اقرارنامہ کی ذمہ داری سے شخص مجنون کو بری کرنے کے لئے کافی سمجھی جاتی ہے۔ اُسی شخص کو اگر اُس پر وصیت یا اقرارنامہ کی تحریر کے وقت قتل عمد کا الزام لگایا جاوے نہیں بچا سکتے۔ اور اسیطرح سے اگر ایک شخص بدمستی کی حالت میں ضروریات روزمرہ کی بابت کچھ معاہدہ کرے اور اسی حالت میں کسی ایسے فعل کا ارتکاب کرے جو ازروئے فوجداری کے قابل مواخذہ ہو اور فوجداری میں اُسکو معذور اور غیر ذمہ دار سمجھا جاوے لیکن اس معاہدہ کی بابت اُسکی ذمہ داری میں کچھ فرق عائد نہیں ہو سکتا۔

۴۳ ے۔ ہر ایک ملک کے قانون میں اس امر پر بحث کی گئی ہے کہ دھوکا۔ فریب یا عدم واقفیت یا عدم توجہی کے ذریعہ سے جن کا نتیجہ غلطی ہوتی ہے کسی شخص کے ارادہ قائم کرنے کی قابلیت میں کیا فرق پڑتا ہے۔ ان تمام صورتوں میں اُس شخص کے لئے اُن نتائج کی بابت خواہ فوراً اُسکے فعل سے پیدا ہونگے غلط فہمی کا سامان پیدا کر دیا جاتا ہے۔ اگر ایک اعتبار سے دیکھیں تو اُس شخص کے ذہن کا حالت سلیم میں نہونا اُس شخص کا قصور ہے اور اس لئے اخلاقی ذمہ داری سے وہ شخص بری نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اس پر لازم تھا کہ کچھ تھوڑی سی یا درجہ اوسط یا زیادہ مقدار کی احتیاط ارتکاب فعل کے وقت کام میں لاتا جو وہ فی الواقعہ کام میں نہیں لایا۔ اس بنا پر اُس شخص کو جو نقصان پہنچتا اور اُس نقصان کے بدلے اُسکو معاوضہ دیا جاتا اس معاوضہ کی مقدار میں کمی کر سکتے

ہیں۔ اور اسکی اس عدم احتیاطی سے کسی کو نقصان پہنچا ہے تو اُس نقصان کے بدلے جو سزا ملنی چاہئے۔ اس میں اضافہ ہو سکتا ہے۔ لیکن اگر انصافاً دیکھا جاوے تو اس واقعہ سے انکار نہیں ہو سکتا کہ ضروری ارادہ کے قائم کرنے میں نقص آ جانے سے اسکی اخلاقی ذمہ واری میں کچھ فرق آ گیا۔ اور جہانکہ فریب یا عدم واقفیت یا غلطی یا مغالطہ کے باعث ارادہ میں نقص پڑ گیا ہو تو جج کو چاہئے۔ کہ ایسی صورتوں میں معاوضہ دلانے یا رعایت کرنے میں قواعد متعلقہ فریب یا عدم واقفیت وغیرہ کو ملحوظ رکھے +

سم ۷۔ واضع قانون کو اس تقرر میں کہ فریب اور عدم واقفیت کے مختلف صورتوں کے قانونی نتائج کیا ہونے چاہئیں نہایت مشکل پڑتی ہے اور اسی مسئلہ کا حل کرنا اُس واضع قانون کی عمر اور ملک کے امتیاز اور درجہ اخلاقی کا معیار ہے۔ ایسی صورتیں جو پیچیدگیاں اور دقتیں ظہور میں آتی ہیں وہ یہ ہیں کہ ایک فریب آمیز فعل سے بعض اوقات افعال کا ایک ایسا سلسلہ پیدا ہوتا ہے۔ جن میں کہ تمام افعال نیک نیتی پر مبنی ہوتے ہیں لیکن اگر اس سلسلہ کی کسی اول فعل میں کچھ نسک پڑ جاوے تو تمام سلسلہ افعال کی کھنڈت ہو جاتی ہے اور مرتکبان افعال کو نہایت سخت نقصان پہنچتا ہے ایسی صورت کے لئے جسکا امکان اکثر ہوتا ہے "نیک نیتی" کا اصول وضع کیا گیا ہے مثلاً فرض کرو کہ ایک شخص ایک ایسے حق سے استفادہ اٹھا رہا ہے۔ اور نیز ایک حق ایک اور حق سے براہ راست پیدا ہوا ہے۔ اس حق کی پیدائش فریب پر مبنی ہے۔ ایسی صورت میں ممکن ہے کہ۔

(۱) وہ شخص جو اس حق سے استفادہ اٹھاتا ہے اس فریب کا علم روز اول سے رکھتا ہو یا (۲) اُسکو فریب کا علم اُس وقت حاصل ہو جبکہ وہ حق جو اس فریب سے پیدا ہوا ہے کسی کو حاصل ہو چکا تھا یا وہ علم اس سے پیشتر حاصل ہوا ہو کہ اُس کا

حق پیدا ہوا یا وہ اُس حق کو دوسرے کیطرف منتقل کر چکا تھا یا (۳) اس فریب کی اطلاع اسکو اس وقت تک نہ ہوئی ہو کہ سب پچھلا حق حاصل ہو چکا ہو یا وہ اسکو کسی دوسرے شخص کی طرف منتقل کر چکا ہو مثلاً ایک شخص نے جعلی ہنڈوی خرید ممکن ہے کہ یہ شخص اصلی فریب کا علم اسوقت رکھتا ہو جبکہ وہ ہنڈوی اسکے ہاتھ فروخت کیگئی یا اُس وقت تو اسکو علم نہ ہوا اور ہنڈوی کی قیمت دھوکا میں دے چکا ہو لیکن اس ہنڈوی پیشتر کہ وہ کسی اور شخص کے ہاتھ اس ہنڈوی کو فروخت کرے اسنے یقین لیا ہو کہ یہ ہنڈوی اس قسم کی ہے لیکن پھر بھی کسی اور شخص کے ہاتھ اسکو فروخت کرے یا اول سے آخر تک اسکو یہ معلوم نہ ہو کہ ہنڈوی جعلی ہے۔ ان میں سے اول صورت تو ایسی ہے کہ کسی ملک کا قانون اُس شخص کے فعل کو نیک نیتی پر محمول نہ کریگا۔ دوسری صورت میں ممکن ہے کہ بعض ملکوں میں اور شکلوں میں اس کا فعل نیک نیتی پر اور بعض میں بدنیتی پر محمول ہو جائے یہ فقط عوارض مقدمہ لاحقہ اور اس ملک کی مصلحت ملکی پر موقوف ہے تیسری صورت میں ہر ملک میں اس شخص کا فعل ایسا سمجھا جاویگا گویا فریب کا قدم بھی اسمعاملہ میں نہیں آیا +

۵۷۔ ہماری الست میں اس امر کی بابت بحث کرنا اور اسکی کوئی عام فہم مثال دینا کہ عدم واقفیت سے بھی خواہ وہ عدم واقفیت قانونی ہو یا واقعی اخلاقی ذمہ داری میں فرق پڑتا ہے کچھ ضرور معلوم نہیں ہوتا۔ اکثر ممالک میں انگلستان کی مانند سہولیت اور آسانی کے لئے یہ فرض کر لیا جاتا ہے کہ ہر شخص قانون سے واقف ہے اگرچہ یہ فرض کرنا بعض صورتوں میں نہایت لغو اور ناممکن معلوم ہوتا ہے۔ لیکن تاہم اگر اسکی خلاف فرض کیا جاتا تو اکثر دقت پڑتی اور اس فرض کرنے سے جو ہر معاملہ میں ناواقفیت قانون کا عذر پیش ہونے سے ججوں کو دقت پڑتی وہ باقی نہیں رہی +

ایسے ملکوں میں بھی جہاں اس گمان غالب پر کہ ہر شخص قانون سے واقف ہے نہایت سختی سے عمل ہوتا ہے وہاں بھی ایسی صورتوں میں جیسے کہ صغر سنی۔ خبط اور دماغی نیت اور خاص صورتوں میں جہاں کہ قانون سے واقفیت کا حاصل ہونا ناممکن ہے۔ اس گمان غالب کو تھوڑی سی دیر کے لئے معطل کر دیتے ہیں +

واقعات مصنوعی

۷۶۔ فقط انسان کی زندگی اور اس کی حالت ذہنی کی تبدیلی سے ہی اخلاقی ذمہ واری میں فرق نہیں پڑتا بلکہ ایسے واقعات بھی جو مصنوعی ہوتے ہیں اور فقط معاشرت سے تعلق رکھتے ہیں اور جنکو جماعت انتظامی یا قانون پیدا کرتا ہے۔ اخلاقی ذمہ واری پر تاثیر رکھتے ہیں +

۷۷۔ مثلاً نکاح کے وجود میں (اگر اسکو ایک قانونی تعلق سمجھیں) تو قانون کا وجود شامل ہے۔ خواہ وہ قانون کسی قدر خام اور غیر مکمل صورت میں ہو جس صورت میں یہ تمام قوموں اور ملکوں میں پایا جاتا ہے اس کی رو سے زوجہ کو (کہیں کم اور کہیں زیادہ) اپنے خاوند کا ماتحت اور محتاج اور دست نگر سمجھا جاتا ہے اور یہ متابعت اسکی افعال کی آزادی کی سد راہ ہوتی ہے اور اسلئے اسکی اخلاقی ذمہ واری کو بھی محدود کر دیتی ہے اخلاقی ذمہ واری کی اس محدودیت کو اکثر ملکوں کے قوانین نے تسلیم کیا گیا ہے اور ملکیت و معاہدہ و نیز آزادی تن کے معاملات میں مردوں کی بہ نسبت عورتوں کے حقوق کو کم سمجھا گیا ہے +

۷۸۔ ایک اور واقعہ جو مصنوعی طور سے قانون سے پیدا ہوا ہے اور جگہ جگہ پایا جاتا ہے

اخلاقی ذمہ داری میں فرق ڈال دیتا ہے گماشتہ گری یا کارندگی کا تعلق ہے +

ہم یہ بیان کر چکے ہیں کہ اخلاقی ذمہ داری کے لئے تین اجزا کا موجود ہونا ضروری ہے (۱) خواہش کی قابلیت (۲) عزم کرنے کی قابلیت (۳) ارتکاب فعل کی قابلیت +

مہذب ملکوں میں سہولت کے لئے اکثر معاملات میں جو ارادہ یا عزم ایک شخص کرتا ہے اور ارتکاب فعل کا دوسرا شخص ۔ ایسی صورت میں ارتکاب فعل عموماً اعصاب ضروری کو اس طرح حرکت دیتا ہے کہ اُنکا نتیجہ ایسا اثر ہوتا ہے جس کی امید کیجاوے ۔ اور ایسی صورتوں میں کل اخلاقی ذمہ داری دو اشخاص متعلقہ معاملہ یعنے کارندہ اور اصل مالک میں تقسیم ہو جاتی ہے لیکن یہ امر کہ اس تقسیم میں فریقین کی اخلاقی ذمہ داری کی علحدہ علحدہ کیا مقدار ہوتی ہے نہ فقط فریقین کے لئے بلکہ اشخاص دیگر کے لئے بھی جو اُس معاملہ سے اثر پذیر ہوتے ہیں نہایت ضروری ہے ۔ یہ دستور ہے کہ قوانین کے مجموعوں میں چند ایسے عام قواعد وضع کر دئے جاتے ہیں جو نوع انسان کی عادات اور فطرت پر مبنی ہوتے ہیں تاکہ اُنکے ذریعہ سے یہ تشخیص کر سکیں کہ ایسی صورتوں میں کونسی فریق پر ذمہ داری ہونا فرض کیا جاوے ۔ قانون کی رو سے جج کو ہدایت کیجاتی ہے کہ فلانی خاص قسم کی صورتوں میں قانونی ذمہ داری کارندہ پر ہونی چاہئیے اور کسی دوسرے شخص پر نہیں ۔ اور فلانی صورتوں میں قانونی ذمہ داری شخص دیگر پر ہونی چاہئیے ۔ اور کارندہ پر نہیں اور فلانے قسم کی صورتوں میں جیسا کہ قرینہ ہو اور جس طرف عوارض موجودہ تقاضا کرتے ہوں ۔ قانونی ذمہ داری کارندہ پر یا کسی اور شخص پر ہونی چاہئیے ۔ ایسے معاملات میں اخلاقی ذمہ داری کے قائم کرنے میں از روئے قانون چند علامات ظاہری کا لحاظ کیا جاتا ہے ۔ مثلاً (۱) اُس وقت میں

فریقین کے درمیان عام اور خاص تعلق کس قسم کا تھا (۲) اسی قسم کے معاملات میں معمولاً کس قسم کی کارروائی کیجایا کرتی ہے (۳) شخص ثالث جو اس معاملہ سے موثر ہوتا ہے اسباب کا واقعی یا معنوی علم رکھتا تھا یا نہیں کہ کارندہ اپنے آقا کا قائم مقام ہے یا نہیں ہر کہ جیسی کہ صورت ہو +

۵۹ - ہر ایک ملک کے قانون میں اس قسم کی علامات کی تاثیر کی بابت قواعد مقرر کئے گئے ہیں گماشتہ گری اور کارندگی سے بہت مشابہ اور اسیقدر مصنوعی ایک اور تعلق ہے جسکو امانت کہتے ہیں۔ یہ تعلق زمانہ حال میں پیدا ہوا ہے۔ اگرچہ آسانی اور کارروائی کے لئے روما کے قانون میں اور ہر ایک مہذب قوم کے قانون میں دو یا زیادہ فریقوں کے درمیان ایک خاص قسم کا اعتباری تعلق کا وجود کم یا زیادہ پایا جاتا ہے۔ قانوناً امین ارادہ کرنے اور فعل کے ارتکاب کا مجاز سمجھا گیا ہے لیکن اسکی خواہش کو ہر قسم کی قیود سے محدود کیا گیا ہے۔ چنانچہ امین امانت کے معاملہ میں اپنے ہر ایک فعل کے لئے نہایت درجہ کا جوابدہ سمجھا جاتا ہے لیکن افعال کے کرنے میں اس کی آزادی ہر سمت میں محدود کی گئی ہے۔ یہ کہا جا سکتا ہے کہ امین کے یہ حقوق اور قابلیت کہ وہ اور ونکے افعال کو حد سے زیادہ نہ بڑھنے دے اور انکی نگرانی کرتا ہے ایک اور قسم کے قانون کے محکوم ہیں اور اسکے فرائض اور اسکی یہ ذمہ واری کہ خود اسکے فعل حد سے نہ بڑھنے پاویں دوسرے قسم کی قانون کی رو سے پیدا ہوتے ہیں +

پہلے قسم کے افعال کے بارہ میں وہ اس وسعت تک جسقدر کہ وہ ذمہ وار ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے افعال کا مختار ہے اور دوسرے قسم کے افعال کے بارہ میں اسکی ذمہ واری اس درجہ تک محدود ہے کہ اس کا طریقہ عمل اسی سمت میں ہو سکتا ہے جو قانون نے

مقرر کردی ہے +

اس طرح سے جس حد تک امین اپنے افعال ارادی کو حدود قانونی کے اندر رکھتا ہے اسکی اخلاقی ذمہ واری کا امتحان اسیطرح ہو گا جیسا کہ اس صورت میں ہوتا جب وہ اور قسم کا ارادہ کرنے کے ناقابل ہوتا +

۵۸ - ایک اور جماعت واقعات مصنوعی کے جو قانون سے پیدا ہوتے ہیں اور جنکی بابت فرض کیا گیا ہے کہ فاعل کے ارادہ پر موثر ہوتے ہیں اکثر ملکوں کے قانون کے موجب فاعل کی اخلاقی ذمہ داری پر اثر کرتے ہیں اور یہ واقعات اسی نوعیت کے ہیں جو انگلستان میں **فریب معنوی** کہلاتا ہے۔ یہ واقعات طریقہ استقرائی کے ذریعہ علمائے انسانی کے مشاہدات کے سلسلہ سے حاصل کئے جاتے ہیں۔ معاملات خانگی و معاملات تجارت اور ان معاملات میں جن میں اعتبار باہمی ہوتا ہے ضعیف اور ناواقف اشخاص ایک نہایت مشکل حالات میں واقع ہو جاتے ہیں۔ گو کسی کی جانب خود غرض اور ناکردنی چال چلن کا الزام نہ لگایا جاوے تاہم واضع قانون مناسب سمجھے تو یہ کر سکتا ہے کہ ایمانداری۔ دیانت بے طرفداری و ہوشیاری کی بابت فریق قوی کوئی خاص ضمانت دیوے یا ایسے کرنے کا یقین دلاوے۔ اور اس یقین کے لئے وہ سلسلہ قواعد بناتا ہے جس سے فریق قوی کے عمل پر قیود قائم ہو جاتی ہیں اور ان قواعد کے انحراف کی صورت میں یہ ظن غالب ہو جاتا ہے کہ فریق ضعیف پر اخلاقی ذمہ واری عائد نہیں ہو سکتی اور ایسے مقدمات میں یہ فرض کر لیا جاتا ہے کہ فریق ضعیف کو فریق قوی کے غلبہ کے باعث ایسے ارادہ کے کرنے کا موقع نہیں ملا کہ جس سے کامل ذمہ واری عائد ہو سکے اور کہا جاتا ہے کہ اس پر فریب معنوی عمل میں لایا گیا ہے +

چھٹا باب

قابلیت اور استیجاب (یعنے ذمہ داری)

قانونی قابلیت کی تفریق

۸۱ - باب گزشتہ میں اخلاقی ذمہ داری کی ماہیت کا اور اُن واقعات کا بیان جن کی تاثیر سے ذمہ داری میں فرق پڑتا ہے سرسری طور سے کیا گیا تھا لیکن اس امر کی بحث کرنے کے لئے کہ قانوناً کسی جماعت انتظامی کے رکن کا درجہ کیا ہوتا ہے اور اسکے حقوق اور فرائض اور واجبات کیا ہوتے ہیں یہ ضروری ہے کہ جماعت انتظامی کے ارکان کی قابلیت اور ذمہ داری کا بیان مفصل طور سے کیا جائے +

۸۲ - اگرچہ جماعت انتظامی کے تمام ممبران حقوق سے احتظاظ اٹھانے کے قابل ہیں جو حقوق اس جماعت انتظامی میں موجود ہیں لیکن سب کی قابلیت یکساں نہیں اور اسیطرح سے اگرچہ تمام اشخاص پر یکساں فرائض عائد کئے گئے ہیں لیکن انکی جداگانہ ذمہ داریوں میں فرق ہوتا ہے +

۸۳ - قانون روما میں جماعت ملی کے ممبر کا درجہ تین چیزوں کے لحاظ سے ہوا کرتا تھا (۱) آزادی (۲) سلطنت جمہوری کی رعایا ہونا (۳) خاندان +

۸۴ - سلطنت روما کی رعیت میں سے ہر ایک آزاد آدمی کو حیثیت مدنی حاصل ہوئی تھی اور اسکو

نہ فقط حقوق ملکی کا احتفاظ منحصر ہوتا تہا بلکہ حق مدنی بھی حاصل ہوتے تھے۔
حیثیت خاندانی کسی خاص خاندان سے تعلق رکھنے اور اُن خاص حقوق کے
احتفاظ کو کہتے تھے جن مین اُس خاندان کے ارکان جو نسبی ہوتے تھے شامل
ہو سکتے تھے۔ جب کوئی رعایائے آزاد روما میں سے لڑائی مین قید ہو جاتا تہا
یا اپنے جرائم کے باعث سے غلامی کی سزا پاتا تہا تو اُسکی آزادی اور حیثیت
مدنی اور حیثیت خاندانی سب زائل ہو جاتے تھے لیکن جب وہ قید سے
چھوٹ آتا تہا تو اُسکو تمام حقوق مُدنی واپس ملجاتے تھے اور جو شخص احاطہ
سلطنت سے باہر جانے کو مجبور کیا جاتا تہا تو اُسکی حیثیت مُدنی اور حقوق
خاندانی زائل ہو جاتے تھے لیکن آزادی نہین۔ رعایائے ملک غیر کی
حیثیت قانونی روما مین یہ تھی کہ اُنکو نہ ملکی اور نہ مدنی حقوق حاصل ہوتے تھے
۸۴ اِن امور کے متعلق جو قانون موجود ہے اُسکو مارکبی صاحب اسطرح
بیان کرتے ہین حقوق کے مالک ہونیکی قابلیت اور فرائض وجوبات کے ادا
کرنے کی ذمہ داری کو حاکم اعلےٰ پیدا کرتا ہے۔ اسلیئے اِن حقوق و فرائض میں
اکثر تبدیلیاں واقع ہوتی رہتی ہین اور بعض اوقات وہ بالکل معدوم ہو جاتے ہین
یہانتک کہ بعض آدمی تو غلامی کی حالت میں جائداد کی مانند سمجھے گئے ہیں
اور دیگر اشخاص کے حقوق کی بنا ہو سکتے ہیں اور بعض آدمیون نے اپنے
واسطے اسقدر معافیان اور خاص حقوق بہم پہنچائے ہیں کہ وہ اُنکو معمولی قانون
کے دسترس سے برتر کر دیتے ہیں لیکن انگلستان اور ممالک متعلقہ انگلستان
میں اور دیگر مہذب ملکوں میں یہ فرق اکثر معدوم ہو گیا ہے اور حقوق کے

مالک ہونے کی قابلیت اور فرائض اور وجوبات کو ادا کرنے کی ذمہ واری
تمام بالغ آدمیون کے لئے جو ایک ہی جماعت انتظامی کے ارکان
میں ہیں قریب قریب یکسان ہوتی ہے سوائے چند سرکاری عہدونکے
و . امعہ ہیں عورات غیر منکوحہ کی ذمہ واری اور قابلیت مردو ں کے
برابر ہیں۔ عورات منکوحہ کی قابلیت اور ذمہ واری کچھ ایک محدود ہیں
انگلستان میں زیادہ اور ہندوستان میں کم۔ اور یہ کمی ہندو اور مسلمان
ہی میں نہیں بلکہ ایکٹ وراثت ہند کی شرائط کے موافق اُن فرنگیوں
میں بھی ہے جن کی شادی اس ملک میں ہوئی ہو یا جو اس ملک میں
رہتے ہیں نابالغوں کی قابلیت اور ذمہ واری بالغوں کی بہ نسبت کم ہے
اور اشخاص فاتر العقل کے حقوق اور ذمہ واریاں بھی محدود ہیں۔

۸۵ ایک شخص جو ایک دوسری جماعت انتظامی کا رکن ہو لیکن اپنی
جماعت کے سوائے کسی اور جماعت انتظامی میں رہتا ہو اجنبی کہلاتا ہے
اور اُسکی حالت اُسکے ہمسایونکی حالت سے بالکل مختلف ہوتی ہے وہ
اُسی حاکم اعلےٰ ترین کی متابعت کرنے کا عادی نہیں ہے جس کی متابعت
اُسکے ہمسایہ کرتے ہیں۔ امن کے دنوں میں اکثر مہذب جماعت انتظامی میں اجنبیوں
کی حالت اور اُس جماعت انتظامی کے ارکان کی حالت میں جسمیں وہ عارضی
طور پر بود و باش اختیار کرتا ہے کچھ فرق نہیں رہتا لیکن لڑائی کے دنوں
میں یہ حقوق اکثر بند ہو جاتے ہیں

۸۶ ہالنڈ صاحب نے شخص قانونی کی یہ تعریف کی ہے۔ شخص قانونی

نوع انسان کے اُس مجموعہ یا جائداد کے اُس مجموعہ کا نام ہے جو قانون کے نظر میں واجبات اور حقوق کے قابل سمجھی جاتی ہیں یا یوں کہو کہ قانون اونکو یہ حیثیت بخشدیتا ہے۔ یہ مجموعے بطور اشخاص کے سمجھے جاتے ہیں اور شخصیت کا لباس اُنکو پہنایا جاتا ہے۔ وہ دو قسم کے ہیں (۱) مجموعہ اشخاص جن سے کر ریاست۔ محکمہ۔ محلہ۔ کلیسا۔ وغیرہ (۲) مجموعہ جائداد جیسے وقف جنہیں کسے متولی کے۔ کسی متوفی غیر موصی کے جائداد جبکا منتظم ابھی تک مقرر نہ کیا گیا ہو۔ کسی دیوالیہ کی جائداد۔ یہ اشخاص قانونی وجود میں آتے ہیں۔ جبکہ (۱) مجموعہ اشخاص یا مجموعہ جائداد جیسی کہ صورت ہو وجود میں ہو (۲) مجموعہ اشخاص یا جائداد کو قانون یہ حیثیت عطا کردے اور یہ یا تو ایک عام قاعدہ بنانے سے بن سکتا ہے کہ جس صورت فلاں فلاں شرائط موجود ہونگے تو شخص قانونی سمجھا جاویگا۔ جیسے کہ کمپنی ایکٹ ۱۸۶۲ء یا کسی خاص شخص قانونی کے پیدا کرنے کے لئے خاص ایکٹ بنایا جاوے۔

مجموعہ جائداد کا وجود بشمار طریقوں سے معدوم ہوسکتا ہے اسلئے اسکی تفصیل کی ضرورت نہیں لیکن مجموعہ اشخاص کا وجود ضرورتہائے ذیل میں معدوم سمجھا جاتا ہے۔

(۱) اُسکے اجزا کا عدم وجود۔ اجزا کی تعداد بالضرور وہ قانون مقرر کرتا ہے جو اُس شخص قانونی کو پیدا کرتا ہے۔

(۲) جب حکومت اعلےٰ اُسکے وجود میں مخل ہوتی جیسے کہ کمپنی کا چلوتہ کرنا

(۳) خاص حقوق کی ضبطی جیسے کہ بادشاہ چارلس دوئم سٹی آف لنڈن کے

چارٹر کو واپس لے لیا۔

(۴) اپنے حقوق کو خود چھوڑ دینا جیسے لنڈن کے کالج اوف ایڈووکیٹس نے حسب فحوائے قانون وکٹوریہ ۲۰ و ۲۱ باب ۷۷ کیا۔

مقننین "شخص" کے لفظ کو اُسکے معمولی معنے کے علاوہ ذرا اختلاف کے ساتھ استعمال کرتے ہیں جو کہ قابل توجہ ہے انسانوں کے علاوہ جو معمولاً لفظ "شخص" سے تعبیر کئے جاتے ہیں بعض بعض مجردات یا موجودات کے لئے بھی اس لفظ کا اطلاق آتا ہے جو کہ حقوق کے مالک ہوتے ہیں اور فرائض کی ذمہ واری کے قابل تصور کئے گئے ہیں مثلاً شہر لنڈن بنک گورنمنٹ آف انڈیا ریلوے کمپنی۔ کوئی عبادتگاہ یا بتخانہ وغیرہ بھی معمولی انسانوں کی مانند جائداد کے قابض اور مقدموں کے دائر کرنے والے اور متعاقدین کہلاتے ہیں۔ اگرچہ یہ استعمال بالکل مجازی ہے صورت ہائے بالا میں کوئی شخص نہیں جو کہ حقوق کا مالک سمجھا جاوے یا جو فرائض اور وجوبات کے ادا کا ذمہ وار ہو۔ بلکہ بتخانہ کی صورت میں تو کوئی بھی انسان نہیں ہوتا جس سے حقوق یا فرائض تعلق رکھتے ہوں اور گورنمنٹ اور کمپنی کی صورت میں بھی وہ اشخاص جو اس جماعت میں شامل ہوتے ہیں۔ حق یا ذمہ واری مذکورہ سے بذاتہم کچھ تعلق نہیں رکھتے لیکن ایسے اشخاص مجازی (جسکو ہم شخص حقیقی سے تمیز کرنے کے لئے اشخاص قانونی سے نامزد کرینگے) کے معاملات میں سب کارروائی بعینہٖ ایسی ہوتی ہے گویا کسی شخص ذی روح کا معاملہ ہے اور وہ شخص قانونی تمام حقوق کا مالک اور تمام فرائض کے ادا کرنے کا ذمہ وار فرض کیا گیا ہے۔

عموماً شخص قانونی سے مراد اشخاص کا ایک مجموعہ ہوتا ہے جو کسی غرض مشترک کے لئے شامل ہو جاویں۔ مثلاً حصہ داروں کی کمپنی تجارت کرنے کے لئے۔ لیکن یہ تعریف قابل اطمینان نہیں کیونکہ ایک تنخانہ ہمیشہ صیغہ واحد کا اظہار کرتا ہے علاوہ ازیں تمام مجامع اشخاص جو کہ غرض واحد کے لئے شریک یکدگر ہوں اشخاص قانون نہیں کہلاتے مثلاً ایسی جماعتیں جیسے پارلیمنٹ برطانیہ ایک علمی مجمع یا کوئی مذہبی فرقہ اشخاص قانونی نہیں ہو سکتے۔

جبکہ اشخاص حقیقی کا ایک مجمع کارپوریشن ہو کر ایک شخص قانونی بنتا ہے تو شخص قانونی کے حقوق اور فرائض تمام اشخاص سے بطور جماعت واحد کے تعلق نہیں رکھتے اور نہ اس کے فرائض انپر عاید ہوتے ہیں اور اسبات سے ان مجموعوں میں جو نہیں بنائے ہیں تمیز ہوتی ہے مثلاً اگر آٹھ یا دس اشخاص معمولی شراکت میں شامل ہو کر تجارت کریں اور اسباب تجارت ان سب میں مشترک رہے تو وہ سب کے سب بطور مجمع کے اس مال کے فروخت و انتقال وغیرہ کا اختیار رکھتے ہیں۔ بلکہ ہر ایک شریک بالانفراد وکان مشترک کے قرضہ کا ذمہ وار ہے برعکس اسکے جبکہ ایک مجمع اشخاص شخص قانونی بنتا ہے مثلاً ریلوے کمپنی میں شامل ہوتا ہے تو ہر ایک حصہ دار کمپنی کی جائداد پر کسیطرح کا اختیار نہیں رکھتا اور وہ کسی طرح سے جائداد کے کسی حصہ کو منتقل نہیں کرسکتے اور نہ کمپنی کے قرضہ کی بابت ان پر نالش ہو سکتی ہے۔

۸۷ ہر ایک انسان اپنی پیدائش کے وقت بعض حقوق حاصل کرتا ہے اگرچہ ایسا بہت شاذ ہوتا ہے کہ وہ شخص ایسی جلدی کسی وجوب کا ذمہ دار ہو

اور کچھ عرصہ ضرور گزرنا چاہئیے اقبل اسکے کہ وہ کسی فرض کی تعمیل کا مستوجب سمجھا جاوے اسکے وجوہات ہم آگے بیان کرینگے پیدایش کے لئے ضروری ہے کہ ماں سے بچہ بالکل جدا ہو جاوے اور جدا ہونے کے بعد زندہ رہے اس سے غرض نہیں کہ خواہ کتنی ہی تھوڑی دیر زندہ رہے۔

۸۸ معمولی قانونی مطالب میں اس لفظ کی بابت کسی طرحکا ابہام یا شک موجود نہیں ہوسکتا لیکن جیسی عدم وجود کے لئے قانوناً ایک اور حالت کو بھی موت کہتے ہیں یعنے جبکہ کوئی شخص تارک الدنیا ہو کر راہب ہو جاوے جیساکہ انگلستان میں دستور تھا اس موت کو موت اعتباری یا موت مجازی کہتے ہیں

۸۹ ان صورتوں میں مصنوعی موت کا اثر اسقدر بہت کم ہوتا ہے کہ اُس شخص کے حقوق۔ واجبات اور فرائض کو بالکل معدوم کردے۔ اسکا اثر اکثر اُن حقوق پر ہوتا ہے جو قبضہ یا جائداد کے دعوے سے متعلق ہوتے ہیں۔

ذمہ واری یعنی استیجاب کا بیان

عام طور پر

۹۰ مارکبی صاحب فرماتے ہیں کہ استیجاب یعنے ذمہ واری سے انسان کی وہ حالت مراد ہے جبکہ وہ وجوب درجہ اول (دیکھو ترجمہ مارکبی صاحب) کی عدم تعمیل سے کسی فرض یا وجوب درجہ دوم یعنے قانونی مکافات کی تعمیل کا مستوجب ہوتا ہے یا یہ کہنا چاہئیے کہ جبکہ کسی فرض کی عدم تعمیل کی پاداش میں جو سزا یا معاوضہ مقرر ہے اسکو عاید کرنے کی غرض قانونی کارروائی کی جاتی ہے

مدکبی صاحب نے نہایت صاف طور سے بتلا دیا ہے کہ کسی ایسے وجوب کی عدم تعمیل میں جو معاہدہ سے پیدا ہوتی ہو یا کسی ایسے فرض کی عدم تعمیل میں جو قانوناً عائد کیگئی ہو کچھ فرق نہیں ہے۔ خواہ اُسکو مضرت دیوانی کے اعتبار سے دیکھیں یا جرم کے اور نیز مارکبی صاحب نے یہ بھی ثابت کیا ہے کہ نوعیت اور نتائج جو ایسے فرائض اور وجوبات کی عدم تعمیل سے پیدا ہوتے ہیں ایک ہی ہیں۔ مقنّنوں نے جو استیجاب از معاہدہ اور استیجاب از ہرجہ (دفعہ ۱۹۱ مارکبی صاحب کا ترجمہ) میں جرائم و مضرات دیوانی میں تمیز کی ہے وہ فقط اِس لحاظ سے کی گئی ہے کہ اِس جماعت بندی اور ترتیب کے باعث اِن امور کی بحث میں آسانی ہوجاوے گی ورنہ اُنکی یہ غرض ہرگز نہ تھی کہ اِن الفاظ کی پیدائش اور ماہیت میں کوئی واقعی فرق بیان کیا جاوے۔

۹۱ معاہدات کی صورت میں جو وجوب پیدا ہوتا ہے اور جسکی تعمیل قانوناً کرائی جاتی ہے وہ فقط شاہی حکم سے پیدا ہوتا ہے جسکے رو سے قانون میں اِس قسم کے معاہدات تسلیم کرلئے گئے ہیں ورنہ وہ تمام قسم کے معاہدات جو اشخاص کے درمیان ہوتے ہیں معاہدہ نہیں کہلاتے اور نہ اُن سے کوئی قانونی وجوب پیدا ہوتا ہے بلکہ فقط وہ معاہدات جن کو قانون تسلیم کرتا ہے اور جسکی جبریہ تعمیل کرانے کے لئے قانون تیار ہے معاہدات کے مرتبہ کو پہنچتے ہیں اور وجوبات کو پیدا کرتے ہیں۔

۹۲ اِسی طرح سے ہرجہ یعنے ٹارٹ کی صورت میں بھی جو وجوب پیدا ہوتا ہے وہ کسی ایسے فرض کی عدم تعمیل کا نتیجہ ہے جسکو قانون کسی دیگر شخص خاص یا شخص کے

حق کی تائید کے لئے عائد کرتا ہے اور جس کی وہ شخص یا وہ اشخاص جبریہ تعمیل کرا سکتے ہیں۔

۹۳ جُرم کی صورت میں سزا اُس فرض کی عدم تعمیل کی پاداش میں دیجاتی ہے جسکو قانون عائد کرتا ہے اگرچہ اِس صورت میں قانون کا سزا مقرر کرنا فقط اسی اصول پر مبنی نہیں ہے کہ اشخاص کے حقوق ذاتی کی حفاظت کیجاوے۔

۹۴ مقنن اکثر استیجاب یعنے ذمہ واری کی تفریق اس طرح سے کرتے ہیں

ذمہ واری جو اُن وجوبات کی عدم تعمیل کا نتیجہ ہیں جو معاہدہ سے پیدا ہوتی ہیں

ذمہ واری جو اُن وجوبات کی عدم تعمیل کا نتیجہ ہیں جو شبیہ معاہدہ سے پیدا ہوتی ہیں

" " " " ٹارٹ د ہر چہ

" " " " سبیہ بہ ہر چہ

۹۵ معاہدہ کے مقابلہ میں ٹارٹ یا ڈیلکٹ سے کچھ ہی مراد ہو تاہم یہ ظاہر ہے کہ بہت سے فرائض اور وجوبات ایسے ہیں جو کہ معاہدات سے پیدا نہیں ہوتے اور اُن کی عدم تعمیل کو ٹارٹ نہیں کہتے۔

مثلاً فرض کرو کہ حاکم اعلےٰ ترین نے چند ٹکس عاید کئے اور اُنکی تحصیل کا ٹھیکہ ایک شخص کو دیدیا اور اُسی کو یہ بھی اختیار دیا گیا کہ درصورت عدم ادا کے قرقی جائیداد و اسباب سے بھی ٹکس وصول کرے نہ تو ٹھیکہ دار کو ٹکس وصول کرنے کا فرض قسم اوّل اور نہ دوسری وجہ کا ہتھ یدیہ قرقی اسباب اِس قسم میں آ سکتے ہیں کیونکہ ادائے ٹکس کا فرض معاہدہ سے پیدا نہیں ہوتا اور ترک ادائے ٹکس کو کسی طرح سے ٹارٹ نہیں کہ سکتے اسی طرح سے ہندوستان میں جبکہ کوئی

حصّہ اراضی بسبب عدم ادائگی معاملہ سرکاری کے نیلام ہوتا ہو اور اُس زمین میں
جو اور حصّہ دار ہیں وہ مال سرکار ادا کر کے زمین نیلام ہونے سے روک لیں تو حصّہ دار
سابق پر یہ واجب ہے کہ وہ اور حصّہ داروں کو وہ روپیہ بعد میں ادا کر دے۔ یہ وجوب
نہ معاہدہ سے پیدا ہوتا ہے اور نہ کوئی اِس طرح کے ادا کرنے کو ٹارٹ کہہ سکتا ہے

۹۶ ایسے فرائض اور وجوبات کا وجود جو نہ تو معاہدہ سے پیدا ہوتے ہیں
اور نہ ٹارٹ سے ایک خاص طرح سے تسلیم کیا گیا ہے جو کہ شبیہ بہ معاہدہ
اور شبیہ بہ ٹارٹ سے پیدا ہوتے ہیں لیکن ہم اِس قول کو اور الفاظ میں اِس
طرح سے ادا کر سکتے ہیں کہ بعضے وجوبات ایسے ہیں جو ہماری تقسیم کے کسی حصّہ
میں داخل نہیں ہو سکتے۔ جن وقوعات سے وہ پیدا ہوتے ہیں وہ نہ تو بطور
معاہدات کے تسلیم کئے جاتے ہیں اور نہ ٹارٹ کے بلکہ کچھ تو معاہدات سے
مشابہ ہیں اور کچھ ٹارٹ سے لیکن بقول آسٹن صاحب ایسا کہنے سے کام
نہیں چلتا کیونکہ یہ ایک ایسی مد ہے جس میں ہر ایک وہ واقعہ جس سے وجوب
پیدا ہوتا ہے لیکن نہ تو وہ معاہدہ ہوا اور نہ ٹارٹ داخل کیا جاتا ہے۔

۹۷ چاروں صورتوں میں جنکا اوپر ذکر کیا گیا ہے کسی قانونی حق میں دست اندازی
کرنے سے ذمہ واری پیدا ہوتی ہے اور اُن چاروں صورتوں میں فقط اوس
طریقہ کا فرق ہے جس میں دست اندازی کی جاتی ہے جرائم کی صورت میں
کوئی قانونی حق ہو یا نہ ہو جسکا مالک کوئی خاص شخص ہو اور سزا جو ایسی صورت
میں مقرر کی جاتی ہے اُس حق کے مطابق مقرر نہیں کی جاتی بلکہ جماعت
کے عام فوائد کے لحاظ سے۔

لفظ "مضرت" کی بحث

۹۸ اُس ذمہ داری کی وسعت اور مقدار جو معاہدات سے پیدا ہوتی ہے آسانی سے دریافت ہو سکتی ہے اور جو ذمہ داری قانون تعذیری کی رو سے پیدا ہوتی ہے اُس کی بابت قانون فوجداری میں نہایت صاف صاف تعریفات موجود ہیں لیکن اُن حقوق کا جو خاص شخصوں سے متعلق ہوتے ہیں اور جو قانون کی اور شاخوں میں مذکور ہیں اور جن کی محافظت اُس قانون کے رو سے کیجاتی ہے کوئی عام تعریف نہیں دی گئی اسلئے ہمیں دیکھنا چاہئے کہ ذمہ داری کے مسئلہ کو جج لوگ کسطرح عملاً حل کرتے ہیں اور یہ اُن الفاظ پر غور کرنے سے ممکن ہے کہ جن سے مقنن لوگ ذمہ داری اور غیر ذمہ داری کے وجوب کا اظہار کیا کرتے ہیں۔ ان الفاظ میں سے سب سے اول لفظ "مضرت" پر بحث کیجاتی ہے مار کبی صاحب اِس لفظ کی بحث میں فرماتے ہیں

۹۹ عموماً پایا جاتا ہے کہ وہ افعال جو کہ اسوقت جبکہ اُن کا خیال بلحاظ اُن وجوبات ثانیہ کے جو اُن سے پیدا ہوتے ہیں کیا جاتا ہے "ٹارٹ" کہلاتے ہیں اسوقت جبکہ اُن کا خیال خود اُن افعال کی نوعیت کے لحاظ سے کیا جاوے مضرات کہلاتے ہیں اکثر کہا جاتا ہے کہ اسلئے کہ کوئی شخص ٹارٹ کی بنیاد پر ہرجانہ دینے کا ذمہ دار ہو یہ ضرور ہے کہ اُسنے مضرت پہنچائی ہو لیکن مضرت کے کیا معنے ہیں۔ اِس لفظ کی بابت ہم فقط یہ جانتے ہیں کہ مضرت کسی کے حق میں دست اندازی کرنے کو کہتے ہیں اور میں یہ بھی یقین کرتا ہوں

کو مضرت کا لفظ خاص کر اُن حقوق میں دست اندازی کرنے کے وقت استعمال کیا جاتا ہے جو **ملکیت یا حفاظت ذاتی یا حیثیت عرفی** سے تعلق رکھتے ہیں لیکن سوال ہو سکتا ہے کہ وہ حقوق کون سے ہیں ہم نے اُن کا مفصل بیان کہیں نہیں پایا بلکہ کسی نے سرسری طور سے بھی انکا شمار نہیں کیا اگر ہم اُن حقوق کی تفصیل جانتے تو ہم اُن فرائض اور وجوبات کو بھی جان جاتے جو اُنکے مقابل ہوتے ہیں اور یہ دقت باقی نہ رہتی۔

۱۰۰ اکثر جب زیادہ تشخیص کرنی منظور ہوتی ہے تو اُس **فعل یا ترک فعل** کو ساتھ جسکو مضرت کہا جاتا ہے ایسے لفظوں کا استعمال کرتے ہیں جو اُس فعل یا ترک فعل کے مرتکب کی حالت کو ظاہر کرتے ہیں اور وہ الفاظ ایک ایسی شے کا اظہار کرتے ہیں جو استیجاب کے موجود ہونے یا نہ موجود ہونے کا معیار سمجھا جاتا ہے اُن الفاظ میں سے الفاظ مندرجہ ذیل لکھے جاتے ہیں

(۱) فریبًا یا دھوکا دہی سے۔ عداوتًا۔ دیدہ و دانستہ ارادتًا شرارت سے بغض سے بغیر سوچے سمجھے۔ غفلت سے۔ مرضی سے۔ شوخی سے۔ بے احتیاطی سے

(۲) بھوڑپن سے۔ جبرًا۔ زبردستی۔ تشدد سے۔ مجمع کثیر کے ساتھ۔ بلوہ کے ساتھ

(۳) اِن کے علاوہ الفاظ ذیل بھی استعمال کئے جاتے ہیں جیسے غلطی سے ناجائز طور سے خلاف قانون یا بارادۂ مضرت۔ بعید از انصاف۔

۱۰۱ میں نے یہ الفاظ بلا تمیز **بیانات متعلقہ جرائم و بیانات متعلقہ مارٹس** دونوں سے انتخاب کئے ہیں کیونکہ ہر ایک **استیجاب مجرمانہ** میں ہر استعمال اور جرائم زاید کے **استیجاب دیوانی** بھی ضرور موجود ہوتا ہے اور چونکہ ہر ایک

جرم یا ٹمارت کسی شخص کی ذات یا جائداد یا حیثیت عرفی سے تعلق رکھتا ہے
اسلئے ہم اِن الفاظ کے معانی کی تحقیق فقط اُن افعال کے متعلق کریں گے
جو ذات یا جائداد یا حیثیت عُرفی سے تعلق رکھتے ہیں۔

۱۰۲ اگر اِن الفاظ کو بنظر تعمق دیکھا جاوے تو معلوم ہوگا کہ وہ تین جماعتوں
میں تقسیم ہو سکتے ہیں جیسا کہ ہمنے صفحہ گذشتہ میں تقسیم کیا ہے۔

۱۰۳ **اوّل**۔ وہ الفاظ جو کہ شخص فاعل کے حالات ذہنی کو ظاہر کرتے ہیں

۱۰۴ **دوم**۔ وہ الفاظ جن سے ظاہراً یہ غرض نہیں رکھی گئی ہے کہ اُس کی باعث
سے فعل میں تہدید کے موقع ہونے کی خاصیت پیدا ہو جائے یعنے وہ اُس فعل میں
قابل سزا ہونیکی خاصیت کو پیدا کرے بلکہ اُن الفاظ سے ایک عظمت پیدا ہوتی ہے
یعنے اُس فعل میں ایک ایسا وصف پیدا ہو جاتا ہے کہ جس سے ایک خاص طرحکی
سنگین تہدید پیدا ہو۔

۱۰۵ **سوم**۔ وہ الفاظ جو کہ ظاہراً کسی شے کے اظہار کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں
لیکن حقیقت میں کچھ ظاہر نہیں کرتے بلکہ جس شی کی نوعیت دریافت کرنی میں
ہم اتنی سعی کر رہے ہیں اُسی کے مختلف نام ہیں۔

۱۰۶ دوسری جماعت کے الفاظ سے ہمیں کچھ فایدہ نہیں ہو سکتا ہم اُس فرض
یا وجوب ثانیہ کی نوعیت کی بابت بحث نہیں کرتے جو کہ **عدم ایفا یا عدم تعمیل** سے
پیدا ہوتی ہے بلکہ خود عدم ایفا یا عدم تعمیل کی بابت بحث کر رہے ہیں۔

اسلئے ہم **استیجاب کا تصوّر** الفاظ قسم اول سے اخذ کرتے ہیں یہ تمام الفاظ
شخص مرتکب کی اُسوقت کی حالت ذہنی کا اظہار کرتے ہیں جبکہ اس شخص کے فعل کی

بابت غور کیا جاتا ہے لیکن سب الفاظ اُس حالت خاص کو ایک ہی لحاظ سے
بیان نہیں کرتے ان میں سے الفاظ **دانستہ** اور ارادتاً دل کی نہایت سادی
حالت کو ظاہر کرتے ہیں جس کی ماہیت کی بابت ہم آیندہ غور کرینگے اور باقی الفاظ
میں اس سادہ حالت کے علاوہ (جسکو ہم آیندہ **خاص حالت باطنی**
کے نام سے پکاریں گے) ایک اور قسم کا تصور بھی شامل ہے ان الفاظ میں کم یا
زیادہ یہ بات ضمناً شامل ہے کہ وہ حالت ذہنی جو زیر بحث ہے ایسی نہیں جیسی
کہ ہونی چاہئے تھی اور یہ بات کہ وہ حالت ذہنی جیسی کہ ہونی چاہئے تھی نہیں ہے
ایک ایسے مقیاس سے معلوم ہوتی ہے جسکی ماہیت دریافت کرنا نہایت مشکل
کام ہے لیکن اسقدر معلوم ہوتا ہے کہ یہ مقیاس اخلاق سے تعلق رکھتا ہے۔

ذمہ واری کا معیار

۱۰۷ مارکبی صاحب لفظ "فعل" اور اُسکے مفہوم کی اصلیت اور مترکب فعل کی
حالت باطنی کی تحقیقات کے بعد (دیکھو دفعہ ۲۰۰ تا ۲۱۲ ترجمہ مارکبی صاحب) اور
آسٹن صاحب یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ تمام وہ الفاظ جو ذمہ واری کا اظہار کرتے ہیں
دل کی تین حالات ممکنہ میں سے کسی سے تعلق رکھتے ہیں اور یہ تین حالات ممکنہ یہ
ہیں۔ ارادہ۔ عدم تاملی۔ بے پرواہی۔
جہاں کہیں ان تین حالات میں سے ایک موجود ہونے کے باعث ذمہ واری
پیدا ہوتی ہے ظاہر ہے کہ وہ تمام واقعات جو ان حالات میں سے کسی کی عدم موجودگی
کو ظاہر کرتے ہیں ذمہ واری میں بھی فرق ڈالدیتے ہیں اور غیر ذمہ واری کی وجوہات

کہلاتے ہیں۔ اب دیکھنا چاہئے کہ قانون فوجداری میں ذمہ واری کا وجود ان حالات باطنی کے کسی ایک کے وجود پر (خواہ وہ وجود کسی شکل میں پایا جاوے) منحصر ہے اور جس مقدار اور صورت میں سے یہ واقعات کسی معاملہ میں موجود ہوتے ہیں اُن سے اُس ذمہ واری کی سزا یا پاداش کی قسم یا مقدار میں سے فرق پڑجاتا ہے اگرچہ کہنا درست ہے کہ ذمہ واری مجرمانہ میں اکثر ذمہ واری متعلق بہ دیوانی بھی ضمناً موجود ہوتی ہے لیکن یہ بھی درست ہے کہ ایسی ذمہ واری محض مرتکب فعل کے دل کی حالت پر منحصر نہیں ہوتی اور اکثر وجوبات کی عدم تعمیل سے ذمہ واری پیدا ہوتی ہے۔ اگرچہ مرتکب فعل نے اُس فعل کے نتایج کی بابت ارادہ کیا ہو اور نہ اُسکو اُن نتایج کے پیدا ہونے کا احتمال ہو۔

ایسی ذمہ واری کے موجود یا ناموجود ہونے کا کوئی معیار نہیں ہے مارکبی صاحب فرماتے ہیں کہ ذمہ واری اسباب پر منحصر ہے کہ آیا ایسے حکم کی تعمیل کیگئی یا نہیں جسکے بموجب صریحاً یعنے بغیر کسی شرط کے بعض افعال کے ارتکاب یا اجتناب کو عمل میں لانا چاہئے تھا یا وہ حکم ایسے افعال یا ترک افعال کے ساتھ مخصوص ہیں جو کہ غیر قرین عقل یا بعید از احتیاط و توجہ و دیانت ہیں۔ مثلاً میرا فرض ہے کہ تمہاری زمین پر قدم تک نہ رکھوں اور نہ اُسپر ایک تنکا تک ڈالوں اور نہ تمہارے جسم پر انگلی تک نہ رکھوں۔ لیکن یہ امر کہ میں برخلاف فرض کے کوئی ایسا فعل بلا ارادہ کروں یا ارادۃً یا لاپروائی سے کروں کچھ قابل لحاظ نہیں اگر اس قسم کا دخل بیجا یا حملہ کا ارتکاب میری سے ہوا ہو تو میں اُسکے لئے قابل مواخذہ ہوں کیونکہ فرض اور یہ واجب یہ تھا کہ میں ایسے فعل کے کرنے سے بازرہوں۔ جبکہ خواہ بلا ارادہ

اشخاص کسی باعث سے باہم مجتمع ہوجاتے ہیں یا انکو ساتھ رہنے کا اتفاق پڑتا ہے تو بہت سے ایسے افعال جو پہلے بالکل ممنوع تھے اب چند شرائط کے ساتھ جائز ہوجاتے ہیں اور اسیطرح سے ہماری فرائض اور وجوبات اضافی سب ایک پیچیدہ شکل اختیار کر لیتے ہیں اور جسوقت کہ کسی فعل سے باز رہنے کے فرض اولیہ یا وجوب کی بجائے کسی فعل کے کرنے میں ہوشیاری اور توجہ اور احتیاط وغیرہ لی کافی ذریعات کو عمل میں لانے کا فرض یا وجوب ہوتا ہے تو ایسی حالت میں اس توجہ اور احتیاط اور ہوشیاری کی عدم موجودگی سے قابلیت مواخذہ پیدا ہوتی ہے لیکن تاہم قابلیت مواخذہ کا معیار اس شخص کے دل کی کوئی حالت نہیں جسکا چلن زیر بحث ہے۔ اسبات کی بحث نہیں ہے کہ آیا وہ شخص تمام اس توجہ احتیاط اور ہوشیاری کو کام میں لایا ہے یا نہیں جو وہ ایسے حالات میں عمل میں لانے کے قابل تھا بلکہ بحث اس امر کی ہوتی ہے کہ وہ شخص اس ہوشیاری۔ احتیاط اور ہنر اور دور اندیشی کو کام میں لایا ہے یا نہیں جس قدر کہ اسکو قانون کے نشاء کے موافق عمل میں لانی چاہیئے تھی قانون میں وہ مقدار ان الفاظ میں ادا کیجاتی ہے یعنے "کاریگر صناع کی ہوشیاری یا توجہ" اس شخص کی دوراندیشی کی مانند جو ان خیالات کے مطابق کام کرے جو کاروبار انسانی کے انتظام میں عموماً در کار ہوتے ہیں "توجہ کے قرین عقل مقدار" "واجبی کاریگری" وغیرہ وغیرہ

۱۰۸ لیکن جہانکہ حکم کا اظہار ایسے الفاظ میں کیا جاتا ہے جنکی رو سے فقط اسقدر ابہام دور ہوتا ہے کہ فلانے شخص کا چلن ان توقعات کے مطابق ہونا چاہیئے جو معمولی یا قرین عقل ہیں تو اس حالت میں اس مقیس علیہ کے مطابق ہونے کا معیار

اُس عدالت کے اُن ججوں کے دل کی گواہی ہے جو کہ قابلیت مواخذہ کی بابت فیصلہ کرتے ہیں۔

غفلت

۱۰۹ اُن سب الفاظ میں سب سے زیادہ مستعمل لفظ غفلت گاہے تنازعات میں اکثر حقوق کا لفظ غفلت پر مدار آٹھہرتا ہے ہزاروں مقدمات قانونی رپوٹوں میں پائے جاتے ہیں کہ جن میں اس لفظ سے بحث کی گئی اور اکثر کتابیں اس پر تصنیف ہوئی ہیں بعض اوقات اس لفظ کا استعمال دل کی خاص حالت کے واسطے کیا جاتا ہے اور بعض اوقات وہ کسی ایسی شے کی عدم موجودگی کا اظہار کرتی ہے جس کا ہونا قانوناً ضرور ہوتا ہے۔ جبکہ غفلت دل کی کسی حالت کا اظہار کرتی ہے تو اُسوقت لفظ ارادہ کی تناقص ہوتی ہے اور دل کی اُن دونو حالتوں کو جن کو ہمنے عدم تاملی اور بے پروائی کا نام دیا ہے باتمیز تعبیر کرتی ہے لیکن اکثر لفظ بے پروائی کے نقط پر اس کا اطلاق آتا ہے۔ اس لفظ کا اطلاق کسی فعل کے کرنے اور نہ کرنے دونو پر کیا جاتا ہے۔

۱۱۰ دوسرے معنی میں غفلت احتیاط اور توجہ اور ہنر کی عدم موجودگی کو کہتے ہیں اور فقط اُسی احتیاط یا خبرداری اور توجہ اور ہنر کی عدم موجودگی کو غفلت نہیں کہتے جو وہ شخص عمل میں لاسکتا تھا بلکہ جس قدر اس حالت میں قانوناً عمل میں لانی چاہیئے تھی اُن اوصاف کی اصلی ماہیت جن کے ہمنے یہ نام رکھے ہیں خواہ کچھ ہی ہو لیکن آدمی کے دل کی واقعی حالت وہ ہرگز نہیں ہوتی جو خیال کی جاتی ہے مثلاً یہ کہا جاتا ہے کہ غفلت کی بناء دعوی ہونے کی وجہ اس تصوّر پر مبنی ہے کہ غفلت کرنے والے شخص پر مدعی کے حق میں احتیاط اور توجہ کو عمل میں لانے کا

وجوب ہوتا ہے اور جبکہ معلوم ہوتا ہی کہ اس وجوب کی تعمیل نہیں کی گئی اور اس سے مدعی کو نقصان پہنچا تو وہ غفلت بنا دعوےٰ ٹھہرتی ہے۔ اس مطلب کو زیادہ وضاحت سے اسطرح بیان کر سکتے ہیں کہ ایک شخص انعام کے عوض میں کوئی شے بنانے کا اقرار کرتا ہے تو اسکو اس شے کے بنانے میں ایسی احتیاط عمل میں لانی چاہئیے جیسے کوئی ہنرمند کاریگر عملمیں لایا کرتا ہے تو اسوقت اس شخص کی بے اتفاقی اور اس ہنرمندی اور کاریگری کو عملمیں نہ لانے کو غفلت نہیں کہتے بلکہ اس احتیاط کے نہونے کو جسکا اوپر ذکر کیا گیا غفلت کہتے ہیں۔

عداوت یا بغض

۱۱۱- بغض اور عداوت بھی ایسے الفاظ ہیں کہ ان الفاظ سے بھی ذمہ واری کی موجودگی کا استدلال کیا جاتا ہے۔ انگریزی قانون میں "بغض فی الواقعہ" اور "بغض فی القانون" مین تمیز کیا کرتے ہیں بغض فی الواقعہ سے یہ مراد ہے کہ آیا بغض شخص زیر بحث کے افعال سے عداوت کا اظہار ہوتا ہے یا فقط استدلال جہانکہ صورت معینہ ایسی ہو کہ جرم کی وجہ محرک دریافت ہو سکتی ہو تو اسکو بغض فی الواقعہ کہتے ہیں لیکن جہاں ممکن بغض کا استدلال صرف فعل کی نوعیت سے ضمناً کیا جاتا ہے تو بغض فی القانون کہتے ہیں۔ اگرچہ انگریزی قانون میں بغض اور عداوت کے ایک اصطلاحی معنے لئے گئے ہیں اور ذمہ واری کی موجودگی کی اظہار کے لئے ان الفاظ کا اکثر استعمال کیا جاتا ہے لیکن حقیقت میں ان الفاظ کے وہی معنی ہیں جو آراوۃ کے تھے۔ ذمہ واری کی تحقیق میں وجہ محرک سے کچھ غرض نہیں

اگرچہ اُس سزا یا مکافات کی نوعیت اور مقدار جو اس ذمہ واری کی مقرر ہے بہت کچھ اثر رکھتی ہے۔ اگر کوئی شخص قانون کی خلاف ورزی کرے اور اس خلاف ورزی میں اُس کی غایت اور وجہ محرک کسیقدر عمدہ ہو لیکن تاہم اس شخص کو ذمہ وار بنانے کے لئے یہی بات کافی ہے کہ اُسنے قانونی حدود سے ارادتاً تجاوز کیا (دیکھو مارکبی دفعہ ۲۲۶ و ۲۲۷)

علم

۱۱۲ علم اکثر استیجاب یعنے ذمہ واری یعنی قابلیت مواخذہ) کا معیار سمجھا جاتا ہے لیکن یہ دریافت کرنا کہ اس موقعہ پر کس قسم کے علم سے غرض ہے نہایت مشکل ہے تعزیرات ہند دفعہ ۲۹۹ میں قتل انسان مستلزم السزا کی تعریف کی گئی ہے جو" کوئی شخص کسی فعل کے ارتکاب سے ہلاکت کا باعث ہو اس نیت سے کہ ہلاکت وقوع میں آئے یا اُس نیت سے کہ ایسا ضرر جسمانی وقوع میں آئے جس سے ہلاکت ہلاکت کا پیدا ہونے کا احتمال ہے یا اُس علم سے کہ غالباً اُس فعل کے کرنے سے وہ ہلاکت کا باعث ہوگا تو وہ شخص جرم قتل انسان مستلزم السزا کا مرتکب ہے" اب اگر علم سے انسان کی دل کی وہ حالت سمجھیں جس میں وہ جانتا ہے کہ فعل کے وقوع کا احتمال ہے اور اُس فعل کے واقعہ ہونے کا خیال اُسکے دل مین آجاتا ہے تو علم اور ارادہ مرادف ٹھہرے اور وہ فقرہ تعریف کا جس میں علم کا مذکور ہے بالکل فضول ہے اور اگر یہ خیال کیا جاوے کہ انسان ہر ایک ایسی شے کا علم رکھتا ہے جس کی طرف اگر وہ ذراسی التفات کرتا تو اُسکو جان سکتا تھا تو علم کی تعریف اس قدر وسیع اور خوفناک ہوجاوے گی کہ ہر ایک بے پروائی کا فعل اشکو اُس کو اُس جرم کا

مجرم نباویگا۔ کیونکہ بے پروائی میں بہی اِسقدر علم ضرور متضمن ہی کہ ہم یہ نہیں کہتے
کہ فلانے شخص نے اِن نتایج کا لحاظ نہیں کیا جبکہ اگر وہ ذراسی بہی توجہ کرتا تو اُسکو
امید ایسے نتایج کے وقوع میں آنیکی نہوتی۔ اِس میں شک نہیں کہ اِس بات کے
تعزمیں کہ فلانی صورت میں ذمہ واری ہے یا نہیں کسی واقعہ کا علم بطور شہادت
کے نہایت کارآمد ہوتا ہے اور اسلیئے بہی کارآمد ہے کہ اکثر فرائض و وجوبات درجہ اولیہ
کی اصلیت ایسی ہے کہ وہ ہماری بنقطاٗ اُسیوقت عاید ہوتے ہیں جبکہ واقعات کی کوئی حالت
ہماری علم میں آئی ہو جسکو اصطلاح میں اطلاع پائی کہتے ہیں مثلاً میرے پاس
ایک گائے ہے جسکو میں سڑک سڑک لیئے جاتا ہوں اور وہ گائے دوڑ کر تمہارے
ٹکر لگادی اور تمہارے ضرب آجاوے تو میں قابل مواخذہ نہیں ہوں لیکن اگر مجھے اِس بات
کا علم ہوتا کہ گائے کو انسانوں کے اوپر وار کرنیکی عادت ہی تو میں قابل مواخذہ
ٹھہروں گا۔

فریب

۱۱۲ مالنڈ صاحب نے فریب کی یہ تعریف کی ہے۔ فریب کسی شخص کا اپنی خشا کو
اراوتاً کسی ایسے فیصلہ پر قایم کرنا ہے جو اُسکی اغراض او رمفاد کے مخالف ہو اور یہ رضا
ایسے بیان کے ذریعہ سے حاصل کی گئی ہو جسکو بیان کرنیوالا نہ صحیح یقین کرتا ہے اور نہ
وہ صحیح ہے۔ مالکیں صاحب کہتے ہیں کہ یہ لفظ عداوت کی مانند اصطلاحی معنی میں
استعمال کیا جاتا ہے فریب بہی فریب واقعی (فی الواقعہ) اور فریب قانونی (فی القانونی)
ہوتا ہے اِس لفظ کے یہ معنی ہیں کہ کسی دہوکہ دہی کا استعمال بدیں غرض کیا جاوے
کہ کسی شخص کو ایسے فعل یا کسی ایسے طور سے کام کرنے کی ترغیب دیجائے جس کو

وہ بجز اس صورت کے احتیاط نہ کرتا۔ اس لفظ کے مفہوم سے ارادہ کا اور کسی خاص غرض کا اظہار ہوتا ہے اور معنوی فریب کی صورت میں اس لفظ کے یہ معنی ہوتے ہیں کہ شخص مرتکب فعل کا ارادہ اُس کے فعل سے معناً ظاہر ہوتا ہے اور وہ شخص بغیر کسی ارادہ یا غرض یعنے وجہ متحرک کے قائم کئے جانے کے ذمہ وار خیال کیا جاویگا۔ فریب کا اثر یہ ہوتا ہے کہ شخص فریب خوردہ اس دھوکہ دہی کے نتائج سے بری کردیا جاتا ہے اور شخص فریب دہ کو ان نتائج کے متعلق اُس شخص کے حق میں تلافی کرنی پڑتی ہے (دیکھو مارکبی دفعہ ۲۳۳ و ۲۳۴ و ۲۳۵)۔

بددیانتی اور شوخی

۱۱۴ بددیانتی میں ارادہ ضمناً شامل ہوتا ہے لیکن ارادہ کے پردہ میں وجہ محرکہ یعنی غرض بھی موجود ہوتی ہے اور اکثر صورتوں میں یہ غرض ہوتی ہے کہ مرتکب فعل بہ نیت ضرر رسانی دوسرے شخص کے اپنے ذاتی فایدہ کو اپنے فعل کا نتیجہ خیال کرے (دیکھو مارکبی دفعہ ۲۳۱) **شوخی** کا استعمال اُن صورتوں میں کیا جاتا ہے جہاں کہ نتائج کی خواہش کیجاتی ہے لیکن اُس فعل کی وجہ محرک قصاص۔ نفسانیت یا حسد یا طمع سے تعلق نہیں رکھتی بلکہ شوخی اُس ضرر رسانی یا شرارت کرنے کو کہتے ہیں جس کی غایت سوائے اُس ضرر رسانی کے اور کچھ نہ ہو۔

اُن واقعات کا بیان جنسے ذمہ داری میں فرق پڑتا ہے

۱۱۵ غیر ذمہ داری کے وجوہات ذیل ہیں صغر سنی فتور عقل مستی

ناواقفیت یا غلطی اور داب

صغر سنی

۱۱۶ - اِس امر کی وجہ کہ معین عمر کے اندر اشخاص کو اُنکے افعال کا پورا پورا ذمہ دار نہیں قرار دیا گیا ظاہر ہے۔ ایک معین عمر تک جبتک انسان بلوغت کو نہیں پہونچا وہ واقفیت اور تجربہ میں ناقص تصور کیا جاتا ہے لیکن ایسا کوئی مقیاس مقرر کرنا نہ ورہے کہ جس سے یہ معلوم کر سکیں کہ اب ایسے شخص کی ذہن کی تکمیل اس درجہ کی پہونچ گئی کہ اُسکو قانوناً ذمہ دار سمجھا جاوے علاوہ ازین یہ وقت ہے کہ تکمیل ذہنی کا عمل رفتہ رفتہ ہوتا ہے اور قانون میں بعض مطالب کے لئے تکمیل کا کم درجہ اور بعض کے لئے اعلیٰ درجہ مطلوب ہے لیکن ایک خاص عمر پر پہونچکر اکثر انسانوں کے دل کی حالت مین بخوبی مشابہت پیدا ہو جاتی ہے اور اس لئے ذمہ داری کے لئے ایک خاص عمر کو مقیاس مقرر کر دیا گیا ہے۔

۱۱۷ قانون روما میں اس عمر کی مدہ ۲۵ سال مقرر کی گئی تھی وہاں استقدر زیادہ عمر میں ذمہ داری قایم کرنے کا باعث یہ بھی تھا کہ روما میں باپ کی نگرانی کو بہت کچھ دخل تھا اور انگلستان اور فرانس میں عموی مطالب کے لئے ۲۱ سال کی قید لگائی گئی تھی اور ہندوستان میں ۱۸ سال کی لیکن نکاح اور ذمہ داری فوجداری صراحت کے مطالب کیلئے خاص خاص قواعد مقرر ہیں یہ قواعد مختلف ملکوں میں مختلف ہیں بلکہ اُن قواعد میں فرض یا وجوب زیر بحث کے ساتھ بھی اختلاف پڑتا جاتا ہے۔ بابت اُن افعال کے جن کی پاداش میں ازروی ضابطہ فوجداری سزائیں اور قرقیات مقرر ہیں کوئی بچہ اندوئے تعزیرات ہند قابل مواخذہ نہیں ہو سکتا جبتک کہ وہ

سات برس کا ہو۔ سات برس سے زیادہ اور بارہ برس سے کم کوئی بچہ قابل مواخذہ نہ ہوگا سوائے اُس صورت کے جبکہ وہ اپنے فعل کی نوعیت اور نتائج کی بابت تمیز کرنے کے لئے کافی پختگی عقل کی حاصل نہ کرلے۔ اس سے یہ مطلب ہے کہ عموماً یہ سمجھا جاویگا کہ اوسنے وہ حالت حاصل کرلی یا وہ اُس درجہ پر پہونچ گیا بلکہ ثابت کرنا چاہئے کہ اُسکی عقل اسقدر پختہ ہوگئی۔ انگلستان کا قانون بھی بالکل ایسا ہی ہے سوائے اسکے بارہ برس کی جگہہ اُس میں ۱۴ برس کی حد رکھی گئی ہے۔ قانون فرانسیسی کا منشا ہے کہ جب ملزم سولہ برس سے کم عمر کا ہو تو اسکی پختگی عقل کی بابت تحقیقات کرنی چاہئے

۱۱۸ اُن افعال کی بابت بھی جو کہ عموماً ٹارٹ کہلاتے ہیں جنکے کرنیسے ہرجانہ کے ادا کرنے کی یا کسی اور وجوب از قسم دیوانی کی ذمہ واری پیدا ہوتی ہے اُن اصول کے مطابق عمل کرنا چاہئے جیسے کہ اُن افعال کی بابت جن کے واسطے سزا از روئے ضابطہ فوجداری دیجاتی ہے

۱۱۹ معاہدات کے بارہ میں قانون میں کم عمر آدمیوں کے حق میں بہت رعایت کی گئی ہے معین عمر تک جو کہ یورپ کے ملکوں میں عموماً اکیس سال ہے کم عمر اشخاص اُن وجوبات کے جو معاہدہ سے پیدا ہوتے ہیں ذمہ وار نہیں سمجھے جاتے۔ اگرچہ وہ خود ایسے اشخاص کو اُن اقراروں کے ایفا پر جو اُن سے کئے جاویں مجبور کر سکتے ہیں لیکن اگرچہ نابالغ خود اپنے پر کوئی وجوب عاید نہیں کر سکتا لیکن عموماً کوئی شخص ایسا ہوتا ہے جو اُس کا باپ ہو یا ماہو یا کوئی اور شخص جو خاص اِس مطلب کے لئے مقرر کیا جاتا ہے جو محافظ یا ولی کہلاتا ہے یہ شخص نابالغ کی طرف سے خاص اغراض

میں معاہدہ جایز کر سکتا ہے علاوہ ازیں نابالغ سن بلوغت پر پہونچنے کے بعد
اُس معاہدہ کو جو اُسنے نابالغی کے زمانہ میں کیا ہو تسلیم کر سکتا ہے۔ نابالغ ضروریات
زندگی کے ادا کرنے کے لئے بھی معاہدہ جایز کر سکتا ہے۔ ہندوستان میں بھی
وہی عام اصول بابت معاہدات نابالغان رایج ہیں جیسے کہ یورپ میں بلوغ کی
عمر ہندوستان میں ۱۸ سال مقرر کی گئی ہے۔

فتور عقل

۱۲۰ ذہن کی بیماریاں مختلف اقسام کی ہوتی ہے اور جبکہ اِن بیماریوں کو غیر
ذمہ داری کی وجہ قرار دیا جاتا ہے تو اُن کا یہ اثر ہوتا ہے کہ وہ اُس شخص کو جو اِن
امراض میں مبتلا ہوتا ہے خلاف ورزی قانون کے نتائج سے اُسوقت بری
کر دیتے ہیں جبکہ یہ ثابت ہو جاوے کہ اُس شخص نے خلاف ورزی قانون کا فعل
ایسی حالت میں کیا تھا کہ وہ اپنے افعال کے نتائج کا اندازہ نہ کر سکتا تھا اور شخص
ذی شعور کی مانند اپنے ارادہ کو قایم نہ کر سکتا تھا مجنون اشخاص کو صرف اسلئے
سزا نہیں دیجاتی کہ اگر بالفرض اُنکو سزا دیدی جاوے تو غرض جو بعض شخص کے
نزدیک سزا دینے سے ہوتی ہے یعنے تہدید حاصل نہیں ہوتی بلکہ دیوانگی کے
عذر کو تسلیم کرنا پڑتا ہے۔

دیوانگی کے عذر کو تسلیم کرنا یا رد کرنا اِس سوال کے جواب پر منحصر ہے کہ آیا دیوانہ
آدمی اُن نتایج کا جو خلاف ورزی قانون سے پیدا ہونگے ہمیں اندازہ
کرنے کی لئے قابلیت رکھتا ہے یا نہیں اگر وہ اندازہ کر سکتا ہے تو اُسپر

سزائے قانونی کا اثر تنبیہ کی شکل میں ضرور ہوگا اور اسوقت سزا کا دینا بیرحمی نہ ہوگا۔

۱۲۱ معاہدات کے بارہ میں اشیائے مستعملہ روزمرہ کی بابت معاہدہ کرنے میں اور نیز ایسے فعل یا خدمت میں جو اُسکے مرتبہ اور منزلت کے شایاں ہو نابالغ ذمہ دار سمجھا جاتا ہے۔

۱۲۲ مضرت دیوانی کی صورت میں قانون میں صراحت کے ساتھ کوئی حکم موجود نہیں ہے لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کسی شخص کو مضرت پہونچانے کی صورت میں دیوانگی اُسکے مرتکب کو ذمہ داری سے بچانے کے لئے عذر معقول نہیں ہو سکتا

بدمستی

۱۲۳ عقل کے فتور کی وہ حالت ہے جو کسی چیز کے کھانے یا پینے سے پیدا ہوتی ہے بلیکسٹن کی رائے میں بدمستی کا عذر پیش کرنا جرم کو زیادہ سنگین بنا دیتا ہے بجائے اسکے کہ کسی فعل مجرمانہ کے لئے عذر ہو سکے۔ اور قانون میں کسی شخص کے لئے ایک گناہ کا ارتکاب دوسرے گناہ کی سزا سے بچنے کے لئے عذر نہیں ہو سکتا تعزیرات ہند میں لکھا ہے "ان صورتوں میں جبکہ فعل مرتکبہ جرم نہیں جبتک کہ وہ خاص علم یا ارادہ سے نہ کیا جاوے تو وہ شخص جو ایسے فعل کا ارتکاب حالت نشہ میں کرتا ہے ضرور اُسی طرح قابل مواخذہ ہوگا گویا کہ اسکو وہی علم تھا جیسے کہ حالت عدم نشہ میں ہوتا جب تک وہ چیز جس سے وہ مست ہوا ہو اُسکو کسی اور شخص نے بغیر اُسکے علم کے یا برخلاف اُسکی مرضی کے نہ کھلائی ہو۔"

۱۲۴ ذمہ داری متعلق بہ دیوانی میں بدمستی کسی شخص کو مضرت یا نقصان پہونچانے کی صورت میں عذر نہیں ہو سکتے

۱۲۵ ہر ایک متوالا آدمی زبان حال سے یہ کہتا ہے اور قانون میں بھی یہ استغاثہ ہے کہ جو معاہدہ ایسے شخص کے ساتھ کیا جاوے جو کہ ظاہرا نشہ میں ہو قابل تعمیل یا لاجبر نہیں ہو سکتا اسلئے حکومت اعلے نے یہ قطعی فیصلہ کر دیا ہے کہ لوگوں کو ایسے اشخاص کے ساتھ معاملہ نہ کرنا چاہئیے جن کی ناقابلیت عقل کو کام میں لانے کی اسقدر ظاہر ہے۔

عدم واقفیت و غلطی

۱۲۶ عدم واقفیت اور غلطی عموماً ایک ہی جماعت میں شمار کی جاتی ہیں اگر ان دونوں کے درمیان تمیز کرنا ضروری ہے تو اسطرح کر سکتے ہیں اور غلطی واقعات موجودہ کو موجود فرض کر لینا ہے عدم واقفیت واقعات موجودہ کے وجود کی لاعلمی کو کہتے ہیں کسی فعل کے نتائج کی عدم واقفیت کا ہونا یا اُس فعل کے اُن نتائج کی بابت عدم واقفیت کا ہونا یا اُس فعل کے اُن نتائج کی بابت غلطی کرنا جنکے پیدا ہونے کا اِس سے احتمال ہے یہ امکان نہیں چھوڑتا کہ اُس شخص نے اُن نتائج کا ارادہ کیا ہو یا اُنکی پرواہ نہ کی ہو ایسا ناواقف آدمی ممکن نہیں کہ ایسے جرم کا مرتکب ہو جس میں ارادہ یا بے پرواہی شامل ہو۔

۱۲۷ بیان مذکورہ میں یہ بھی زیادہ کرنا چاہئے کہ قانون کا منشا ہے کہ متعاقدین کے لئے لازم ہے کہ وہ ناواقفیت اور غلطی سے اپنے تئیں محفوظ رکھنے کو معقول ہوشیاری اور خبرداری عمل میں لاویں یعنے وجوب باوجود ناواقفیت

اور غلطی کے بہی عاید ہوسکتا ہے اگر وہ ناواقفیت اور غلطی احتیاط اور ہوشیاری کی عدم موجودگی سے پیدا ہوئی ہو۔

۱۲۸ معاہدات میں جب **غلطی یا عدم واقفیت** فریقین میں مشترک ہوتی ہے تو اقرار کی پابندی فریقین پر ضروری نہیں لیکن اگر ایسے وجوہات موجود ہوں کہ وجوب کا انفساخ اُن عوارض میں قرین انصاف ہو تو معاہد کو اپنے عہد پر قایم رہنا چاہئے جبتک کہ وہ بجائے اول وجوب کے یہ وجوب اپنے ذمہ نہ لے کہ میں وہی کروں گا جو مناسب اور قرین انصاف ہوگا۔

۱۲۹ اگر غلطی یا عدم واقفیت یکطرفہ ہو تو عام رائے یہ معلوم ہوتی ہے کہ فقط غلطی یا عدم واقفیت کے عذر پر اقرار کے ایفا سے انکار نہیں ہوسکتا لیکن کسی معاہدہ خاص تعمیل میں جب غلطی یا عدم واقفیت کا عذر ہو تو عدالت اغلباً استدعا کو نامنظور کرے گی اگر وہ اسکو ظاہراً انصاف سے دور خیال کرے گی۔

۱۳۰ انگریزی قانون کا یہ عام قاعدہ ہے کہ واقعہ کی عدم واقفیت تمام ذمہ واری کے برخلاف عذر ہوسکتی ہے لیکن عدم واقفیت قانون کی کسی صورت میں عذر نہیں ہوسکتی جب لوگوں کو اسبات کی اجازت نہیں دیجاتی کہ وہ قابلیت مواخذہ سے بریت کی وجہ لاعلمی قانون کو پیش کریں تو یہ انکار اسلئے نہیں کیا جاتا کہ یہ عذر **لاعلمی واقعات** سے طاقت میں کمتر ہے بلکہ اسلئے کہ یہ ایک ایسا عذر ہے کہ اسکی بابت تحقیقات کرنا دقت پیدا کرتا ہے۔

۱۳۱ اگر ہم اس امر کی وجوہات تلاش کریں کہ ایسا کرنا کیوں دقت پیدا کرتا ہو تو معلوم ہوگا کہ وہ وجوہات دو قسم کی ہیں۔ اول یہ کہ یہ عذر ہر ایک مقدمہ میں پیش کیا جاویگا اور

دوسری یہ فیصلہ کرنا کہ آیا یہ عذر فلانی شکل میں سچا ہی یا جھوٹا ناممکن ہے چنانچہ
پیرزنہ ویک اسکا یہ مطلب ہی کہ ایسی صورت میں یہ قیاس کرلینا چاہئے کہ یہ
عذر جھوٹا ہوتا ہے اور نہیں تو قانون بالکل بے بس ہو جاویگا۔ کوئی شخص ایسا
دنیا میں نہیں کہ جسکو یہ واقفیت تمام افعال کی بابت بدرجہ کمال ہو کوئی قانون
دان بھی بخوبی اور بصحت تمام بیان نہیں کرسکتا کہ وہ کون کون سے ترک افعال لیے
یا وجوہات ہیں جن کی تعمیل نہ کرنا جرم ہے لیکن قریباً ہر ایک آدمی اس قسم کی
واقفیت کسیقدر نہ کسیقدر بہ نسبت اکثر افعال کے ضرور رکھتا ہے۔ ہر ایک شخص
جو صغیر سن ہوتا ہے ہر ایک فعل کی بہ نسبت جسکے لئے وہ مجرمانہ سزایاب ہونے کا
مستحق ہے کم سے کم۔ تو ضرور جانتا ہے کہ یہ فعل از روئے قانون ممنوع ہے اور اسکے
کرنے سے ایسے نتائج پیدا ہوں گے جنکو میں پسند نہیں کروں گا مارکبی صاحب
فرماتے ہیں کہ اس قاعدہ کا عمل نہایت احتیاط سے کرنا چاہئے چنانچہ یہاں یہ ذکر
کرنا بھی مناسب ہے کہ روما کے قانون میں جس کی طرف اکثر ایسی صورتوں میں اشارہ
کیا جاتا ہی یہ اصول نہایت احتیاط سے عمل میں لایا جاتا تھا۔ سپاہیان جنگی اور اشخاص
کم از کم ۲۵ سال اور ان اشخاص کو جو قانونی مشورہ تک آسانی سے دسترس نہیں
رکھ سکتے تھے اس قاعدہ سے مستثنے کیا گیا تھا کہ کیونکہ ایسے اشخاص سے قانون
کی واقفیت کی امید نہ کیجاتی تھی اور عورات بھی [illegible] مستثنے رکھی گئی تھیں۔

جبر یا دباب بیجا

۱۳۲ جبر و داب بیجا کی جو تعریف ایکٹ قانون معاہدہ میں کی گئی ہی اُسکے رو سے

اگر کوئی معاملہ ایسے دو فریقوں کے درمیان کیا جاوے کہ اُن میں سے ایک دوسرے شخص کے برخلاف کسی جرم کے ارتکاب کی دہمکی دے باین ارادہ کہ وہ شخص اُس معاملہ کرنے رضامند ہو جاوے تو ایسا معاہدہ کالعدم سمجہا جاتا ہے۔

۱۲۳ مارکبی صاحب فرماتے ہیں اگر فعل مرتکبہ جو جبر سے پیدا ہوا اُس شخص کے لئے مفید ہو جسنے وا جب بیجا کا عمل کیا ہے تو حکومت اعلیٰ اُس فعل پر اپنی منظوری عطا کرنے سے انکار کرے گی وجہ یہ ہوگی کہ کسی شخص کو اُسکے فعل بیجا سے فایدہ اٹہانیکی اجازت نہیں دیجا سکتی۔ لیکن حقیقت میں بعض ایسی صورتیں ہیں کہ جن میں عہد کی تعمیل بالجبر نہیں ہوگی اگرچہ معاہدلہ بالکل بیگناہ ہو۔ مثلاً میرا ایک دوست مجسے ہزار روپیہ طلب کرے اور میں اوسکے پاس خاطر کے لئے تمکو دہمکی دوں کہ تم اگر اسقدر روپیہ کے ادا کرنے کا اقرار تحریری نہیں دوگے تو میں تمکو مار ڈالونگا اس اقرار کی تعمیل بالجبر نہیں ہو سکتی۔ اگرچہ میں اور وہ شخص یعنے میرا دوست متفق ہو کر کام نہیں کرتے تھے۔

۱۲۴ یہ ثابت کرنا ضروری ہوتا ہے کہ خطرہ حقیقت میں موجود تہا اور سنگین تہا اور فعل بہی ایسا ہونا چاہئے کہ جسکو ایک عقلمند آدمی خطرہ سے بچنے کیلئے کرے۔

ساتواں باب

قانون کی تقسیم و جماعت بندی

۱۲۵ ہالنڈ صاحب نے قانون کی تقسیم اسطرح کی ہے۔ اول پانچ

بڑی شاخوں میں تقسیم کیا ہے۔

۱ قانون حقیقی	۲ قانون وصفی	۳ قانون خاص
۴ قانون عام	۵ قانون بین الاقوام	۶ قانون معمولی
۷ یا غیر معمولی	۸ قانون بالتشخیص	۹ قانون حقوق بالتعمیم
قانون حقوق سابقہ	۱۱ قانون حقوق لاحقہ	

۱ جو قانون حقوق کو پیدا کرتا ہے اور اُن کی تعریف قایم کرتا ہے قانون حقیقی ہے۔

۲ جو قانون حقوق کی تائید اور حفاظت کرنے کے طریقے بتلاتا ہے قانون وصفی ہے

۳ جو قانون رعایا کے اجزا کے باہمی تعلقات کو بتلاتا ہے خاص (پرایویٹ) ہے

۴ جو قانون ریاست اور رعایا کے باہمی تعلقات قایم کرتا ہے وہ عام (پبلک) ہے

۵ جو قواعد معدود ریاستوں کے درمیانی تعلقات ظاہر کرتے ہیں قانون بین الاقوام ہے۔

۶-۷ قانون معمولی اور قانون غیر معمولی کی تمیز کسی شخص کی حیثیت پر منحصر ہے یعنی وہ قوانین جو وجوہات غیر ذمہ داری سے متعلق ہیں جن سے نابالغی وغیرہ۔ وہ غیر معمولی ہیں باقی معمولی۔

۸ قانون حقوق بالتشخیص اول حقوق سے متعلق ہے جو ایک شخص بمقابلہ دوسرے شخص یا اشخاص کے رکھتا ہے۔

۹ قانون حقوق بالتعمیم اُن حقوق سے متعلق ہے جو ایک شخص بمقابلہ کل جہان کے رکھتا ہے۔

۱۰ قانون حقوق سابقہ اُن حق سے متعلق ہے جو بذاتہٖ موجود ہے یعنی

بالتعلق دیگر حقوق کے۔

۱۱ قانون حقوق لاحقہ اُن حقوق سے متعلق ہے جو حقوق سالقہ کے نفاذ پذیر کرنے کی غرض سے پیدا کی گئی ہیں اور ضرر رسیدہ حقوق سالقہ کیلئے علاج کا کام دیتے ہیں۔

۱۲۲ ولسن صاحب نے اپنی کتاب قانون انگلستان مروجہ حال میں قانون کی تقسیم کا ایک شجرہ بنایا ہے جسکو اُسنے منتھم جیمس بسٹوریٹ مل کی کتابوں سے اخذ کیا ہے اور اس میں اُسنے اسی تقسیم کو بحال رکھا ہے جسپر آسٹن نے اسقدر اعتراض کئے ہیں۔

شجرہ ذیل حافظہ کی مدد کے لئے مفید ہوگا

- قانون
  - خاص
  - عام
    - ذیلی (ضابطہ)
    - حقیقی
      - چارہ جوئی از مضرت ہا
      - حقوق و فرائض
        - فرائض مطلق
          - بالتخصیص
            - معاہدہ
            - غیر معاہدہ
        - حقوق متعلق ذوالعقل بمقابل
          - بالتعمیم
            - جائداد
            - حیثیت عرفی
            - ذہن
            - جسم
              - حقوق بر ملکیت غیر
              - ملکیت کامل
        - عدم تعمیل فرائض مطلق
          - انقراض حقوق
          - بالتخصیص
            - انحراف غیر معاہدہ
            - انحراف معاہدہ
          - بالتعمیم
            - جائداد
            - حیثیت عرفی
            - ذہن
            - جسم
            - غیر معاہدہ
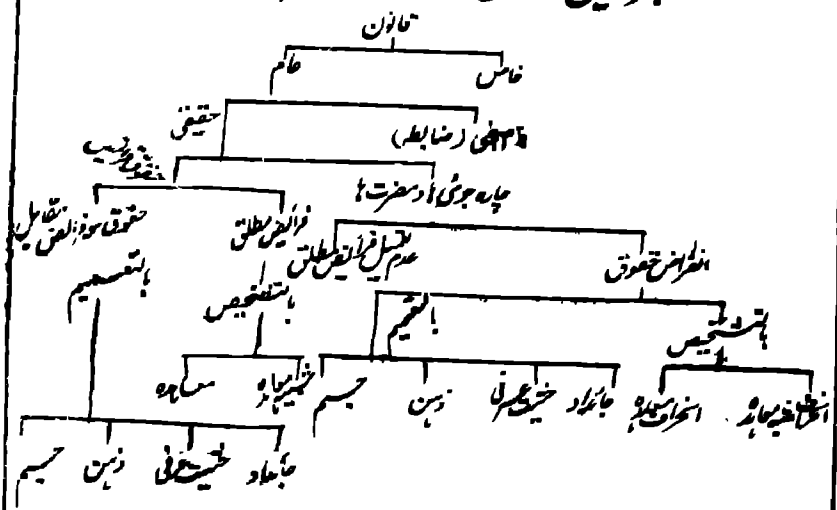
قانون خاص اُس قانون سے غرض ہے جو خاص جماعات انسانی یا خاص اشخاص پر موثر ہو دیگر حصص تقسیم کی شرح کچھ ضروری نہیں۔

ایموس صاحب کی ترتیب

۱۲۷ ایموس صاحب نے جو ترتیب اپنی کتاب قانون میں اختیار کی ہے وہ جہاں تک کہ قانون موجودہ سے متعلق ہے نہایت باقاعدہ اور تشفی بخش ہے

۱۲۸ ایموس صاحب کے نزدیک حکومت اور قانون کے تصورات دونو ہم زمانہ ہیں اور اگرچہ قانون متعلق انتظام ملک وطرز حکومت کا تصور ذہن میں سب سے بعد آتا ہے لیکن اوسکے حقیقی جگہہ زمانہ کے لحاظ سے اور تمام قانون سے پہلے ہے جنپر اور تمام قانون مبنی ہوتی ہے

۱۲۹ اسکے بعد ایموس صاحب بیان کرتے ہیں کہ تمام جماعت ہائی انتظامی ملکیت کے واقعہ اور تصور کے وجود پر مبنی ہوتے ہیں اور قوانین متعلق ملکیت خواہ کیسے ناتراشیدہ شکل میں ہوں سب قوانین سے پہلے وجود میں آتے ہیں اور علاوہ ازیں قوانین ملکیت میں خاص اشخاص کے اُن حقوق سے بحث کیجاتی ہے جسکی وہ عام خلائق کے مقابلہ میں مالک ہونے ہیں اسلئے یہ حقوق دیگر تمام قسم کے حقوق کی بہ نسبت سب سے زیادہ سادہ اور غیر پیچیدہ ہوتے ہیں اور اسلئے ایموس صاحب قانون ملکیت کو اپنی ترتیب میں دوسری جگہہ دیتا ہے۔

۱۴۰ اسکے بعد قانون معاہدات آتے ہیں۔ روما کے مقننین اور زمانہ حال کے مقننین بھی اگرچہ قوانین متعلقہ معاہدات کا ذکر قوانین متعلقہ ملکیت کے بعد کرتے ہیں لیکن قوانین معاہدات کو قوانین ملکیت کی ذیل میں خیال کرتے ہیں کیونکہ معاہدہ بھی ملکیت کے حاصل کرنیکا ایک طریق ہے۔ لیکن ایسے بہت سے معاہدات ہوتے ہیں جن سے استحصال ملکیت غرض نہیں ہوتی ہے اور اسلئے قوانین معاہدات کو قوانین

ملکیت کا جزو فرض کر لینے پر بہت سے اعتراضات عاید ہو سکتے ہیں

۱۴۱ ایک جماعت انتظامی میں اور اشخاص کے مقابلہ میں جو خاص اشخاص کی حیثیت ہوتی ہے اُسپر مقنن ہمیشہ سی غور کرتے چلے آئے ہیں اون سلسلہ ہائے قوانین میں جو خاص افراد کی بہ نسبت زیادہ تر خاندان کے تصور پر مبنی ہوتی تھی۔ اکثر سربراہ خاندان کی عظمت کا غلام اور حُر (آزاد) کے درمیانی تعلق صلبی و متبنی۔ اولاد اور اشخاص امیں وولی کی حیثیت کا زیادہ تر خیال ہوتا تھا اور اسلئے اون قانونی فرائض اور حقوق کا جن سے اشخاص مذکورہ بالا موثر ہوتی تھی اُن تمام قانونوں سے جو "قانون اشخاص" کے ذیل میں شامل ہیں سب سی پہلے ذکر کیا جاتا تھا اور اس امر کا خیال بالکل نہ کیا جاتا تھا کہ وہ خاص اور استثنائی قانون ہیں اور اُسکا اثر محدود جماعتوں پر ہوتا ہے۔ زمانہ حال کے سلسلہ ہائے قوانین میں ایسے خاص تعلقات کے اقسام اور اُن کی تعداد بہت کم ہوگئی ہیں جنکے لئے علحدہ قانون بنانیکی ضرورت پڑی۔ تمام قانون کا خطاب اشخاص کی جانب کیا جاتا ہے اور وہ فقط اشخاص کے افعال کے متعلق ہوتا ہے۔ اور یہ مقولہ فقط نکاح ولایت اور دیگر خاص تعلقات پر ہی صادق نہیں آتا بلکہ قوانین ملکیت قوانین معاہدات اور دیگر شاخہائے قوانین سے بھی متعلق ہے

اون قوانین میں جن کی بحث معمولاً "قانون اشخاص" کے ذیل میں کی جاتی ہے زیادہ تر خاص قسم کے اشخاص کی جانب خطاب کیا جاتا ہے جن کو کسی خاص اخلاقی تعلق یا کسی خاص حیثیت یا شغل کے باعث خاص حقوق عطا کئے جاتے ہیں اور جنپر خاص فرائض کی تعمیل واجب ہوتی ہے۔ آسٹن صاحب کہتے ہیں کہ جب

تک ہم "قانون باشخاص" کو ان خاص جماعات اور تعلقات کے ساتھ محدود نکرونگے تب تک قانون کی اس شاخ کی حدود کا تعین مشکل ہوگا۔ زمانہ قدیم کے سلسلہ ہائے قوانین میں جو اسکو سب سے افضل گنا گیا ہے اوسکی وجہ یہ ہے کہ اُس زمانہ میں قانون خاندانی کو سب سے افضل شمار کرتے تھے اور تجارت اور ملکی اور حرفت کے متعلق امور کو اندرونی معاشرت کے ہیچ۔ ہ تعلقات سے درجہ میں کم سمجھتے تھے۔ زمانہ حال میں یہ امر طے ہوگیا ہے کہ قانون متعلقہ خاص اشخاص کی جگہہ تمام قانون کے مجموعہ کے مابعد ہونی چاہئے اور اسلئے اسکو قانون معاہدات کے بعد ذکر کرتے ہیں۔ ایوس صاحب نے اُن تناقض رایوں سے جو مختلف زمانوں میں اسکی بابت قائم کی گئی ہیں مندرجہ ذیل نتیجہ نکالا ہے

(۱) ہر ایک مجموعہ قانون میں جو باقاعدہ مترتب ہوں اُن قوانین کو جنکا اثر خاص اشخاص پر ہوتا ہو اُن قوانین سے جُدا کرنا چاہئے جو انتظام اور طرز حکومت سے متعلق ہیں اور نیز مکرر ذکر نہ کرنے کے لئے اُنکو باقی تمام قوانین سے بھی علحدہ کرنا ضروری ہے۔

(۲) اس قسم کے قانون کی اصلی جگہہ قانون دیوانی کے بعد اور قانون مضرت ہائے دیوانی سے پہلے ہے۔

(۳) اس قانون میں جو حقوق اور فرائض ہیں وہ (ا) تعلقات نکاح ۔ ابوت تبنیت ولایت وغیرہ اور (ب) اون اشخاص سے متعلق ہیں جو امانت اور اعتبار کی حیثیت رکھتے ہیں۔

۴۲ا ۔ سلسلہ ہائے قوانین میں اسکے بعد قانون متعلقہ مضرت ہائے دیوانی کو

جگہہ دی گئی ہے جن میں انفرادی حقوق کا تمام میدان شامل ہے لیکن درجہ دوم کی تعمیل عدالتوں کے ذریعہ سے کرانے کے دستور کو خارج رکھا گیا ہے۔ جبکہ حقوق ملکیت وحقوق معاہدات وحقوق اشخاص مخصوص کی نوعیت اورتاثیر کے بحث ہو چکی تو اسکے بعد حقوق وفرائض تہدیدی (یعنے درجہ دوئم) کی باری آتی ہے اور یہ سب کے سب "مضرات دیوانی" کے لفظ میں شامل ہیں اور قانون تعزیری کی مد میں بھی شامل ہو سکتے ہیں۔ اور قانون تعزیری کا ذکر ہم علحدہ کرینگے کیونکہ وہ اصول جبر پرہ مبنی ہے اور اُسکے احکام کی تعمیل کا طریقہ سب سے علحدہ اور اسی سے مخصوص ہے۔

۱۴۳ پرائیویٹ حق کے تمام انقراضات عام اس سے کہ وہ معاہدہ سے پیدا ہوں یا ٹارٹ (ٹورٹ) سے مضرات دیوانی میں شامل ہیں باب گذشتہ میں ثابت کیا گیا ہے کہ دونوں صورتوں میں وجوب کی نوعیت اور اُسکے انحراف کی نوعیت یکساں ہے۔ اور یہ بھی ثابت کیا گیا ہے کہ قانون معاہدات کا ذکر علحدہ کرنا ضروری ہے بدیں وجہ کہ جس طریقہ سے اُسکے متعلق حقوق اور وجوبات درجہ اول پیدا ہوتے ہیں اور قانوناً تسلیم کئے گئے ہیں وہ خاص قسم کا ہے۔ علاوہ ازیں یہ فرق بھی ہے کہ انحراف معاہدات کی صورت میں وہ چارہ جوئی جسکا استعمال کیا جاتا ہے (عام اس سے کہ وہ معاوضہ کی شکل میں ہو یا دادرسی خاص کے) حق درجہ اول کی نوعیت کے ذریعہ سے صاف صاف طور سے مشخص ہو جاتی ہے حالانکہ اور مضرات ملائے دیوانی کی صورت میں ایسا نہیں ہوتا۔ اسلئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ تمام قانون کو جو حقوق ووجوبات دیوانی درجہ دوم سے متعلق ہوں "مضرات دیوانی" کے ذیل میں

رکھنا چاہئے جسمیں تمام حقوق کے انقراض شامل ہوں خواہ وہ معاہدہ سے متعلق ہوں یا ملکیت یا حفاظت ذاتی یا شرائط صمت عرفی یا خاص جماعات کے تعلقات سے متعلق ہوں۔

۱۴۴ القصہ قانون وجوبات خواہ وہ معاہدات سے متعلق ہو یا ہر جرم سے اس ذیل میں آجاویگا اون حقوق درجہ اول کے خصوصیتون کا ذکر جو معاہدات سے پیدا ہوں علحدہ کیا جاویگا جیسا کہ اون حقوق کا بیان جو ملکیت اور خاص جماعات اشخاص سے متعلق ہیں۔

مصرات دیوانی کے بعد قانون تعزیری کا نمبر ہے اور سب ہی جیسے سب جرم کے ضابطے آتے ہیں اور اسی طرح سے **قانون قومی کی تقسیم ختم ہوگئی**

۱۴۵ اب باقی رہا **قانون بین الاقوام** کا مضمون۔ اوسکی دو قسمیں ہیں اول وہ حصہ جو کسی ملک میں رعایا ے ملک غیر کے پرائیویٹ حقوق اور فرائض سے متعلق ہے اور یہ حصہ ہر ایک ملک کے خاص قانون سے وابستہ ہوتا ہے اگرچہ وہ اُس انتظام سے جو دو قوموں کے درمیان ہوا ہو پیدا ہوتی ہیں۔ دوسرے حصہ میں وہ قواعد ہوتے ہیں جو مختلف ملکوں کے باہمی تعلق سے متعلق ہوتے ہیں ان دونوں حصوں کو قانون بین الاقوام خاص اور قانون بین الاقوام عام کہتے ہیں

۱۴۶ یہ بات یاد رہے کہ قانون کے کسی حصہ کے اور حصوں سے بالکل علحدہ بحث کرنی ناممکن ہے اور قانون کی ہر ایک شاخ میں یہ ضروری ہوگا کہ کسی ایسے واقعات کو فرض کر لیا جاوے جسکا بیان اور شاخوں میں کیا گیا ہو۔ اور جیسے ہم اور علوم میں کرتے ہیں قانون میں اسی طرح قدم بقدم ہر ایک مضمون پر بحث کرنی

مشکل ہے۔ خواہ مضامین کی تقسیم کسی طرح کریں اور کہیں سے شروع کریں ہر صورت میں ہمکو کچھ فرض کرنا پڑے گا جسپر اُس شاخ کی بنا اُٹھائی جائیگی۔ کیونکہ قانون کی ہر ایک شاخ ایک دوسرے سے ایسی پیوستہ ہے کہ اُنپر علحدہ بحث کرنا ناممکن ہے تقسیم اور جماعت بندی سے فقط یہی غرض رکھی گئی ہے کہ حافظ کو مدد پہونچائی جاوے اور ایک جزو کا دوسرے جزو کے ساتھ باہمی تعلق معلوم کرنے کے لئے مضامین کو کسی باقاعدہ اور باترتیب صورت میں لایا جاوے

۱۴۷ اس میں شک نہیں کہ کسی خاص نظر سے جسپر ہم زور دینا چاہتے ہوں قانون کے اقسام کی کوئی خاص ترتیب وضع کرنی ممکن ہے اور غالباً ایسی ترتیب قدیم قوانین کے لئے جو خاص خاص حالتوں میں سے پیدا ہوئے ہیں نہایت مناسب ہوگی لیکن یہ تقسیم جو ہم بیان کر چکے ہیں عملی ہے اور عموماً صادق آسکتی ہے اور اس میں کسی بے ترتیبی نہ ہونے کے علاوہ یہ علمی بھی ہے۔

ہر ایک مضمون کی تفصیل جو نقشہ ذیل میں درج ہے کتاب میں آیندہ درج کی جاوے گی

قانون

ایک قوم کا (قومی) ✱ — اقوام کا (بین الاقوام)

ایک قوم کا:
- قانون متعلق طرز حکومت جیسے قانون اساسی ۱
- قانون دیوانی: ملکیت ۲ — معاہدات ۳ — حیثیت شخصی ۴ — مضرات دیوانی ۵
- جرائم ۶
- ضابطہ ہر قسم کا ۷

اقوام کا: عام — خاص
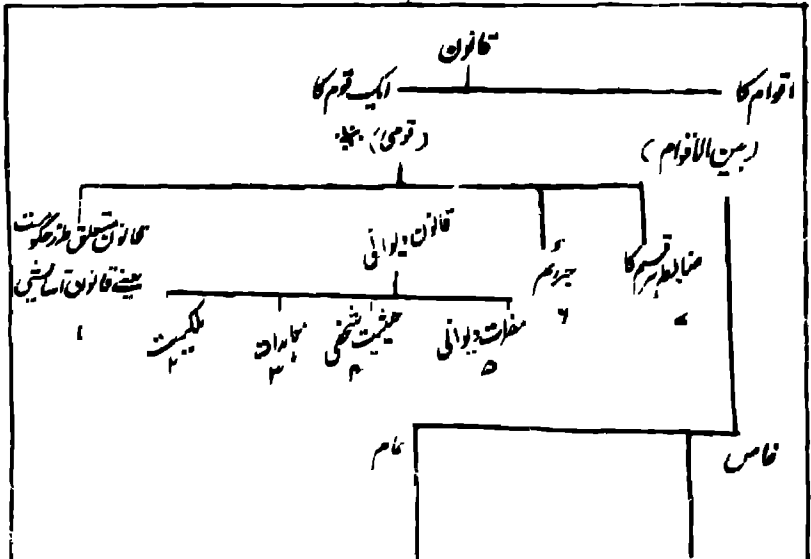
خاص: اشخاص رعایای ملک غیر اور اُن کی حیثیت کے متعلق جس میں ذکر ہے۔

(۱) حکومت
(۲) جماعت انتظامی کا رکن بنانا اور اس میں سکونت اختیار کرنا
(۳) قانون دیوانی کے دیگر اقسام

عام: متعلق معاملات باہمی اقوام جن پر بلحاظ امور ذیل خیال کیا جاتا ہے

(۱) ماخذ اور تمہید ہدایات ایسے قانون کے
(۲) قومی خود مختاری
(۳) حالت جنگ

✱ نمبر ۲ و ۳ و ۴ حقوق فرائض اولیہ میں و ۵ و ۶ و ۷ حقوق و فرائض ثانیہ سے متعلق ہیں نمبر ا و ۶ و ۷ پبلک قانون میں اور ۲ و ۳ و ۴ و ۵ پرائیویٹ قانون میں شامل ہیں نمبر ا و ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ قانون حقیقی میں و ۷ قانون وضعی میں شامل ہیں۔

آٹھواں باب

قانون اساسی

مضامیں جو قانون کی اس شاخ میں شامل ہیں

۱۴۹ وہ قانون جسکے روسے گورنمنٹ کے اجزائے انتظامی اور منعین قانون پیدا کئے جاتے ہیں اور جو ان عہدہ داران گورنمنٹ سے متعلق ہوتے ہیں جو مختلف صیغوں میں ملازم ہیں اور وہ قوانین جنکے روسے ملک کے محاصل و اخراجات کی بابت بندوبست کیا جاتا ہے اور جن کے روسے بالعموم سیاست ملک عمل میں آتی ہے قوانین اساسی کہلاتے ہیں جو قوانین سیاست اور انتظام سے متعلق ہیں یا انکے روسے اول ان اشخاص کا تعین کیا جاتا ہے جنپر اس ملک کی حکومت اعلی مشتمل ہوتی ہے اور اسکی تبدیلی کے لئے قاعدے بنائے جاتے ہیں اور جماعات اشخاص کا تعین کیا جاتا ہے جو افسران انتظامی کہلاتے ہیں اون کی کارہائے منصبی کی علحدہ علیحدہ تشریح کی جاتی ہے اور عوام میں سے ہر ایک فرد کے ظالمانہ کارروائی سے حفاظت کرنیکے لئے تدابیر وضع کی جاتی ہیں سب سے اعلے تر اختیارات جماعت واضعان قوانین کو دیے جاتے ہیں اور انکو تمام سوسائٹی میں سے ہر ایک فرد کے افعال کو حد مناسب کے اندر رکھنے کے اختیارات واقعی دیئے جاتے ہیں - یہ حکومت اعلے اوس صورت میں بھی جبکہ وہ بالکل مطلق العنان اور غیر ذمہ دار ہوتی ہے اپنی حکمرانی کے اختیارات میں عام الناس کے چند ایسے غیر مشخص خیالات سے جو طبعی ہوتے ہیں

مقید ہوتی ہے اور یہ خیالات عوام الناس میں اس کثرت سے ہوتے ہیں کہ بادشاہ کی مطلق العنانی پر ایک قسم کی روک ہو جاتی ہے (مثلاً افغانستان میں امیر بالکل خود مختار اور مطلق العنان ہوتا ہے لیکن رعایا کے خیالات لو توہمات اور تعصبات کا خیال اسکو اکثر ہر محل میں کرنا پڑتا ہے ورنہ رعایا کی مرضی کے خلاف کچھ عرصہ تک ایسے شخص کا رہنا مشکل ہو جاتا ہے) اسلئے حکومت اعلیٰ کی بابت ہم یہ کہ سکتے کہ ان حدود کے اندر اسکے اختیارات بالکل مطلق العنان ہوتے ہیں اور گو ان حدود کا تعین نہایت مبہم اور غیر مشخص طور سے کیا جاتا ہے مگر سوسائٹی میں کوئی شخص یا جماعت اشخاص نہیں ہوتی جو حکومت اعلیٰ کے اختیارات سے تجاوز کر کے کچھ کر سکے۔ یہ اختیارات اکثر برائے نام بادشاہ یا شہنشاہ کو حاصل ہوتے ہیں لیکن یورپ میں فی زمانہ کوئی ایسی سلطنت نہیں ہے جس میں ایسے اختیارات فی الواقعہ بادشاہ کو حاصل ہیں

آزادی ذات اور سوسائٹی کے ممبر کی حیثیت

۱۵۰ تمام ملکوں میں جو اشخاص بستے ہیں اون کی بابت فرض کر لیا جاتا ہے کہ انکے درمیان یہ وعدہ ہوتا ہے کہ ہر ایک شخص کسی مجموعہ قواعد کا پابند رہیگا جو سب کی آسائش کے لئے وضع کئے گئے ہیں۔ یہ مقولہ بالعموم درست ہے کہ وہ مختلف قومیں جو ایک جماعت مدنی یا سوسائٹی میں رہتی ہوں رسوم اور عادات میں کسقدر اختلاف رکھتے ہوں اور اسی طرح سے کسی شخص کو جو سوسائٹی کا رکن یا ممبر ہو یہ اختیار نہیں ہوتا کہ اپنے ارادہ کے ہر ایک خواہش کو عمل میں لاوے بلکہ اوسکے افعال عوام کی آسائش اور فایدہ کے لحاظ سے مقید ہونگے بلکہ شر

کہتا ہی کہ اشخاص کے حقوق مطلق اس فقرۂ قدرتی آزادی نوع انسان کے تئیں
شامل ہیں اور اس سے اوسکا یہ مطلب ہی کہ ہر ایک شخص کو بغیر کسی روک کے اپنی
مرضی کے موافق عمل کرنیکا اختیار حاصل ہی۔ لیکن کسی سوسائٹی یا جماعت مدنی میں
اس قسم کی آزادی کا تصور ہنیں کر سکتے ہر ایک شخص کی قوت فاعلہ کی آزادی پہ
کم سی کم اسقدر روک ضرور ہونی چاہئے کہ اُسکے فعل سی اوروں کو بہی اس قسم کی آزادی
حاصل رہے اور اسلئے آزادی مقدار میں "اضافی" ہوتی ہے۔ یہ بھی ہمیشہ ہنیں ہوتا کہ ہر ایک
حکومت اس امر کو تسلیم کرے کہ اُس ملک میں جسقدر اشخاص ہتے ہیں اُن سب کو مساوی
المقدار آزادی کا استحقاق حاصل ہی بلکہ اُن قیود کی نوعیت اور تعداد جو اشخاص کی
آزادی افعال پر عاید کی جاتی ہے اُن عوارض پر منحصر ہے جن میں اُس قوم نے ترقی
کی ہی اور نیز اُس قوم کی ذہنی ترقی اور تہذیب پر بہی موقوف ہی آزادی کے مقدار جو
مختلف اقوام میں لوگوں کو حاصل ہے مختلف ہی۔ اُن قوموں میں جہاں کہ حکومت سے
یہ غرض سمجھی جاتی ہے کہ کسی خاص قوم یا خاص خاندان کے عظمت کو قایم رکہا جاوے
یا حکام اسقدر قوت حاصل کر لیتے ہیں کہ لوگوں کے دل میں آزادی کا ارمان تک
باقی ہنیں رہتا یا جہاں حاکم اور رعایا اس خیال میں مبتلا ہوتے ہیں کہ بادشاہوں کے
حقوق خدا کی جانب سے قایم ہوگئے ہیں اسقدر آزادی اور مساوات کی امید رکھنی
لاحاصل ہے جسقدر اُس سلطنت میں جہاں حاکم اور محکوم کے دلوں میں یہ خیال
جاگزین ہو جاتا ہے کہ حاکم فقط اشخاص محکوم کے وکیل ہیں اور اون کا فرض منصبی یہ ہے
کہ اسطرح انتظام کریں جس میں عوام کا سب سی زیادہ فایدہ اور اُنکا نفع نقصان
ملحوظ رہے اور جہاں یہ اصول تسلیم کیا جاوے کہ ہر ایک شخص فقط بحیثیت اوس

ملک کے باشندہ ہونے کے قانون کی نظر میں ہرایک شخص کے مقابلہ میں بدرجہ مساوی ہونیکا استحقاق رکھتا ہے۔

حکومت کی پیدائش

۱۵۱ اس بحث کے متعلق کہ حکومت او جماعت مدنی کا آغاز اول ہی اول کسطرح ہوا عجیب عجیب قیاسات اور مفروضی دعوی اختراع کئے گئے ہیں۔

۱۵۲ سر ہنری مین صاحب نے قانون قدیم مجماعات دیہی دو کتابیں تصنیف کی ہیں اور اُن میں نہایت قابلیت سی سوسائٹی اور گورنمنٹ یعنی حکومت اور جماعت مدنی کی اصلیت کی بابت تاریخی اعتبار سے گفتگو کی ہے ان کتابوں نے اصول قانون کے مضامین میں بہت سی لاینحل مسائل کو حل کر دیا ہے

۱۵۳ مین صاحب کہتے ہیں کہ کسی قوم کی حالت مدنی کے آغاز کے احوال تین قسم کی شہادتوں سی معلوم ہوتے ہیں (۱) اُنکے ہم عصر مصنفوں کی تحریریں اُس قوم کی بہ نسبت کسی زیادہ تر مہذب قوم سے علاقہ رکھتے ہوں (۲) تحریریں جو خاص اقوام نے اپنے زمانہ ابتدائی کی تاریخ کے طور پر محفوظ رکھ چھوڑی ہیں (۳) قانون قدیم۔ اِن شہادتوں کے متعلق مشرقی اور مغربی اقوام میں بہت سے امور کی بابت معلومات حاصل ہو سکتے ہیں اور مختلف اقوام کے قوانین کا مقابلہ کرنے سے یہ شہادت حاصل ہو سکتی ہے کہ نوع انسان کی ابتدائی حالت وہ تھی جسکو پدری کہتے ہیں اس حالت میں کہ ہرایک خاندان میں سب سے بڑا بزرگ اُس خاندان کا حاکم اعلے سمجھا جاتا تھا اور اُسکے اختیارات کی وسعت اپنے خاندان میں

صورت اور حیات ایک ہوتی تھی اور اسکی حکومت اسکی اولاد اور انکے مکانات اور غلاموں پر بلا قید ہوتی تھی۔ اول ہی اول انسان بالکل علحدہ علحدہ مجموعوں میں تقسیم ہوئے ہوئے نظر آتے ہیں اور یہ مجموعہ ایک جد بزرگ کی متابعت کی لحاظ سے ایک قانونی اور مدنی اکائی یا شخص قانونی تصور کیا جاتا تھا۔ تھوڑی دور آگے چلکر ہم چند خاندانوں کے مجموعے پاتے ہیں جو یکجدی ہوتے ہیں جسپر کوئی سب سے زیادہ طاقت ور خاندان یا اسکا کوئی سردار یا ایسے خاندانوں کے معدود سردار یا یوں کہو کہ "بزرگاں قوم کے ایک کونسل" حکمراں ہوتی ہے اس صورت میں خاندانوں کا مجموعہ ایک قومی اکائی بناتا ہے پر یہ قومی اکائیاں باہمی ایک دوسرے پر عمل کرتے ہیں اور اس میں سے ایک قوم کی فضیلت یا اوسکے سردار کے حق میں عام کی متابعت بطور نتیجہ کے پیدا ہوتی ہے۔ اس قسم کی جماعات میں کل خاندان ہر ایک اپنی عضو (یعنی ممبر کے) افعال کا اور کل قوم ہر ایک خاندان کے افعال کا جسپر وہ مشتمل ہے اور ہر ایک ملک یا سلطنت ہر قوم یا فرد خاندان یا فرد کے افعال کے ذمہ وار ہوتی ہے رفتہ رفتہ یہہ قومیں اور جماعتیں اور حصہ دنیا کے قدرتی حدود میں جسمیں اونکی پیدائش ہوئی پھیل گئے

۱۵۴ حکومت کی اصلیت کے بیان کرنے کا اس مسئلہ شہادت کے جسکو ہم مسئلہ پدری کہتے ہیں اور جو خاندانی اکائی پر مبنی ہے اور جو پھر رفتہ رفتہ جماعات وہی اور اقوام اور ملکوں میں ترقی پا جاتا ہے ملک ہندوستان کے طریقہ دیہی میں اتبک پائی جاتی ہے۔ ہم پاتے ہیں کہ ہندوؤں کے خاندان اور ہندوستان میں جماعات دیہی اسی ہی حالت میں اب بھی موجود ہیں جو اُن کی حالت جبکہ آریہ

نسلوں تک پھیلی تھی اور یہی حال قانون سوما اور وسط ایشیا کی اقوام خانہ بدوش کی تاریخ میں پایا جاتا ہے۔ زمانہ ابتدائی میں سوسائٹی افراد کا مجموعہ نہ ہوتی تھی بلکہ خاندانوں کا مجموعہ تھی۔ سب سے زیادہ ابتدائی مجموعہ خاندان ہوتا تھا اور خاندانوں کا مجموعہ قبیلہ اور قبیلوں کا مجموعہ قوم اور قوم کا مجموعہ ریاست جمہوری ہوتی تھی

۱۵۵ دوسرا مسئلہ جسکے رو سے اس سوال کو حل کیا جاتا تھا "حاکم اور محکوم کے درمیان عہد قدیمی" کا مسئلہ تھا۔ یہ مسئلہ اب بالکل غلط ثابت کردیا گیا ہے۔ اس مسئلہ کو مین صاحب ایک مشہور غلطی کہتے ہیں آسٹن صاحب اسکی بابت یہ لکھتے ہیں۔ کہ ہر ایک جماعت مدنی میں رعیت پر بادشاہ کے فرائض ہوتی ہیں جن میں سے کچھ مذہبی اور کچھ قانونی اور کچھ اخلاقی ہوتے ہیں اسی طرح سے بادشاہ (خواہ ایک شخص ہو یا جماعت) پر رعیت کے فرائض ہوتے ہیں بعض مذہبی اور بعض اخلاقی لیکن قانونی نہیں اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ بادشاہ کے فرائض بادشاہ پر تین جدا جدا ماخذوں سے پیدا ہوتے ہیں یعنی قانون الٰہی قانون صریح و اخلاق صریح ان وجوہات اور فرائض کی اصلیت بیان کرنیکے لئے انکو ان ماخذوں سے منسوب کرنا جو ہم اوپر بیان کرچکے ہیں کافی ہے اور اس سے زیادہ تر اس سوال کا حل کرنا نہ ضروری ہے اور نہ ممکن۔ لیکن ایسے بہت سے مصنف ہیں کہ جو ان وجوبات اور فرائض کی توجیہ اسطرح بیان نہیں کرتے بلکہ وہ حاکم اور محکوم کے درمیان عہد قدیمی کے مسئلہ سے اسکا حل کرتے ہیں اس مسئلہ کو اختصار کے ساتھ اسطرح بیان کرسکتے ہیں کہ جسوقت کوئی سوسائٹی یعنی جماعت مدنی بنائی جاتی ہے تو تمام وہ اشخاص موجودہ جو اسکے ممبر ہونیکو ہیں اس عہد کی فریق ہوتے

ہیں۔ اور اس عہد یا معاملہ پر وہ جماعت مدنی مبنی ہوتی ہے جسکو عہدِ قدیمی کہتے
ہیں اور اس عہد کے پیدا ہونے کی کارروائی کے تین درجے ہوتے ہیں۔

(۱) جماعت مدنی کے وہ اشخاص موجودہ جو اسکے آیندہ ممبر ہونے کو ہیں مشترکاً
اپنی تئیں ایک خودمختار جماعت مدنی میں متحد کرنے کا ارادہ کرتے ہیں اور اپنے اتحاد کا
سب سے زیادہ بڑی غایت کا اور نیز اس مفید اور بڑی غایت کے حاصل کرنے کے
لئے اور غایات کی تشریح اور اظہار کرتے ہیں جو مصنف اصول افادہ کے قائل
ہیں اُنکے نزدیک اس اتحاد کی علت غائی اور سب سے بڑی غایت انسان کی
آسائش اور خوشی کی ترقی ہے اور اکثر مصنفوں کے نزدیک وہ غایت یہ ہے کہ حق اور
انصاف کو دنیا اور اُسکے باشندوں (نوع انسانی) کے درمیان غالب اور شایع
کیا جاوے۔

(۲) اپنے تئیں ایک خودمختار جماعت مدنی میں متحد کرنے کا ارادہ کرنے کے بعد
تمام ممبر مشترکاً اپنی جماعت کی حکومت اعلی کی ترکیب اور تقرر کی بابت تصریح کرتے
ہیں اور یہ بھی تعین کرتے ہیں کہ یہ حکومت اعلی کونسے ممبر یا ممبروں کو حاصل ہوگی اور اگر
کئی ممبر مقرر کئے جاویں تو وہ بھی شامل ہو کر اس طریقہ کا تعین کرتے ہیں جسکی رو سے
ممبران حکومت اعلے آپسمیں اختیارات حکومت اعلی کو تقسیم کرتے ہیں۔

(۳) اسکے بعد (جبکہ یہ تمام کارروائی ختم ہو جاتی ہے) کہ بادشاہ (حاکم واحد یا
مجموعہ حکام) اپنی رعیت کے ساتھ اور رعیت بادشاہ کے ساتھ اور اور آپسمیں
ایک دوسرے سے یہ عہد اور اقرار کرتے ہیں کہ بادشاہ اُس غایت کے موافق جسکا
تعین اور اظہار کر دیا گیا ہے حکومت کریگا اور رعیت یہ اقرار اور عہد کرتے ہیں کہ وہ

بادشاہ کی متابعت کرینگے اُس حد تک کہ غایت معینہ اور منظہرہ کے اور دیگر غایات متعلقہ کے مخالف نہ ہوگا

۱۵۶ اس مسئلہ پر جو اعتراضات ہیں اُن میں سے چند بیان کئے جاتے ہیں۔ جو مصنف "عہد قدیمی" کے قائل ہیں اُنکی اس عہد قدیمی کے اختراع سے یہ غرض ہوتی ہی کہ حکومت اعلےٰ کے جو فرائض رعیت پر اور رعیت کے جو فرائض حکومت اعلیٰ پر ہوتے ہیں اُنکی توجیہ بیان کریں لیکن ہم اِن فرائض اور وجوبات کی توجیہ اُنکو اُنکی ظاہرا خذ دل یعنی قانون آلٰہی و قانون صریح و قانون اخلاقی کی طرف منسوب کرنیسے کافی طور سے کر سکتے ہیں اور علاوہ ازین اگر ایک خود مختار جماعت مُدنی کے قایم کرنے سے پہلے کسی عہد کا وجود فرض ہی کریں تو وہ فرائض جو بعد ازان رعیت پر یا بادشاہ پر عاید ہونگے اوس گزشتہ عہد سے موثر اور پیدا نہ ہونگے اسلئے یہہ دعوی مفروضی یعنے مسئلہ عہد سابقہ بالکل غیر ضروری ہے۔ بفرض محال یہ دعوی مفروضی صحیح ہی ہو یہ فرض کرنا پڑے گا کہ سوسائٹی جو بنائی جاتی ہے بالکل ممبران بالغ پر مشتمل ہی اور سب کے سب صحیح العقل ہوش و حواس میں درست ہیں اور عقلمند اور تمیز فہم ہونے کے علاوہ علوم اخلاقی و سیاسی سے خوب واقف ہیں حالانکہ ایسا ہنیں ہوتا۔ القصہ اعتراضات جو اس دعوی مفروضی پر عاید ہو سکتے ہیں یہہ ہیں (۱) یہہ دعوی غیر ضروری ہے کیونکہ ایسی سوسائٹیوں کی توجیہ اور طریقوں سے زیادہ تر قابل اطمینان طور سے ہو سکتی ہے (۲) فی الحقیقت ایسے دعوی کے لئے کوئی بنا ہنیں ہے کہ اُسکے وجود کے لئے جو شرائط ضروری ہیں اونکا وجود نا ممکن ہے (۳) کہ اس دعوی کی بنا اُس خیال پر ہے جو عوام الناس معاہدات کی نسبت رکھتے ہیں اور یہ فرض کرنا

نہایت سادہ دلیل ہے کہ اس قسم کا معاہدہ جماعت مدنی کے وجود کی توجیہ بیان
کر سکتا ہے۔

۱۵۷ بلیکسٹن صاحب کہتے ہیں کہ جماعت مدنی کے اصلی بنیاد اُس جماعت کے
افراد کی ضرورتیں اور خوف ہیں۔
ایک ایک خاندان اول ہی اول قدرتی جماعتیں تھیں جب یہ جماعت تعداد
میں بہت بڑھ گئی تو نقل مکان کر کر بہت سی جماعتوں میں تقسیم ہو گئی
اگرچہ جماعت کا آغاز اوسکی افراد کی کسی باہمی عہد پر مبنی نہیں ہے جو اُنہوں نے
اپنی ضرورتوں اور خوف کے سبب سے آپسمیں کیا ہو لیکن تاہم اس امر کا علم کہ وہ ضعیف
اور ناقص ہیں اُنکو یکجا رکھتا ہے اور اسلئے یہ علم اصل بنیاد جماعت کے آغاز
ہونے کی ہے ۔ اور اسی علم کو ہم "عہد قدیم" کہتے ہیں اگرچہ یہ عہد قدیم صراحتاً جماعت
کے بننے کے وقت ظاہر نہیں کیا جاتا لیکن جمع نہ ہونے کی بعض فعل میں اس
عہد کا وجود ضمناً مفہوم ہوتا ہے اور وہ ضمنی عہد یہ ہوتا ہے کہ کل اپنی اجزا کی حفاظت
کریگا اور ہر ایک جزو کل کی متابعت کرے گا یا دوسرے الفاظ میں یہ کہہ سکتے ہیں
کہ جماعت ہر ایک فرد کے حقوق کی حفاظت کریگی اور اس حفاظت کے عوض
ہر ایک فرد جماعت کے قوانین کی متابعت کریگا
جس وقت ایک دفعہ جماعت مدنی وجود میں آچکے تو اُس جماعت کو انتظام اور
ترتیب میں رکھنے کیلئے حکومت کا وجود ضرورتاً پیدا ہو جاتا ہے۔

حکومت کی حقیقی بنیاد

۱۵۷ الف حکومت اعلیٰ کی اصلی غایت اور غرض یہ ہے کہ نوع انسان کی
آسائش و خوشی میں حتی الامکان زیادہ سے زیادہ ترقی ہو اور اس غرض کے پورا
کرنے کے لئے اس حکومت اعلیٰ کو چاہئے کہ اپنے ماتحت جماعت تمدنی کی بہبودی
میں کوشش کرے کیونکہ عام بہبودی اجزا کی بہبودی پر منحصر ہے جیسے افراد کی بہبودی
اور مرفہ الحالی تمام جماعت تمدنی کی بہبودی اور مرفہ الحالی پر دلالت کرتی ہے۔
حکام کی متابعت اور فرمانبرداری کرنے کی عادت حکومت کے غایات کی عمدگی
کی قدردانی سے پیدا ہوتی ہے۔ اگر سوسائٹی گورنمنٹ میں کوئی نقص نہیں دیکھتی تو یہ
ثابت کا یقین انکو اس گورنمنٹ کی متابعت کرنے کی تحریک کرتا ہے اور اگر گورنمنٹ
کو ناقص خیال کرتے ہیں تو وہ اس خوف سے متابعت کرتے ہیں کہ شاید مقابلہ کا نتیجہ
متابعت سے بھی برا ہو اور اسلئے وہ آسان بلا کو اختیار کرتے ہیں اور اسکی دلیل
یہ ہے کہ وہ گورنمنٹ کو ناقص سمجھتے ہیں اور یہ خیال کرتے ہیں کہ حکومت حال کا
مقابلہ کرنے سے بہتر گورنمنٹ میسر ہو سکتی ہے اور تبدیلی سے جو فائدہ متصور ہے
وہ اسکے نقصان متصور سے زیادہ ہے تو وہ ہرگز متابعت نہ کرینگے۔ حکومت ہائے
ملکی کے قیام اور بحال رہنے کا عام سبب اور انکی پیدائش کا سبب بالکل یا تقریباً
یکساں ہیں۔ اگرچہ ہر ایک حکومت کے پیدا ہونے کی خاص اسباب اور بھی ہوں
لیکن اس عام سبب کا ہونا بھی ضروری ہے کہ جماعت قدرتی کے اجزا میں سے جماعت
تمدنی بنی ہے) اکثر اشخاص حالت بدعملی اور بے انتظامی سے بچنے کی خواہش کرتے

پھر اگر وہ اُس حکومت کو جسکے ماتحت ہوئی ہیں پسند کرتے ہیں تو انکی یہ رائے ہی کہ گورنمنٹ کا وجود مفید ہی اور اُنکی خاص خواہش سی متفق ہی اور اگر وہ اُس حکومت کو جسکے ماتحت ہوی ہیں ناپسند کرتے تو اُنکی یہ رائے کہ گورنمنٹ کا وجود مفید ہی اور ان کی نفرت اور ناپسندیدگی کو دبائے رکہتے ہے۔ ایک مقولہ کثیر الاستعمال کے موافق ہر ایک گورنمنٹ کی پیدائیش اور قایم رہنے کی علت عوام کی رضامندی ہے اور بالعموم یہ کہنا کہ حکومت اعلی کا مبدا اور ماخذ عوام الناس ہیں بہت درست ہی۔

حکومت کا نمو

۱۵۸ انسانوں کے آپس کے میل جول سی عمل انسانی کے قواعد پیدا ہوی ہیں جسقدر کثرت اور قربت کے ساتھ انکا میل جول ہوتا ہے اُسیقدر تیزی کے ساتھ وہ ایک دوسری پر عمل کرتے ہیں اور اُسیقدر جلدی کے ساتھ اُنکے تعلقات باہمی مشخص ہو جاتے ہیں شہروں کے باشندی اپنے تعلقات باہمی کے قواعد اور اُنکو نافذ کرنے کی ضرورت کو زیادہ تر معلوم کرتے ہیں دیہات میں وہ اسباب جو قواعد عمل کو پیدا کرتے ہیں کم موثر ہوتے ہیں اور علاوہ کمی کے جلدی پیدا نہیں ہوتے اسلئے ترقی طبعاً کم ہوتی ہے اور پھر بھی اون ہی اسباب سی جسکے پیدا شہر ہوتے ہیں موثر ہوتی ہے۔

۱۵۹ ظاہر ہی کہ سوسائٹی کا نمو خاندان سی شروع ہوتا ہے اور وہ افراد کے مجموعے نہیں تھی وہ ملک جس میں ماتبک طرز حکومت پدرانہ چلا آتا ہے فی الحقیقت خاندان کی ایک مرتب و وسیع صورت ہی جیسے کہ برگد کا درخت اپنی قریب قریب اپنی شاخوں کا ایک بن بنا لیتا ہے اسی طرح خاندان اپنی گرد خاندانوں کے تصنیف کرتا چلا جاتا ہی

یہاں تک کہ وہ ایک قوم کا مرکز ہو جاتا ہے اور یہی خیال قرابت جو خاندانوں کو ایک قوم میں رکھتا ہے ذرا کمتر طاقت کے ساتھ اقوام کو ایک ملک میں متحد کرتا ہے۔ جماعت زندگی کا درجہ بدرجہ اسیطرح نمو ہوتا ہے لیکن خاندانوں اور قوموں کی خصوصیتیں نسل اور ملک اور آب و ہوا اور عقاید مذہبی کے اختلاف کے باعث مختلف ہوتے ہیں۔ اس ابتدائی حالت میں قانون کی بنیادیں چار ہوتی ہیں یعنے حفاظت ذات۔ نکاح جائداد و گورنمنٹ۔

۱۶۰ - (۱) حفاظت تن یا مامونیت ذات وجود سے حظ اٹھانے کی اول شرط ہے اسکے بغیر آدمی ہمیشہ پژمردہ رہتا قدرت نے بھی ذات کی مامونیت کے یقین کرنیکے لئے خود حفاظتی اور غصہ اور ہمدردی پیدا کی ہے اور ہمدردی کے ذریعہ ہی عوام اپنی مشترک امن کے قایم کرنے کو متفق ہو جاتے ہیں

۱۶۱ نکاح اس رسم کے پیدا ہونے کی علت وہ طبعی موانست ہے جو عورت و مرد میں پائی جاتی ہے اور جو انسان کی زندگی کے ایک بڑی ضرورت کے بالمقابل ہے اور وہ ضرورت انسانی شہوات اور محبتوں کے اقتضا کو پورا کرتی ہے۔ قدرت نے عقد نکاح کے قایم رکھنے کیلئے جو سر انجام کئے ہیں وہ دو قسم کے ہیں و اسباب جو اسکو پیدا کرتے ہیں بہت مدت تک عمل کرتے رہتے ہیں اور بال بچوں کے پیدا ہونے پر ماں باپ کا عمل متفقہ جو انکی حفاظت کیلئے ضروری ہے خانگی محبتوں کو ترقی دیتا ہے اور یہ محبتیں اگرچہ انکا سبب معدوم ہو جاتا ہے قایم رہتے ہیں۔ ان دونوں اسباب کے باعث وحشی سے وحشی اور غیر مہذب اشخاص بھی اس اتحاد یعنی عقد نکاح کو ایک مدت تک قایم رکھتے ہیں اور اسی سبب سے اس کے محفوظ رکھنے اور اسکی پابندی

قواعد وضع کرنے کی ضرورت پڑی ہوگی اور اغلب معلوم ہوتا ہے کہ وہ قواعد دیگر قوانین کا
مرکز ہوں بعض مقامات میں نکاح اور قانون کے واسطے ایک ہی لفظ ہے لیکن انسانی
زندگی کی ضرورتیں ان تعلقات میں کچھ فرق پیدا کرتی ہیں اور یہ فرق مختص المقام
خصوصیتوں کے باعث پیدا ہوتی ہیں جو نسل و آب ہوا اور شغل اور مساوات مدنی پر
منحصر ہیں اور یہ مساوات مدنی (یعنی تمام ممبران جماعت مدنی کا قانون کی نظر میں برابر
مساوات پر ہونا) یا تو اس طریقہ پر منحصر ہے جس میں فتاح یا حاکم قوم یا اشخاص نے حکومت
کو حاصل کیا ہو یا اسکو قایم رکھا ہو

۱۶۲ **جائداد** جائداد کے تصور کی علت آخر یہ ہے کہ انسان کی حاجات اس قسم
کی ہیں کہ انکو زمین دفعتاً پورا نہیں کر سکتی اگرچہ ہماری خواہش کے اشیاء انکی مانگ یا
ضرورت سے زیادہ ہوا کرتی تو جائداد کا تصور ہرگز پیدا نہ ہوتا جن عوارض کے سبب سے
جائداد پیدا ہوتی ہے ان سے اسکے حاصل کرنے اور اسکو منتقل کرنے کی بابت قواعد وضع
کرنے کی ضرورت پیدا ہوتی ہے اور چونکہ معاشرت کے بڑے اسباب و سامان ہر ایک جگہ ایک ہی
ہیں اسلئے ہر ایک جگہ جائداد کے پیدا ہونے کے اسباب ایک سے ہیں یعنی دخل بنا
محنت۔ عطیہ یا ہبہ وراثت معاہدہ۔ مثلاً ضروریات زندگی فقط محنت سے میسر
ہوتی ہے اور اگر محنت کے نتیجہ سے حظ اٹھانے کے لئے کوئی ضمانت نہ ہو تو کوئی شی کسی شخص کو
محنت کرنے کی تحریک نہیں دے سکتی۔ ارتباط مدنی اور وجود کی یہ ایک شرط ہوتی ہے
کہ ہر ایک شخص بلا شرکت دیگرے اپنی محنت کے نتیجہ سے حظ اٹھا سکے۔

۱۶۳ **حکومت** جائداد اور نکاح کے احتفاظ کو یقینی کرنے کی اول شرط حکومت ہے
حکومت کے قایم ہونیکے اسباب قریبہ مختلف مقامات میں مختلف ہوتے ہیں لیکن جو اسباب

عام ہیں انکو ہم ذیل میں درج کرتے ہیں (۱) امن پسندی کی خواہش (۲) باہمی حفاظت اور امداد کے لئے معاشرت کے فواید کا تجربہ جو اغراض مشترک العوام کے حاصل کرنے کے لئے اتفاق باہمی کی مختلف صورتوں میں حاصل ہوا ہو (۳) اتفاق باہمی اور ایک شخص کی سرداری کے ماتحت رہنے کی ضرورت کا تجربہ۔ اتفاق باہمی اور معاشرت کے پورے پورے فوائد سے تمتع اٹھانے کے لئے فقط ایک ایسے سرغنہ اور سربراہ کے ظہور کی ضرورت ہے جو بہادری یا دانائی میں اپنے اقران سے افضل ہو یا اسکی بابت یہ یقین کیا جاوے کہ وہ پسندکردہ خدا ہے تاکہ وہ سوسائٹی کے قابل الانتشار اجزا کو ایک مضبوط کل میں گوندھ دیوے۔ اگر حکومت کی رسم قایم ہونے سے پہلے کسی انسان کی حالت پر غور کرنے سے حکومت کی پیدائش کے اسباب کا پتہ نہ لگ سکتا تو یہ کوشش ہی بالکل بیفایدہ تھی وہ حالت اب بھی کبھی کبھی ہو کہیں کہیں انقلاب حکومت کے زمانہ میں یا ایسے ملکوں میں جہاں حکومت نہایت ضعیف ہو جاتی ہے ظاہر ہو جاتی ہے جو امن اور حفاظت اس ملک کے حاکم مہیا نہیں کر سکتے اسکو یقینی بنانے کی مختلف کوششیں کیجاتی ہیں کیونکہ اول ہی اول ہر ایک اپنی ذات (جسم) اور جائداد کی حفاظت خود کرتا ہے جبکہ زیادتیاں اور خرابیاں بڑھتی جاتی ہیں تو لوگ اپنی حفاظت کے لئے متفق ہوتے ہیں۔ اول ہی اول مجرموں کو سزا دینے میں کوئی قاعدہ یا رحم اور اعتدال استعمال میں نہیں لایا جاتا لیکن جب سوسائٹی کا اتفاق اچھی طرح سے قایم ہو جاتا ہے تو جائداد اور ذات پر زیادتیوں کا خوف بھی نہیں رہتا اور سزا میں بھی جلدی نہیں کیجاتی اشخاص ملزم کی تحقیقات ہوتی ہے اور سزا باقاعدہ اور سوچ سمجھکر دیجاتی ہے امریکہ کا رلنچ کا قانون (یعنی جب عوام الناس دیکھتے ہیں کہ کسی سنگین معاملہ

فوجداری میں قانون کے پیچ یا عدالت کی کم فہمی کے باعث واقعی مجرم رہا ہو گیا تو وہ عدالت کے فیصلہ کو منظور نہیں کرتے اور ایک جماعت اُس ملزم کو لیجا کر خود پھانسی دیدیتی تھی) اس حالت کو ظاہر کرتا ہے جو حکومت کے اختیارات جوڈیشل و واضع قانون کے عمل میں لانے سے پہلے تھی۔ اسیطرح سے انگلستان میں بھی بعض ایسے سوسائٹیاں تھیں جنکا کام مجرموں کو سزا دلانا تھا کیونکہ سرکاری پیرو کاروں کے نہونیکے سبب سے بعض اوقات مجرم سزا سے بچ جاتے تھے۔ اِس سے پہلے کہ مناصب وضع قانون کو عمل میں لایا جاوے حکومت قایم ہوتی ہے اور اس حکومت کے اول افعال وہ ہوتے ہیں جو خود اوسکی حفاظت اور امن رہنے کیلئے ضروری ہوتے ہیں اول اُن تبدیلیوں کو جو بدعملی کے باعث ہوتی ہیں دفع کرتی ہے پھر اونکو روکتی ہے یعنے اول فساد کرنے والوں کو اور بعض اوقات فریقین کو سخت سزا دیتی ہے اور پھر فساد کے اسباب کی بابت تحقیقات کرتی ہے اور جو ناحق پر ہوتے ہیں اُنکو سزا دیتی ہے اور آخر میں فساد و جرائم کی بابت انکے وقوع سے پہلے عام قواعد مقرر کرتے ہیں۔

حکومت کی نوعیت

۱۶۴ ملک اور اُسکی حکومت کے تعلقات اُس شکل پر منحصر ہیں جو حکومت اختیار کرتی ہے جماعت مُدنی کے ممبروں کے مجموعہ کو ملک کہتے ہیں اور بہترین گورنمنٹ یعنی نمونہ حکومت وہ حکومت ہوتی ہے جس میں حکومت اور ملک میں کچھ فرق نہ ہو۔ یعنے جہاں ملک یعنے جماعت مُدنی کے ہر ایک ممبر کو کل جماعت کی حکومت میں رائے دینے کا صریح اختیار حاصل ہو لیکن یہ حکومت جسکو ہمنے نمونہ فرض کیا ہے اوسوقت موجود ہو سکتی ہے

جب کل جماعت یکزبان اور یکدل ہو کر اس طریقہ عمل کی بابت فیصلہ کرے جو وہ
حکومت اور اسکی اجزا (جنپر وہ شامل ہیں) اختیار کریں لیکن ماہیت اشیاء دنیوی
اور عوارض طبعی موجودہ میں اس نمونہ کا وجود ناممکن ہے اور اگر ہو تو اسکا قایم رہنا محال
اور اسلئے ایسا ہوتا ہے کہ تمام صورتوں میں کوئی شخص واحد یا اشخاص (بطور وکلا کے
(فی الواقعہ مقرر کئے گئے ہوں یا کسی اور طور سے) کل جماعت مدنی کے حکومت کے
اختیارات عمل میں لاتے ہیں۔ چونکہ جماعت مدنی کے کل ہمہ ہمزبان اور یکدل
نہیں ہو سکتے اسلئے وہ دو یا زیادہ فریقوں میں تقسیم ہو جاتے ہیں اور اسوقت یہ سوال
پیدا ہوتا ہے کہ ان فریقوں میں کونسی کی ہاتھ میں حکومت ہونی چاہیئے یا ایسی صورت
میں کیا کرنا چاہیئے فریقان مخالف کو لڑا دینا چاہیئے کہ جو اُن میں غالب ہو وہی حکومت
لے لے معمولی جواب یہ ہے کہ جسطرف کثرت رائے ہو وہی اپنے ہاتھ میں حکومت رکھے
یہ مسئلہ کہ جماعت مدنی کے ہر ایک ممبر کو حکومت کے معاملہ میں رائے دہی کا حق ہو
(یونی ورسل سفرج) اس اصول کے غلط فہمی پر مبنی ہے کہ قدرتاً تمام اشخاص کے
حقوق مساوی ہیں۔ اس اصول کے مطابق ہر ایک حظ جسکا کوئی شخص دعوی رکھ
سکتا ہو تمام جماعت مدنی میں مساوی تقسیم ہونا چاہیئے اور اس سے یہ نتیجہ نکال لیا جاتا ہے
کہ انصاف کا مقتضا یہ ہے کہ اختیارات حکومت کی تقسیم یکساں ہونی چاہیئے اور اس
لئے دو آدمیوں کا جو حصہ ان اختیارات میں ہو وہ ایک شخص کے حصہ کو ہمیشہ معطل
کر سکتا ہے لیکن اس استدلال میں دو غلطیاں ہیں اول یہ کہ اختیارات حکومت
کسی قسم کا حظ یا تمتع ذاتی نہیں ہے۔ بلکہ ایک قسم کا اعتبار یا امانت ہوتا ہے
جسکو ملک کی بہتری کے لئے استعمال میں لانا چاہیئے نہ کہ ممبر جماعت مدنی کی بہتری

کے لئے اور **دویم** فریق کثیر کے مطلق العنانی بمقابلہ فریق قلیل کے اختیارات
حکومت کی مساوی تقسیم نہیں ہی بلکہ یہہ اون اختیارات کا نیست و نابود کردینا ہے
جو جماعت مدنی کے ہر ایک حصہ ممبران کو حاصل ہوتے ہیں۔ فریق قلیل کی رائیں
اس صورت میں بالکل ہیچ ہوتی ہیں خواہ فریق قلیل کسیقدر متدین اور لایق قدر
رائیں رکھتا ہو۔ پہر اس سوال کا جواب کسطرح دینا چاہئے۔ ہم جانتے ہیں کہ تفرقہ اور
اختلاف رائی کی صورت میں فقط یہ ہوسکتا ہی کہ جو فریق تعداد میں کم ہے وہ فریق کثیر سی
مغلوب ہوجاوی کیونکہ ایک فریق قلیل جو ضعیف ہو کسی طرح سی قوی فریق کثیر کا
مقابلہ نہیں کرسکتا اور علم اخلاق کا فقط یہ تقاضا ہی کہ فریق قوی اور کثیر کو چاہئے کہ اپنی
قوت کا استعمال رحمدلی اور دیانت سے کری اس سی ظاہر ہے کہ طاقت نہ کہ فقط تعداد
ایسے معاملہ میں فیصل کنندہ ہوتی ہے۔ در فی الواقعہ طاقت تعداد سی افضل ہی کیونکہ
طاقت اور قوت میں زیادہ ہونا اس امر پر دلالت کرتا ہی کہ اس فریق میں اخلاقی اور
ذہنی تہذیب زیادہ ہوگی اور اسکے برعکس تعداد کی زیادتی اوسپر دال نہیں ملک کے
مخالف فریقوں میں قوتوں کی آزمائش ہی کہ کس میں زیادہ طاقت ہی بغاوت یا
انقلاب ہوتا ہی۔ اسلئے یہ کہ سکتے ہیں کہ کسی ملک میں حکومت اعلی اون ممبران
جماعت مدنی کے یکسر یا ان حصہ کی رضامندی ہی پر عام اس سی کہ تعداد کے سبب سے
ہو یا خصائل کے باعث سی باقی کی بہ نسبت زیادہ تر قوی ہو۔ اس حکومت کا مقابلہ
کرنا بغاوت ہی اور اس میں شک نہیں کہ ہر ایک باغی نہایت سخت جرم کا مرتکب ہوتا ہی
اور مغلوب ہونے پر اسکو سزای سخت دینا قرین انصاف ہی بلکہ استیجاب یعنی یہ امر کہ
باغی مستوجب سزا ہے اسکے عمل یا مقدمہ کے حق یا ناحق ہونے پر منحصر نہیں ہے

ایسی زیادتی اور سختی جس میں نہ امید ہو اور نہ کچھ حاصل ہو ہمیشہ قابل مواخذہ ہے خواہ وجہ اشتعال کسیقدر بڑی ہو

۱۶۵ جب فریقان مخالف (جیسا بعض اوقات ممکن ہے) ایسے مساوی المقدار والقوت ہوں کہ انکی طاقت کی زیادتی و کمی کا بھید سوا جنگ کے نہ کھل سکتا ہو تو آخر کار یا تو آپس میں دب دباکر مصالحت کر لینگے یا خانہ جنگی ہوگی۔ انگلستان میں ہر ایک فریق کچھ نہ کچھ چھوڑ دیتا ہے اور کارہای ملکی کی کارروائی ایک ایسے طریقہ کے موافق ہو جاتی ہے جسکو کوئی بھی فریق پسند نہیں کرتا لیکن وہ طریق انکے نزدیک جنگ اور کام کے بند ہو جانے سے بہتر ہے۔

حکومت اعلی پر قیود

۱۶۶ حکومت اعلی یا بادشاہ وقت درجہ میں سب اعلی ہونا چاہئے اور اسکے اختیارات بالکل غیر محدود ہونے چاہئیں اثنائے گفتگو میں ہم کسی حکومت کو آزاد (یعنے جہاں ایک شخص کو کل اختیارات حاصل ہوں) کہتے ہیں اور کسیکو مطلق العنان یا جابر یا شخصی (جہاں کہ مختار کل فقط ایک شخص ہو) یہ کہنا کہ ان دونوں حکومتوں کے طریقوں میں کچھ فرق نہیں ہے بالکل لغو ہے لیکن تاہم اون سے یہ مطلب نہیں ہوتا کہ ایک قسم کی حکومت کے اختیارات کا مجموعہ دوسری قسم کی حکومت کے اختیارات کے مجموعہ سے کم ہوتا ہے لہذا اور مطلق العنان یعنی شخصی حکومتوں کے درمیان تمیز کرنا ایک علیحدہ ہی قسم کے عوارض پر منحصر ہے بڑا فرق ان دونوں کے درمیان یہ ہے کہ (۱) حکومت آزاد میں کل مجموعہ اختیارات اعلی کا مختلف مرتبوں کے اشخاص یا جماعات میں تقسیم کیا جاتا ہے (۲) اون اشخاص یا جماعت کو جو اختیارات وجہ بوجہ حاصل

انکے ماحصد و نون میں مختلف ہوتے ہیں (۳) علاوہ اسکے حاکم اور محکوم کی حالتوں میں
تبدیلی جلدی جلدی اور آسانی سے ہوتی رہتی ہے (۴) ایک جماعت کے اغراض اور
مقاصد کم یا زیادہ دوسری جماعت کے اغراض اور مقاصد سے اسطرح خلط ملط ہوتے
ہیں کہ اُن میں تمیز کرنی مشکل ہوتی ہے (۵) اِن دونوں حکومتوں کی طریقوں میں حکام
کی جوابدہی میں فرق ہوتا ہے (۶) آزاد حکومت میں رعایا کو ہمیشہ یہ حق حاصل ہوتا ہے
کہ وہ حکام کو مجبور کر سکتی ہے کہ اِن حکام کے ہر ایک ایسے فعل کے وجوہات کا علانیہ اظہار
کیا جاوے جس میں وہ اپنے اختیارات کو عمل میں لائے ہوں معالب قانونی کے لئے
تمام حکومتیں اعلیٰ ہوتی ہیں لیکن فی الواقعہ کوئی حکومت بھی خواہ وہ کسیقدر مطلق العنان ہو
ایسی نہیں ہوسکتی کہ اُسپر کسی قسم کی روک نہو۔ اگرچہ قانوناً اُسپر کوئی روک نہیں ہوتی لیکن
ہر ایک ملک کے اعلےٰ ترین حاکم یا مجموعہ حکام عہد کرتے ہیں کہ وہ اوس ملک پر اپنی اغراض
نفسانی یا کسی خاص جماعت کے فایدہ کو مد نظر رکھکر حکومت نہیں کرینگے بلکہ اُنکی
حکومت عموماً تمام ارکان سوسائٹی کے فایدہ پر مبنی ہوگی اور اسلئے وہ اس فرض کو
جو وہ اپنے اوپر عاید کرتے ہیں بالکل ترک نہیں کر سکتے۔

۱۶۷ ہمیں حکومت اعلیٰ کی خودمختاری میں اور اُن اجزا کی خودمختاری میں جو اُس
حکومت میں شامل ہوتی ہیں تمیز کرنی ضرور ہے بلکہ پارلیمنٹ انگلستان کے ممبر اور وزیر اور
اور حکام اپنے ملکوں کے عام قوانین کے پابند ہیں اگرچہ آسایش کے لئے صورت
عدم متابعت قانون میں اون کے برخلاف جو کاروائی کا طریقہ برتا جاتا ہے وہ معمولی
طریقہ سے مختلف ہے۔

گورنمنٹ یعنی حکومت کی شکلیں

۱۶۸ حکومت اعلےٰ کی تقسیم ایک تو حکومت کی نوعیت کے لحاظ سے اور دوسری اسکی شکل کے اعتبار سے کی جاتی ہے۔ باعتبار نوعیت کے ہم اسکی تقسیم مطلق العنان اور جمہوری میں کر سکتے ہیں اور باعتبار شکل کے مفرد اور مرکب میں مفرد شکل وہ ہوتی ہے جہاں اختیارات ایک شخص واحد کو حاصل ہوتے ہیں یا ایک مجموعہ کو بحیثیت واحد کے۔ مرکب شکل وہ ہے جہاں دو بادشاہ مشترکاً یا دو یا زیادہ چیمبر (ہوس یعنے بیت) حکومت کرتے ہیں آسٹن نے اِس پر بحث کر کر نتائج ذیل اخذ کئے ہیں۔

۱۶۹ جب حکومت اعلےٰ فقط ایک شخص کو حاصل ہوتی ہے تو حکومت اعلیٰ کو امونارکی حکومت شخصی حاکم اعلیٰ کو بادشاہ کہتے ہیں چونکہ حکومت اعلیٰ کئی اشخاص کو حاصل ہوتی ہے تو حکومت اعلیٰ کو نوعی (آرسٹاکریسی) کہتے ہیں اِن دونوں قسموں میں یہ فرق ہے کہ حکومت شخصی کی صورت میں بادشاہ یعنے حاکم اعلےٰ فقط ایک حیثیت بادشاہت کی رکھتا ہے لیکن حکومت نوعی کی صورت میں وہ اشخاص متعدد ایک حیثیت سے حاکم اعلےٰ اور دوسری حیثیت سے محکوم ہوتے ہیں۔ بحیثیت مجموعی وہ مجموعہ حاکم اور خود مختار اور علی الافراد وہ اس مجموعہ کے جسکی وہ خود اجزا ہیں محکوم ہوتے ہیں

۱۷۰ نوعی (اے۔ رس۔ ٹاک۔ رے۔ سی) کی تقسیم تین جماعات میں کیجاتی ہے۔ حکومت عوام۔ حکومت منتخبین حکومت متعددین (ڈیما کریسی۔ آرسٹاکریسی اولی گارکی) اگر حکام بہ نسبت اشخاص محکوم کے بہت ہی کم ہو تو اسکو (آلی گارکی) کہتے ہیں اگر کم ہو لیکن بہت کم نہ ہو تو (اے رس ٹارک ریسی) اور اگر بہت زیادہ ہو تو

حکومت عوام (ڈیماکریسی) کہتے ہیں لیکن ان تین قسموں میں تمیز کرنا نہایت مشکل ہے اور اُنکے درمیان کوئی حد فاصل متقرر نہیں ہو سکتی۔ حکومت نوعی کی تقسیم اُس طریقہ کی حیثیت سے بھی ہو سکتی ہے جسکے مطابق اختیارات حکومت اعلے مجموعہ حکام میں تقسیم کئے جاتے ہیں

۱ ۔ ۱۷ یہ تقسیم حکومت نوعی کی جو ہم نے بیان کی ہے اُس نسبت پر مبنی ہے جو حکام کی تعداد اور جماعت محکومہ کی تعداد کے درمیان ہوتی ہے۔

۲ ۔ ۱۷ دوسری تقسیم اُس طریقہ کے لحاظ سے کی جاتی ہے جس کی بموجب حکام کو اختیارات حکومت میں حصہ ملتا ہے۔ کیونکہ جماعت حکام اکثر مرکب یا مختلط ہوتی ہے یا ایسے افراد کا مجموعہ ہوتی ہے جن کی پولیٹیکل حیثیت مختلف ہوتی ہے اور ان اجزا کا اختیارات حکومت کا حصہ بشمار طریقوں سے کم زیادہ ہو سکتا ہے۔

۳ ۔ ۱۷ اور اسطرح سے بہت سی قسمیں جدا ہو سکتی ہیں لیکن اُنکے کچھ نام علحدہ علحدہ نہیں رکھے گئے اور اُن سب کو حکومت محدودہ کے مشترک نام سے پکارتے ہیں۔

۴ ۔ ۱۷ اُن حکومتوں میں جو محدود کہلاتی ہیں ایک شخص واحد کو مشمول ایک یا دو مجموعہ ہائے اشخاص کے اختیارات حکومت حاصل ہوتے ہیں اور اُس ایک شخص واحد کو اختیارات کا حصہ اُن مجموعہ ہائے اشخاص کے حصہ سے زیادہ ہوتا ہے اور اسلئے اور نیز علو شان یا اور مراتب اعزازی کے باعث وہ شخص واحد اور اشخاص سے ممتاز ہوتا ہے لیکن حقیقی معنی میں اسکو بادشاہ (مونارک) نہیں کہہ سکتے۔ وہ حاکم اعلے نہیں ہوتا لیکن حکام اعلے میں سے ایک ہوتا ہے اور بحیثیت شخصی وہ اُس مجموعہ حکام کا محکوم ہوتا ہے

جس میں وہ خود شامل ہے۔

۱۷۵ اسلئے محدود بادشاہت کو حکومت شخصی نہیں کہہ سکتے بلکہ وہ حکومت نوعی کے اقسام میں سے ایک قسم ہے۔

۱۷۶ ایسا ہی اکثر ہوتا ہے کہ کئی حکومت ہائے انتظامی (پولیٹکل) متحد ہو کر ایک اعلی حکومت پولیٹکل قایم ہوتی ہے بعضے اسکو حکومت مرکب کہتے ہیں لیکن زیادہ تر صحیح لفظ فیڈرل یعنی حکومت اعلی مجموعی ہوگا اور ایسا ہی ہوتا ہے کہ کئی خود مختار جماعات مدنی مستقل عہود و مواثیق کے رو سے متحد ہوتی ہیں اور انکو ممالک متحدہ (کون فیڈریڈ) کہتے ہیں۔

۱۷۷ بعض اشخاص اخیر کی دو نو اقسام حکومت میں اسطرح تمیز کرتے ہیں کہ حکومت مرکب (یعنے پہلی) میں چند جماعات مدنی بلکہ ایک خود مختار سوسائٹی بناتے ہیں یا جداگانہ ایک حکومت اعلے کی ماتحت ہوتے ہیں لیکن دوسری قسم میں ہر جماعت مدنی میں ہر ایک خود مختار جماعت مدنی ہوتی ہے اور ان ہر ایک کی گورنمنٹ گورنمنٹ اعلی ہوتی ہے اگرچہ چند گورنمنٹوں کا مجموعہ مجموعی اتحاد کا واضع تھا اور ممکن ہے کہ وہ کل مجموعہ کیوا سطے رزولیوشن پاس کرے لیکن ان جماعات مدنی میں سے کسی میں وہ مجموعہ حکومت نہ تو شرایط عہدنامہ کو اور نہ رزولیوشن ہائے منظور شدہ مابعد کا نفاذ کروا سکتا ہے۔

نواں باب

قانون اساسی (نمبر ۲)

افسران واضعان قانون و افسران کارکن

۱۲۷ یہ ثابت کیا گیا ہے کہ کسی جماعت مدنی کے لئے قواعد وضع کرنا اختیارات اعلی کو عمل میں لانا ہے اور اسلئے حکومت اعلی یا اختیارات اعلی اور واضع قانون مرادف الفاظ ہیں حکومت کے قیام کیلئے ضروری ہے کہ کل اختیارات کارکنی کسی جماعت اشخاص معینہ کے سپرد کئے جاویں اور ایک جماعت مقرر کی جاوے جسکا فرض منصبی قانون کا وضع کرنا ہو اور جو افسران کارکن کے لئے قواعد بناوے اور انکی نگرانی کرے۔ ابتدائی زمانہ میں اختیارات کارکنی و اختیارات وضع قوانین ایک ہی شخص کو حاصل ہوتی تھی۔ لیکن ترقی یافتہ اقوام میں یہ میلان پایا جاتا ہے کہ بادشاہ کے فرائض منصبی کو اس سمت میں اسطرح محدود کیا جاوے کہ واضعان قانون کا ایک ایسا کونسل مقرر کیا جاوے جس میں انتخاب شدہ وکلائے سوسائٹی شامل ہوں۔ عموماً یہ فرائض منصبی تین قسم کے اشخاص میں تقسیم کئے جاتے ہیں جو سوسائٹی میں سے منتخب کئے جاتے ہیں اور جو تینوں ملکر حکومت اعلیٰ بناتے ہیں۔ اول قسم جو بعض ملکوں میں نہایت قوی اور بااختیار اور اکثر ملکوں میں تقریباً بے اختیار ہے شاہی خاندان ہوتا ہے جو وراثت خاندانی کے لحاظ سے انتخاب کیا جاتا ہے دوسری قسم کے اشخاص جو بعض ملکوں میں پیدائش کے لحاظ سے اور بعض ملکوں میں دیگر لحاظات سے منتخب ہوتے ہیں اور ایک علحدہ مجموعہ یعنے بیت الامرا بناتے ہیں تیسری قسم کے اشخاص عوام الناس کی دعاوی و خیالات و تعصبات اور امیدوں کو تعبیر کرتے ہیں۔ بعض ملکوں میں اول اشخاص کی بجائے ایک کارکن سربراہ مقرر کیا جاتا ہے جو بطور پریزیڈنٹ ایک مدت معین کیواسطے انتخاب کر لیا جاتا ہے۔

سلطنتہائے جمہوری اور محدودہ میں اس شخص کو (خواہ وہ کسی نام سے پکارا جاوے) اون ایکٹوں کے منظور کرنے کے سوا جنکو مجلس ہائے وکلای رعایا نے پاس کیا ہو اور کچھ

اختیار نہیں ہوتا۔ لیکن فرائض متعلقہ انتظام یعنی اگزکٹو ہیئت ہی انہی کے ہاتھ میں
چھوڑے جاتے ہیں اور انہی کے حکم سے یا نام پر تقررات ہوتے ہیں یہ ایک نہایت
چھوٹی سی جماعت مدنی میں ہوسکتا ہے کہ فقط ایک شخص بغیر کسی دوسرے کی مدد کے تمام
انتظامی کام چلا سکے اور اسلئے بمقتضائے ضرورت کام مختلف صیغوں میں تقسیم کردیا
جاتا ہے اور ہر ایک صیغہ پر ایک وزیر مقرر کیا جاتا ہے یہ سب وزیر حاکم اعلےٰ کی نام سے
اور اسکی نگرانی میں کام کرتے ہیں۔ کسی ملک کے صیغوں کی تعداد اس ملک کی ترقی اور تہذیب
پر منحصر ہے۔ کسی ایسی قوم میں جو ترقی یافتہ ہو فقط انصاف رسانی کا صیغہ نہیں ہوتا
بلکہ زراعت تعلیم تعمیرات سرکاری وغیرہ کے لئے علیحدہ علیحدہ صیغے ہوتے ہیں جو کم
ترقی یافتہ ملکوں میں ضروری نہیں سمجھے جاتے۔

۱۷۹ برٹش گورنمنٹ کی صورت میں ہم دیکھتے ہیں کہ بادشاہ سوائے قوانین پاس کردہ
پارلیمنٹ کی منظوری کے اور سب کام سے سبکدوش ہے اور انتظامی کام چند وزیروں میں
منقسم ہے مثلاً وزیراعظم۔ وزیر صیغہ تعمیرات سرکاری۔ وزیر نوآبادیہائے۔ وزیر صیغہ داخلہ۔
وزیر صیغہ جنگ۔ وزیر صیغہ خارجیہ۔ وزیر ہندوستان وغیرہ وغیرہ۔ لیکن یہ وزیر
خود بھی سوا اسکے کچھ نہیں کرسکتے کہ بڑی بڑی صیغوں اور ہر صیغے کے ملازمین اور
اہلکاروں کا تقرر اور ان کی نگرانی کریں جو مقبوضات برٹش میں جابجا پھیلے ہوئے
ہیں اور واضعان قانون کے احکام کو نفاذ دیتے ہیں اور یہ وزیر خود بلا واسطہ جماعت
واضعان قانون کے اختیار سے مقرر ہوتے ہیں

۱۸۰ حکومت اعلےٰ جو قانون وضع کرتی ہے تو پہلے آخر تک پیش بینی کرکے تمام اور اسکے
نفاذ کے ضابطہ کو دیکھ لیتی ہے اسلئے کہ اسکی تعمیل اور نفاذ میں کچھ ہرج نہ ہونے پاوے

سب اسباب سرانجام کرتی ہے وہ یا تو خود یا بوساطت وزیروں اور ججوں اور مجسٹریٹوں اور ناظروں اور پولیس کا تقرر کرتی ہے اور اُنکو اختیارات دیتی ہے جن کی اُنکو اپنے فرائض منصبی کے ادا کرنے میں ضرورت پڑتی ہے۔ اور علاوہ ان کی حکومت اعلیٰ ایسے افسر مقرر کرتی ہے جن کو ان خاص قوانین کی تعمیل کرانے کا کام سپرد کیا گیا ہے جو ملک کی عزت اور امن کو بمقابلہ دشمنان اندرونی و بیرونی کے محفوظ رکھنے کے لئے محاصل سرکاری کے جمع کرنے کیلئے ملک کے مختلف حصوں کی درمیان وسایل آمدورفت کو آسان بنانیکے لئے اور لوگوں کی صحت و تجارت و اخلاق کی بالعموم ترقی کیلئے بنائے گئے ہیں۔ جماعت افسران انتظامی جو ان سب صیغوں کی نگران اور افسر ہوتے ہیں مختلف طریقوں سے مقرر کیجاتی ہے لیکن اُسکی شکل یہ ہوتی ہے کہ اکثر بادشاہ یا پریذیڈنٹ اسکا سرغنہ ہوتا ہے اور ایک جماعت وزرا اسکو مدد دینے کیلئے مقرر کئے جاتے ہیں۔ اس بحث سے معلوم ہوا کہ ایک ایسے سلطنت کے ضروری اجزاء قانونی اکون سٹی ٹیوشنل حکومت انتظامی اور مجلس وکلاء رعایا ہوتے ہیں اس موقعہ پہ کچھ ضروری معلوم نہیں ہوتا کہ وہ اصول بیان کئے جاویں جن کے مطابق مختلف صیغہ ہائے گورنمنٹ انتظامی مقرر ہوتے ہیں کیونکہ یہ سوال قانونی نہیں ہے اور علاوہ ازیں ہر ایک ملک کی صیغہ ہائے انتظامی اُس ملک کی خاص حالت اور ضروریات کے مطابق بنائی جاتے ہیں ہندوستان کی محکمہ جات کی نسبت کسی موقعہ پر مفصل ذکر کیا جاویگا۔

۱۸۱ حکومت کے قایم کرنے سے اول غرض یہ ہوتی ہے کہ وہ حکومت اپنی اور اُس جماعت مُدنی کے وجود کو قایم رکھ سکے جسپر وہ حکمران ہے اس غرض کے حاصل کرنیکے لئے فقط صیغہ ہائے انتظامی رکھنے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ کوئی ایسا آلہ بھی رکھنا چاہئے

جو اوسکو اندرونی فسادوں اور بیرونی حملوں سے بچانے اور ملک میں امن اور انتظام
قایم کرنے اور اقوام و سلطنت ہائی ہمسایہ میں اوسکو قابل ادب بنانے کے لئے
کام آوے کیونکہ ہر ایک بڑی ملک میں خوفناک اور فسادی اجزا بھی شامل ہوتے ہیں
اور خاصکر ایسے ملک میں جہاں مختلف نسل اور مختلف مذہب کے آدمی آباد ہوں
مہذب ملکوں میں اندرونی انتظام کیلئے فوج کی طاقت کا اظہار بہت کم کیا
جاتا ہے لیکن تاہم ایک باقاعدہ طاقت کا بڑے وقت کے واسطے رکھنا
ضروری ہے لیکن اوس سے زیادہ نہو جو ممکن مشکلات کے لئے ضروری ہو
اور اسلئے لشکر جتنے الامکان تعداد میں کم خرچ اور کارگر ہونا چاہئے۔ جس قوم کا
ملک ساحل دریا پر واقع ہو اوسکے لئے تجارت بحری اور اوسکے علاوہ ساحل کی حفاظت
کے لئے فوج بحری کا ہونا بھی ضروری ہے۔ انتظام ملکی بیرونی اور اندرونی امن کے
قائم رکھنے کیلئے روپیہ کی ضرورت پڑتی ہے کیونکہ بغیر اسکے کچھ نہیں ہوسکتا
اسلئے آیندہ ہم اون اصول کا بیان کرتے ہیں جن پر محاصل مالگذاری کے قواعد
مبنی ہوتے ہیں۔

محاصل ملکی

۱۸۲ غالبا ایسا کوئی ملک نہوگا جس میں کسی نہ کسی شکل سے انتظام ملک کے
اخراجات باشندگان ملک کو ادا کرنے پڑتے ہونگے۔

۱۸۳ کم ترقی یافتہ ملکوں میں یہ طریقہ ہے کہ خوف اور ابتری کے دنوں میں
قبائل اور خاندانوں کو ذاتی خدمات کرنی پڑتی ہیں۔ انگلستان میں جب (فیوڈل سسٹم)
رائج تھا اور ہندوستان میں بھی رعایا کو فقط ذاتی خدمات یعنے خطرہ اور وقت کے

وقت آدمیوں سے مدد دینی کے علاوہ سلطنت کو قایم رکھنے کیلئے پیداوار اراضی کا بھی کچھ حصہ دینا پڑتا تھا لیکن تمام مہذب ملکوں میں ذاتی خدمت بالکل موقوف کر کے اُنکی بجائے نقد روپیہ وصول کیا جاتا ہے جسکو ٹکس (یعنے محصول) لگانا کہتے ہیں ہمیں ٹکس لگانے کے اصول کا مفصل بیان کرنا کچھ ضروری نہیں کیونکہ ۱۸۴ یہ امر علم سیاست مدن سے تعلق رکھتا ہے اور جو اصول علم سیاست مدن میں ٹکس لگانیکے لئے قایم کئے گئے ہیں اُنمے ٹکس کے متعلق چار قواعد جو سیاست مدن میں بیان کئے گئے ہیں یہ ہیں (۱) ہر ایک شخص واحد جو ٹکس یا محاصل سرکاری کا حصہ ادا کرتا ہے وہ اُسکی استطاعت کے متناسب ہونا چاہئے (۲) مقدار قابل وصول کے ہمیشہ مشخص اور معین ہونی چاہئے (۳) ٹکس نہایت مناسب وقت اور نہایت مناسب طریقہ سے وصول کرنا چاہئے (۴) جو کچھ ٹکس کے ادا کرنیوالے سے وصول کیا جاوے اور جو کچھ گورنمنٹ تک بعد اخراجات تحصیل پہونچے اُسمیں حتی الامکان کچھ فرق نہ ہونا چاہئے یعنے اخراجات تحصیل بہت کم اور عنبن بالکل نہ ہونا چاہئے لیکن یہ یاد رکھنا چاہئے کہ ہر ایک شخص کی آمدنی کا مشخص کرنا اور اُنکے پرائیویٹ معاملات میں دخل دینا نہایت ایک مشکل اور غیر مناسب کام ہے اور علاوہ ازیں ہندوستان میں لوگ اسقدر مفلس اور غریب ہیں کہ اس قسم کے ٹکس کا ادا کرنا اُنکو نہایت ناگوار معلوم ہوتا ہے خواہ وہ کسی قدر کم ہو اسکے علاوہ محاصل مستقیم کے اور بھی بہت سے طریقے ہیں جیسے قانون اسٹامپ وغیرہ جو آسانی سے وصول ہو جاتے ہیں لیکن سب سے زیادہ آسانی سے وصول ہونیوالا ٹکس غیر مستقیم ہوتا ہے اگرچہ وہ قرین انصاف نہیں محاصل مستقیم اور غیر مستقیم کی تمیز اکثر ناظرین کو

معلوم ہوگی اسلئے اون دونوں کی کچھ مجمل تعریف کیجاتی ہی محصول مستقیم وہ ہوتا ہی جسکو فی الواقعہ وہ شخص جسپر وہ عاید کیا جاوی ادا کرے جیسے انکم ٹکس۔ محصول غیر مستقیم وہ ہوتا ہے کہ جسکو پہلے نام دوسرا شخص ادا کرے لیکن حقیقت میں اسکا بار اسی شخص پر پڑتا ہی جسپر وہ عاید ہوتا ہی جیسے محصول چونگی جو اگرچہ مال لانیوالے کو ادا کرنا پڑتا ہے لیکن وہ شخص مال کی قیمت میں اس محصول کو زیادہ کرکر اسکا بوجھ سب شہروالوں اور اس جنس کے خرچ کرنے والوں پر ڈال دیتا ہے۔

وضع قانون وتدوین قانون

۱۸۵ رواج وضع قانون کا سب سی زیادہ قدیم شکل ہے۔ رواج سی ہماری مراد وہ قواعد ہیں جو عوام الناس کے دلوں سے خودبخود پیدا ہوتی ہیں اور انکی تعمیل کرنے سی معلوم ہوتا ہے کہ عوام الناس نے انکو منظور کر لیا۔

۱۸۶ رواج کا وجود اخلاق اور قانون کے بیچ کی حالت ہے یعنی اخلاق اور انتظام ملک کا کسی حصہ اخلاق پر تعمیل کرانا رواج کو پیدا کرتا ہے۔

۱۸۷ رواج کے متعلق دو امور پر بحث کی جاتی ہے۔ کس طریقہ سے اس رواج کا نمو ہوا دوسرے یہ کہ اسنے قانون کی شکل کسطرح اختیار کی۔ اوسکی بڑی خاصیت کہ وہ ایک ایسا طریقہ عمل ہے کہ عرصہ دراز تک اور عام طور سے اوسپر عمل کیا گیا ہو۔ اگرچہ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ اسپر طریقہ عمل کا آغاز کسطرح ہوا تھا لیکن اس میں شک بھی نہیں کہ اسکی ابتدا اسطرح شروع ہوئی یا تو دو فعلوں میں وہ فعل جس میں زیادہ آسایش تھی ارادتاً پسند کیا گیا ہو

یا وہ ایسے فعلوں میں سے جن میں مساوی آسائش ہو اتفاقیہ بغیر کسی وجہ کے
ایک کو ترجیح دیگئی ہو اور دونوں صورتوں میں اولاً یا اتفاقیہ فعل پسند کردہ شدہ
پر بار بار عمل کیا گیا ہو کہ جس سے وہ طریقہ عمل عادت کی حد کو پہونچ گیا۔

۱۸۸ ایسے طریقہ عمل کے سب سے عمدہ مثال وہ رستہ (بٹیا) ہے جو کسی دشت
یا مرغزار میں بنجاتا ہے۔ ایک شخص مرغزار میں سے گزرتا ہے وہ یا تو وہ رستہ اختیار
کرتا ہے جو اُسکی جائے مقصود پر پہونچنے کے واسطے ضرور ہوتا ہے اور یا اتفاقیہ جس
طرف دل چاہا چل پڑا۔ جب ایک دفعہ پیروں کے نشان ہوگئے تو ضرورتاً پیچھے
آنے والے لوگ اسی رستہ چلینگے اور رفتہ رفتہ وہ بٹیا ہو جاویگی۔

۱۸۹ اس سے پہلے کہ کوئی رواج بنے کوئی قانونی وجہ ترجیح نہیں پاتی ہوگی کہ وہ
کوئی خاص سمت کیوں اختیار کرتا ہے لیکن اس میں شک نہیں کہ بیرو میں کوئی مصلحت
یا مذہبی توہم یا کوئی اتفاقیہ امر ضرور کسی خاص سمت کے تقرر میں عمل کرتے ہیں
ایک طریقہ عمل جب ایکدفعہ اختیار کرلیا گیا اور عادت کی حد کو پہونچ گیا تو ہر سال
جب اُسپر سے گزرتا ہے اُسکی طاقت اور تقدیس کو زیادہ کرتا جاتا ہے۔ رفتہ رفتہ
وہ ایک طریقہ عمل بنجاتا ہے کہ ہر شخص عادی ہو جاتا ہے کہ اس کی پیروی کیجاوے
عام طور سے یقین کیا جاتا ہے کہ اُسکا نتیجہ اچھا ہے اور اگر کوئی شخص اُسکے خلاف
کرتا ہے تو فقط غیر معمولی نہیں بلکہ اُسکا فعل خلاف اخلاق سمجھا جاتا ہے گو اب
تک کسی حکومت نے اُسپر تعمیل نہیں کرائی لیکن اس میں شک نہیں کہ ملک
کے تمام اشخاص اُسکی پیروی کرتے ہیں اور اس میں بھی شک نہیں کہ رواج کے
قواعد اس سے پہلے موجود تھے کہ قوموں اور ریاستوں کا وجود قایم ہوا۔ اول ہی اول

ان قواعد میں بھی جو قاعدے افراد سے متعلق تھے اور جو قاعدے جماعت سے متعلق تھے دونوں میں کچھ تمیز نہ تھی یعنے اخلاق ۔ قواعد ۔ رواج ایک ہی چیز تھی لیکن جوں جوں زمانہ گزرتا گیا دونوں قسموں میں فرق بھی بڑھتا گیا۔

۱۹۰ جب ریاستیں قایم ہو گئیں تو جماعت کے لئے بہت سے قواعد رواج تسلیم کئے گئے پہلے تو وہ اُن کی تعمیل عام رواج یا اشخاص حضرت رسیدہ کے غصّہ کا ڈر کراتا تھا لیکن اب حکومت کی طرف سے بھی اُن کی تعمیل کرائی جانے لگی اور قانون کی تاثیر ان قواعد کو حاصل ہوگئی ایک عرصہ تک یہ بھی قواعد قانون کا کام دیتے رہے اگرچہ وہ غیر تحریر شدہ تھے لیکن احوال کے درست اور نادرست نہ ہونے کی بابت عوام کی مرضی کو ظاہر کرتے تھے۔

۱۹۱ اِس ملک میں مذہب نے عوام کے لئے قانون بنانے کا منصب اختیار کرلیا ہے جن سے ہندوں اور مسلمانوں اور یہودیوں میں

۱۹۲ عدالتوں کے فیصلے بھی بعض اوقات وضع قانون کا کام دیتے ہیں اور اس بارہ میں ہالینڈ صاحب یہ کہتے ہیں

ہر ملک میں عدالتوں پر اعتبار کیا جاتا ہے کہ وہ ایسی صورتوں میں کہ کوئی قانون موجود نہو قواعد بناویں یہاں تک کرتی ہیں کہ اس غرض کے موجود قوانین کو جماعت کے ساتھ بدلتی ضرورتوں کے مطابق یا انصاف کے کسی رائج خیال کے موافق بنادیں اُن قوانین میں کچھ کمی یا زیادتی بھی کردیتے ہیں۔

۱۹۳ عدالتیں ظاہر میں تسلیم نہیں کرتیں کہ وہ یہ اختیارات برتتے ہیں لیکن اس پردہ کی آڑ میں کام کرتی ہیں کہ ہم ایک کسی رواج کے وجود یا عدم وجود

کی بابت فیصلہ کرتے ہیں جس کے تسلیم کرنے اور جسکی پابندی کا ہمیں حسب اختیار سے
باہم اُن قانون کی تشریح کرکر خاص حالتوں کے اُنکو مطابق کرتے ہیں جو عام الفاظ
اور تصورات میں اور اُنکے فیصلے ہیں۔ بعض ملکوں کے قانون عدالتوں کو فیصلوں کو
معیار قانون دیتے ہیں اور بعض کم انگلستان اور امریکہ میں فیصلے کے نظیر کار پورٹ
میں سے اُس اعتبار سے حوالہ دیا جاتا ہے جیسے کسی ایکٹ کا لیکن یورپ کے اور
ملکوں میں وہ فقط اِس غرض کے لئے پیش کئے جاتے ہیں کہ فلانی عدالت نے
فلاں قانون کا یہ مطلب لیا ہے لیکن وہ عدالت جسکے سامنے وہ نظیر پیش
کی جاتی ہے مجبور نہیں کہ اُس فیصلہ کو منظور کرکر

۱۹۴ جوں جوں زمانہ تہذیب میں بڑھتا جاتا ہے یہ معیار پایا جاتا ہے کہ وضع
قانون (موجودہ صورت میں) علاوہ حکومت اعلےٰ وضع کرے یا حکام ماتحت جنکو
اِس منصب کے استعمال میں لانے کی اجازت دی گئی ہو فقط ایک ہی ماخذ جدید
قانون کا ہے یہ بیان کرنا بھی ضرور معلوم ہوتا ہے کہ ججوں کا عام قواعد وضع
کرنا اور مثلاً ریلوے کمپنی کا ریلوے ایکٹ کے منشا کے مطابق قواعد بنانے
اُسی قسم کا وضع قانون ہے جیسا کہ بادشاہ اور پارلیمنٹ نے بنایا ہو

۱۹۵۔ یہاں یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ جو قواعد عدالت کے جج یا مثلاً کمپنی ریلوے
ایکٹ ریلوے کے متعلق وضع کرتے ہیں وہ ویسا ہی عمدہ وضع قانون ہے جیسا کہ
خود بادشاہ یا پارلیمنٹ کرتا۔ وضع قانون میں فقط یہ ہوتا ہے کہ قانون کے الفاظ
و مضامین بھی بادشاہ یا پارلیمنٹ کے ہوتے ہیں اور اُسکو قانونی تاثیر بھی وہی
عطا کرتے ہیں ایسے قوانین کو اصطلاح میں قوانین "تحریری" کہتے ہیں۔ اور

قسم کے قوانین سب غیر تحریری کہلاتے ہیں جس کی تاثیر قانونی فقط بادشاہ کیجانب سے دی جاتی ہے لیکن الفاظ و مضامین دیگر ماخذوں سے جنکی تفصیل دفعہ ۲۸ میں کی گئی حاصل ہوتے ہیں جو قواعد اس طرح سے پیدا ہوتے ہیں ان کو پابند کرنے کی طاقت حکومت اعلے کیجانب سے اسوقت دیجاتی ہیں جب وہ ایک خاص معیار کے مطابق ہوتی ہیں جسکو حکومت اعلے قائم کرتی ہے جب یہ دونوں باتیں ایسے قواعد میں موجود ہوتی ہیں تو اس سے پہلے کہ کوئی عدالت ان کو تسلیم کرکر انکی تاثیر کو تسلیم کرے یہ سمجھا جاویگا کہ اُن میں یہ طاقت پابند کرنے کی موجود ہے۔

۱۹۶ اس سے معلوم ہوا کہ ہر ایک سلطنت مین قانون بنانے کے ناطق آلے فقط دو ہوتے ہیں۔ اول شخص یا جماعت واضعان قوانین (۲) عدالتیں۔ پہلا اپنے قانون بناتا ہے اور دوسرا اپنے قانون کی تصدیق کرتا ہے اور اس پردہ کی آڑ میں بہت سے نئے قواعد اور اصول داخل کر دیتا ہے

۱۹۷ آسٹن صاحب کسی ملک کے قانون کی پیدائش اور تکمیل کی قدرتی اور معمولی ترتیب کو اسطرح بیان کرتے ہین۔

اوّل۔ اخلاق مسلمہ و صریح کے قواعد۔

دوئم - ان قواعد کو اختیار کرنا اور عدالتوں کے ذریعہ سے اُنپر عملدرآمد کرنا

سوئم اور قواعد کا زیادہ کرنا جو ان قواعد مین سے بطور نتیجہ یا تمثیل اخذ کئے گئے ہیں۔

چہارم ججوں کا نئے قواعد داخل کرنا اور اُن سے نتائج اخذ کرنا۔

پنجم واضع قانون اعلیٰ کا اس ترتیب میں قانون وضع کرنا۔

ششم اس موضوعہ قانون اور قانون موضوعہ عدالت ہائے کا ایک دوسرے پر عمل کرنا

ہفتم اور آخر میں قانون کی ایک مجموعہ مدونہ کا پیدا ہونا

۱۹۸ لیکن ظاہر ہے کہ آسٹن صاحب کی مراد یہاں کوڈ (یعنے مجموعہ مدونہ) سے ایک باقاعدہ اور مکمل مجموعہ ایکٹ ہا مراد ہے اور اس معنی میں کوڈ کا تصور بالکل زمانہ حال میں پیدا ہوا ہے زمانہ قدیم میں تمام قواعد قانونی کے تمام مجموعی جو جاعات واضع قانون تدوین اور شائع کرتے تھے کوڈ کہلاتے تھے اب جو کوڈ کے معنے لئے جاتے ہیں کہ وہ ایک مکمل اور ہمہ گیر مجموعہ قانون ہو بالکل نئے ہیں آسٹن صاحب کہتے ہیں کہ مفصلہ ذیل کوڈ مفصلہ ذیل سنوں میں تدوین کئے گئے۔ پرشیا کا مجموعہ قانون ۱۷۴۷ میں آسٹریا کا ۱۷۵۳ میں۔ روس کا ۱۷۶۷ میں فرانس کا ۱۷۹۳ میں اور اطالیہ کا ۱۸۶۶ میں

۱۹۹ یورپ کے ملکوں میں تصنیفات عدالتی کے طریقے سے جو قانون کی تدوین ہو کر قانون کے مجموعی قایم ہوئی ہیں اُنپر بہت سے اعتراضات ہو سکتے ہیں اگرچہ اون میں بہت سی خوبیاں بھی ہیں قانون عدالتی پر بقول آسٹن اعتراضات ہو سکتے ہیں۔

(۱) چونکہ ہر ایک قاعدہ اُس مقدمہ کی خصوصیتوں سے جسمیں وہ بنایا گیا ہے اسقدر پیچیدہ اور پیوستہ ہوتا ہے کہ اُن مسلوں کی کثرت تعداد سے جس میں وہ برتا گیا ہے اسکا مشخص کرنا مشکل ہے۔

(۲) یہ قاعدہ عدالت کے کاروبار کی جلدی اور گھبراہٹ میں وضع کیا جاتا ہے
اور اسکا استعمال بھی ایسی ہی حالت میں کیا جاتا ہے اور جو غور وفکر قانون کی صورت
میں ضروری ہے اوس میں نہیں ہوتا۔ ور قاعدہ ایک خاص مقدمہ کے لحاظ سے
بنایا جاتا ہے اور اس سے یہ مراد نہیں ہوتی کہ اسکا عام استعمال کیا جاوے۔

(۳) وہ بعد وقوع مقدمہ وضع کیا جاتا ہے یعنے من بعد الفعل ہوتا ہے

(۴) کوئی ایسا معیار موجود نہیں جس سے اوسکے جواز کی تشخیص کر سکیں ممکن ہے
کہ یہ معیار مصلحات کی تعداد ہو جس میں وہ استعمال کیا گیا ہے یا باقی قانون سے
اُسکی مطابقت اور ہم آہنگی یا جج کی شہرت قانونی ہو یا کوئی اور ایسی ذات ہو۔

(۵) قواعد عدالتی کافی طور سے عام اور کلیہ نہیں ہوتی اور اُنکا استعمال تنگی سے
کیا جاتا ہے

(۶) اسطرح کا قانون بالضرور بے قاعدہ بے ترتیب اور حجم میں بڑا ہوگا

۲۰۰ مارکبی صاحب کہتے ہیں کہ تمام اعتراضات جو قانون عدالتی پر ہوتے ہیں
آسٹن صاحب کے اول اور تیسرے اعتراض میں آجاتے ہیں اور انہیں دو خصوصیتوں
سے وہ فایدہ بھی ہوتا ہے جو اس قانون کے لئے مخصوص ہے اور وہ یہ ہے کہ اس
قانون میں یہ بڑی گنجائش ہوتی ہے کہ مقدمہ کی ہر ایک نئی صورت یعنے حالات
کی ہر ایک نئی ترکیب پر یہ قانون حاوی ہو سکتا ہے

۲۰۱ مقدمات فیصل شدہ کا ایک سلسلہ کسی قاعدہ کے اخذ کرنے کے لئے نہایت
عمدہ مسالہ ہے لیکن یہ قاعدہ ایک دفعہ اخذ کئے جانے کے بعد اُسوقت زیادہ
مفید ہوگا جب عام شکل میں بیان کیا جاوے۔ ایسا کوئی مجموعہ قانون عبارۃً میں

ہر ایک متعقورہ اور ممکن صورت شامل ہونا ممکن ہے اور اسلیئے ایکٹوں کے ترک
اور نقصان کے پورا کرنیکے لیئے قانون موضوعہ جج ان کی ضرورت پڑتی ہے لیکن
چونکہ اکثر معمولی صورتیں قانون موضوعہ میں آجاتی ہیں اسلیئے یہ اجازت ہونی
چاہیئے کہ قانون موضوعہ ججان بجائے قانون اصلی کے استعمال کیا جاوے
اگر ان صورتوں میں جو قانون میں بیان ہیں کی گئی قانون موضوعہ ججان کو بطور
ضمیمہ کے سمجھا جاوے تو مضائقہ نہیں ہندوستان میں دونو قسم کے قانونوں کو
انکی حیثیت کے مناسب جگہ دی گئی ہے۔ مگر انگلستان میں کامن لا کا استعمال
جو فی الحقیقت فیصلجات عدالتی کا ایک بڑا انبار ہے حد مناسب سے زیادہ کیا جاتا ہے
حالانکہ اوسپر وہ تمام اعتراضات جو ایموس نے بیان کئے ہیں عاید ہو سکتے
ہیں یہ بات کہ انگلستان میں واضعان قانون نے فیصلجات کے مسالہ سے
جو عدالتوں نے گزشتہ تین چار صدیوں میں فراہم کر دیا ہے بہت کم فائدہ
اٹھایا ہے ایموس صاحب کی اُس تعداد سے جو اُنہوں نے ایسے فیصلجات کی دی ہے
ثابت ہوتا ہے ایموس صاحب کے شمار کے مطابق ایسے مقدموں کی ۱۲۰۰
جلدیں موجود ہیں جو کہ کسی خیالی قاعدہ قانونی کی تائید میں پیش کی جاتی ہیں
اور ان تمام جلدوں میں ایک لاکھ مقدمات ہیں اگر ان جلدوں کا عطر نکال کر
قانون کا کوئی ایکٹ طیار کر دیا جاتا تو کچھ مشکل کام نہ تھا ہندوستان میں یہ بات
نہیں کیونکہ سرکار انگریزی کی عملداری سے پہلے کوئی ایسی عدالت نہ تھی جسکے فیصلجات
نظیریں سمجھی جاویں اگرچہ ایک مدت سے یہاں چار ہائی کورٹ اور ایک چیف کورٹ
موجود ہے جنکے فیصلے عدالت ہائے ماتحت میں بطور نظیر کے پیش کئے جا سکتے ہیں

لیکن اسکے ساتھ ہی ساتھ ایک کونسل واضع قانون بھی موجود ہے جو اون قواعد کو جو عدالتیں وضع کرتی ہیں اختیار کرتا جاتا ہے اور ان کو ایکٹ میں داخل کر کر ان ایکٹوں کی وقتاً فوقتاً ترمیم کیا جاتا ہے۔

۲۰۲ آسٹن نے تدوین قانون (کوڈ) کے مضمون پر ایک پوری لکچر میں بحث کی ہے اور یہ نتیجہ نکالا ہے کہ تدوین قانون ممکن اور مناسب ہے۔ وہ کہتا ہے کہ پرشیا اور فرانس کے کوڈ اور نیز اس زمانہ کے اور کوڈ ناقص تھے اور اُنکی ساخت اور وضع میں بھی نقص تھا اور علاوہ ازیں وہ قانون عدالتی کے انبار میں بالکل دب گئے ہیں اور اُنکی ترمیم یا ازسرنو بنانے کی کوشش بالکل نہیں کی گئی اور باوجود ان تمام باتوں کے اُنکی کامیابی پر جو الزام لگایا گیا ہے وہ مبالغہ سے خالی نہیں۔

۲۰۳ ایموس صاحب نے تدوین قانون کی یہ تعریف کی ہے کہ وہ کسی خاص نظام قانونی کے کل موجودہ واقعات کا ایک مستند اور باترتیب شکل میں ازسرنو شائع کرنا ہے ایموس صاحب نے اُن اعتراضات کو جو تدوین قانون پر کئے جاتے ہیں اسطرح جمع کیا ہے۔

(۱) ایک قسم کے اعتراضات اس واقعہ پر مبنی ہیں کہ اُس قانون میں جسکو مبادی عوام الناس کے رواجات سے لئے جاتے ہیں اور وہی لامحالہ اصل ہوتے ہیں اور اُس قانون میں جو اُن رواجات کو تحریری کوڈ کی شکل میں بطور ترجمہ کے بتعبیر کرتا ہے مطابقت کم ہوتی ہے۔

(۲) کہ زبان قانون کے اظہار اور تمام معاملات انسانی اور اُن واقعات غیر محصورہ مختلف الاقسام کی بتعبیر کرنے کے لئے طبعاً ناقص اور ناکافی ہوتی ہے جسکا

قانون میں کام پڑتا ہے۔

(۳) تدوین قانون سے اُس کی قدرتی ترقی اور تکمیل پر روک ہو جاتی ہے اور وہ اِن قواعد کے زنجیروں میں جکڑا جاتا ہے۔

۲۰۴ حقیقت یہ ہے کہ تدوین کے مخالفوں کے وجوہات کو اُسکی موئدین کی وجوہات پر ناواجبی فضیلت دی گئی ہے اور اُسکی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ تدوین قانون علاوہ مضر ہونیکے ناممکن ہے اور فی الواقعہ تدوین کے نقصانات کو مبالغہ کے ساتھ بیان کرنے کی یہ وجہ ہے کہ یہ بے بنیاد خیال پیدا ہوگیا ہے کہ تدوین قانون سے پیشۂ قانونی کی وقعت اور منفعت وغیرہ میں فرق پڑجاویگا۔ اسمیں کچھ شک نہیں کہ قانون موضوعہ ججان سوا اُس صورت کے جبکہ قانون اصلی کا ضمیمہ سمجھا جاوے یا قانون کی منشاء کے صحیح طور سے تشریح کرتا ہو حکومت اصلیہ کے فرض منصبی کا غصب ہے۔ لیکن تاہم اُسکا جواز امر مسلم ہے لیکن قانون کو عام کرنا اور اُسکی باترتیب تعلیم و تعلم سب کی دسترس کے اندر اور اسکو جہانتک ممکن ہو مختصر اور مشخص شکل میں ظاہر کرنا ہی ضروری ہے۔ اگرچہ یہ مشکل ہے کہ ایک ایسا کوڈ طیار کیا جاوے جو بیشمار حالات میں سے جو عدالت کے سامنے آتے ہیں سب پر حاوی ہو اور جب سب موقعوں اور سب زمانوں میں یکساں خوبی کے ساتھ صادق آسکے لیکن تاہم یہ امر تدوین قانون کے برخلاف کوئی دلیل نہیں ہو سکتا۔ ہم تمام بڑی بڑی شکلوں اور صورتوں کے قانون سرانجام کرسکتے ہیں تاکہ ججوں کی رائے جسقدر ممکن ہو کم حصر کیا جاوے گو کوئی کوڈ قانون موضوعہ ججان کی بہ نسبت ناقص اور نامکمل ہو لیکن وہ پھر بھی اُسکی بہ نسبت زیادہ مشخص غیر مبہم اور دسترس کے اندر ہوگا

یہ خیال کرنا لغو ہے کہ کوڈ اول ہی دفعہ تمام اصول اور استعمالات میں مکمل ہو جاوے اور پھر اس میں تبدیلی کی ضرورت نہ رہے کیونکہ قانون بھی تہذیب اور تمدن کے ساتھ قدم بقدم ترقی پکڑتا جاتا ہے اور جیسا تجربہ زیادہ ہوتا ہے ویسا ہی تجربہ کے ساتھ بڑھتا جاتا ہے۔

دسواں باب

قوانین ملکیت۔ ملکیت کی بابت متقدمین کی رائے

خاندان اول مالک ہوتا ہے

۲۰۵ کسی ایسی جماعت تمدنی یا طریقہ معاشرت کا تصور نہیں کر سکتے جس میں ملکیت کا واقعہ تسلیم نہ کیا گیا ہو گو وہ ناقص اور مبہم طور پر ہو نہایت وحشیانہ حالت میں بھی یہ ضرور معلوم ہوتا ہے کہ افراد متنوعہ کے دعاوی کو تسلیم کیا جاوے تاکہ وہ اشیاء ضروری کو بغیر کسی اور کے دخل کے استعمال کریں۔

۲۰۶ ملکیت کے دعوے کو وسعت دینے اور اسکو قانوناً تسلیم کرنے سے جو ظاہری فایدہ اور آرام ہے یعنے زراعت کی ترویج۔ حال کی محنت کشی کے عوض آیندہ پھل پانیکا اعتماد۔ انقسام محنت کی تشویق اور سرمایہ کی فراہمی کفایت سے حرفت اور تجارت کی ترقی وغیرہ وغیرہ۔ ان فایدوں نے اوائل تہذیب میں ہی سوسائیٹیوں کی رائے پر بہت کچھ اثر کیا ہوگا۔ ملکیت اور جائداد کا آغاز زمانہ قدیم سے ہے نوع انسان کی تکمیل اور تہذیب کی تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ افراد کی ملکیت کا تصور بالکل زمانہ حال کا خیال ہے اور قدیم زمانہ میں جائداد کا مالک ایک خاندان ہوتا تھا

فقط ایک فرد یعنی شخص واحد کا دخل نہ موجود تھا اور نہ موجود ہو سکتا تھا بلکہ کل
خاندان اُن اشیاء پر جو اسکے گزارہ کے لئے ضروری ہوتی تھیں مشترک حق رکھتا تھا
اور اپنے حق کی حفاظت وغیرہ خاندانوں کے مقابلہ میں کرتا تھا اور زیادہ ترقی کا
نتیجہ ہوتا کہ کئی خاندان ہم جدی ملکر ایک جائداد کے مالکان مشترک ہوئے لیکن
آبادی کے بڑھ جانے سے فساد اور تنازعات پیدا ہوتے گئے جنکا اثر یہ ہوا کہ تقسیم در تقسیم
ہوتے ہوتے افراد کی ملکیت کی نوبت پہونچ گئی **مین صاحب** کہتے ہیں
کہ قانون قدیم میں افراد کا کہیں ذکر نہیں بلکہ ہر جگہ خاندانوں اور مجموعوں سے
بحث کی گئی اور اسلئے ظاہر ہے کہ ملکیت شخصی کی بہ نسبت قدیم ہندوستان
میں "جماعت دیہی" ایک جماعت پدری (سپیٹ ریری آرکل) اور ایک مجموعہ
مالکان مشترک کی بہ نسبت عمدہ نظیر ہے۔

۲۰۷ قانون رومااور زمانۂ حال کے متعلق ملکیت بالاشتراک کو ایک مستثنیٰ
اور خاص صورت ملکیت کے خیال کرتے ہیں اور اُس کی دلیل اس مقولہ سے جو مغربی
یوروپ میں نہایت زور و خلائق ہے ظاہر ہو جاویگی کہ کوئی شخص اپنی مرضی کے خلاف
مالک بالاشتراک رہنے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن ہندوستان میں بالکل اسکے
برعکس ہے بلکہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ اب ملکیت افراد کا رواج بڑھتا جاتا ہے کیونکہ جو نہیں
ایک شخص کے بیٹا پیدا ہوتا ہے وہ اپنے باپ کی جائداد میں مستحق ہو جاتا ہے اور سنہ
بلوغ کے پہونچنے پر اُسکو از روی قانون خاندانی جائداد کے تقسیم کرانے کا مجاز
سمجھا گیا ہے لیکن قانون قدیم میں باپ کی موت پر بھی یہ تقسیم یا بٹوارہ نہ ہوتا تھا
اور بہت سی پشتوں تک جائداد بطور غیر مقسومہ چلی جاتی تھی۔ اگرچہ ہر ایک حیثیت میں

ہر ایک موجودہ ممبر اُسکے حصۂ غیر مقسومہ میں حق رکھتا تھا یہ ہی رواج اب تک تھا لیکن اب خیالات منزل کی ترقی سے بٹوارہ کے واسطے بہت ہی سہولتیں ممکن ہیں ٭

۲۰۸ زمانہ حال میں ملکیت افراد کو تسلیم کرنے کا میلان پایا جاتا ہے اور اسپر شہادت یہ ہے کہ یورپ کے ہر ایک ملک میں مالکان زمین کی دلی خواہش ہے کہ بیع اختیار کو جہانتک ہو سکے عمل میں لاویں اور اسکو وسعت دیں کہ کوئی شخص مالک زمین طریق وراثت کو اپنی مرضی کے موافق کرے اور اسطرحسے قدیم رواج ملکیت خاندان کے بالکل برعکس کیا جاتا ہے یہی منشاء اور خواہش آجکل مالکان زمین ہندوستان میں معلوم ہوتی ہے۔ بعض ملکوں میں بعض وقت حکام حکمت عملی کے تقاضے سے بیع اختیار کی تکمیل و توسیع کیلئے آسانیاں زیادہ کردیتے ہیں اور بعض ملکوں میں اور بعض وقتوں میں کم جس وسعت کے ساتھ یہ اختیار انگلستان میں پایا جاتا ہے وہ نہ کسی ملک اور نہ کسی زمانہ میں نہ ہے اور نہ تھا۔ ہندوستان کی جماعت دیہی کا یہ تقاضا تھا کہ وہ خاندانی ملکیت کو بحال رکھے اور افراد کی ملکیت کو رائج نہ ہونے دے یہ جماعت دیہی فقط رشتہ واروں کی برادری یا شریکوں کا مجموعہ نہیں ہوتا بلکہ ایک باقاعدہ سوسائٹی ہوتی تھی اور سرمایہ مشترک کے انتظام کرنے کے علاوہ اپنا اندرونی انتظام اور حکومت میں بھی بیرونی امداد کے محتاج نہیں ہوتے تھے اور اس میں شک نہیں کہ زمانہ گزشتہ میں اُس میں زمانہ حال سے بھی زیادہ خود حکومتی پائے جاتے ہونگی ٭

ملکیت کا تصور کن اصول پر مبنی ہے

۲۰۹ ہالنڈ صاحب پیرا اس مضمون پر یہ فرماتے ہیں۔

حق ملکیت کے بابت بحث کرنے میں ان امور کی بحث کی جاتی ہے حق قبضہ۔ حق احتفاظ اور حق تصرف۔

(۱) قبضہ رکھنے کا حق ملکیت کے حق کی ذات کا جزو ہے جب تک کہ ظاہر طور سے اسکو علیحدہ نہ کیا جاوے جیسے کرایہ دینے اراضی کی حالت ہوتی ہے۔

(۲) حق احتفاظ میں ضمناً حق استعمال اور کسی شی کے بڑھوتری اور پیداوار کے حاصل کرنیکا حق شامل ہیں جیسے زمین کے ساتھ اوسپر جو درخت ہو جاویں مویشی کے بچہ ہو جاوے اور کسی زمین کے ساتھ برد برآمد کے ذریعہ سے اور زمین بڑھ جاوے۔ ان حقوق پر فقط ریاست اور افراد کے حقوق کی قید ہوتی ہے۔

ریاست جائداد کی پیداوار میں سے جسقدر حصہ مناسب سمجھے لی سکتی ہے یا حکم دے سکتی ہے کہ جائداد کا استعمال کسی خاص وجہ پر نہ کیا جاوے مثلاً انگلستان اور آئرلینڈ میں حکم ہے کہ تمباکو کی کاشت نہ کیجاوے اور پنجاب میں بعض اضلاع میں افیم کی کاشت کی ممانعت ہے۔ مالکوں کے حقوق پر شرکا کے حقوق کی بھی قید ہوتی ہے اگر جائداد مشترکہ ہو۔ الا بعض صورتوں میں اجنبیوں کے حقوق کی بھی۔ مثلاً بعض وقت ایسا ہوتا ہے کہ ایک زمین کا مالک ہمسایوں کے بعض حقوق کے سبب سے اپنی ملکیت کی زمین کا استعمال جسطرح اوسکی خوشی ہو نہیں کرسکتا جیسے کہ اس زمین پر رستہ کا حق ہو یا کسی ہمسایہ کی زمین میں

پانی پہونچنے کے واسطے کوئی نالہ اُس زمین میں سے گذرتا ہو

۴ - حق تصرف میں حق تبدیل - حق تضیع اور حق انتقال شامل ہیں۔ انتقال بعض وقت کلیہ ہوتا ہے اور بعض وقت جزیہ جب کل حق ملکیت یا اُسکا کوئی منتقل کیا جاوے جیسی کہ صورت ہو۔ خاص خاص مطالبوں کیلئے انتقال کی نسبتاً بہی ہوتی ہے جیسے کہ قرض خواہوں کو ہبہ کر دینے کی غرض سے انتقال وغیرہ وغیرہ۔

۲۱۰ ملکیت کے ابتدائی اور اصلی مفہوم کے لحاظ سے ملکیت اشیاء محسوسہ کے متعلق ہوتی ہے - لیکن مجازی معنی میں بعض ایسے حقوق کی بہی ملکیت ہوسکتی ہے جنکو بطور اشیاء محسوسہ کے خیال کر لیا جاتا ہے۔

۲۱۱ اول مفہوم میں کہتے ہیں کہ فلاں شخص فلاں مقام کا مالک ہے دوسرے معنے میں کہتے ہیں کہ فلاں شخص فلاں ایجاد کے پیٹنٹ کا مالک ہے دونوں صورتوں میں شے مملوکہ کو جائداد کہا جاتا ہے۔ ملکیت اور جائداد کے لفظ کا استعمال بعض اوقات تیسرے معنی میں بہی کیا جاتا ہے جیسے کسی شخص کی کل جائداد کا مجموعہ جس میں نہ فقط وہ اشیا شامل ہیں جنکا وہ مالک ہے بلکہ اُن دعاوی کی مالیت بہی شامل ہے جو وہ شخص دیگر اشخاص کے برخلاف رکہتا ہے اور جس میں سے اُن دعاوی کی مالیت جو اُسکے برخلاف دیگر اشخاص رکہتے ہیں منہا کر دی جاتی ہے اسکو اسٹیٹ کہتے ہیں +

۲۱۲ ہر محسوسہ شے جائداد نہیں ہوسکتی - بعض اشیائے محسوسہ ایسی نوعیت کی ہیں کہ وہ قابل تصرف نہیں - مثلاً ہوا اور اکثر صورتوں میں پانی کا استعمال بہی نوع انسان بلا قید کر سکتے ہیں +

۲۱۳ ہر ایسے محسوسہ کی نوعیت کے ساتھ حق ملکیت کی نوعیت میں فرق پڑجاتا ہے۔ مالک کا حق یہ ہوتا ہے کہ وہ شی اُس سے چھینی نہ جاوے گی نہ اُسکی قیمت ناقص کیجاوے گی۔ نہ اُسکے استحقاق میں کسی قسم کا ضعف پیدا کیا جاوے گا۔ +

۲۱۴ ہم ابھی بیان کراتے ہیں کہ ملکیت کے تصور کو ایسے مجموعہ حقوق کے متعلق بھی وسعت دی گئی ہے جنکو مجاز کے طور پر شی محسوسہ فرض کرلیا جاتا ہے

۲۱۵ زمانہ حال میں جب کوئی شخص کوئی چیز ایجاد کرتا ہے تو اوس فایدہ کے عوض جو اوسکی ایجاد سے کل جماعت کو پہونچا اور اسلیئے اور اشخاص کو بھی ایجاد کے رغبت ہو ریاست کی طرف سے فقط اسی قسم کا حق اُسکو عطا ہوتا ہے کیا جاتا کہ معین مدت تک سوا اوسکے کوئی اور شخص اُس چیز کو بنا کر نہ بیچیگا بلکہ اس حق کے پٹہ پر دینے یا بیچنے کا حق بھی اُسکو حاصل ہوتا ہے اس رعایت کو پی ٹنٹ رایٹ کہتے ہیں اور اسی طرح مصنفوں اور مصوروں اور سنگتراشوں کو حق تصنیف کا یا کاپی رایٹ عطا کیا جاتا ہے۔ اسی نوعیت کا حق "ٹریڈ مارک" ہے چنانچہ ٹریڈ مارک ایکٹ ۱۸۷۵ء میں کہ کسی کاروبار کی نیکنامی کے ساتھ اُسکا نشان بھی منتقل ہوسکتا ہے اس قسم کے حقوق کی صورت میں حق ملکیت کو وسعت دینا زمانۂ حال کی خصوصیت ہے پی ٹنٹ کا قانون شاہ جیمس ثانی اور کاپی رائٹ کا قانون ملکہ این کے وقت میں اور ٹریڈ مارک کا قانون اسی صدی میں بنایا گیا تھا

۲۱۶ اسی قسم کی غیر محسوسہ جائداد میں وہ حقوق بھی شامل ہیں جو سلطنت کی طرف سے رعایا کو حاصل ہیں اور جنکو انگلستان میں فرین چائیز کہتے ہیں جیسے بازار لگانے کا حق۔ جنگل لگانیکا حق۔ دریا میں مچھلی پکڑنے کا حق۔ اسٹیٹ

(جسکا بیان دفعہ ۲۱۱ میں ہو چکا ہے) کا حق بھی ایک ایسا حق ہے جسکا مفہوم جائداد کے معنے میں ان سب حقوق مذکورہ بالا کی مجموعہ سے زیادہ وسیع ہے یعنے وہ حقوق اور فرائض کی مجموعہ کا نام ہے۔

۲۱۷ ان حقوق کے استحصال کے طریقوں میں بعض ایسے ہیں کہ تینوں قسم کے حقوق کے ساتھ شریک ہیں اور بعض ایسے ہیں جو بعض قسم کے ساتھ مخصوص ہیں۔ اوّل ہم اُن طریقوں کا ذکر کرینگے جو ہر قسم کے واسطے مخصوص ہیں

۲۱۸ اشیائے مخصوصہ کے استحصال کے طریقے دو قسم کے ہیں اصلی یا مستخرجہ

۲۱۹ اصلی طریقہ استحصال بعض وقت قبضہ کے ساتھ ہوتا ہے اور بعض وقت بغیر قبضہ کے۔

۲۲۰ جب قبضہ کے ساتھ ہوتا ہے تو حق ملکیت یا تو (۱) یافت سے حاصل ہوتا ہے یعنے اُس چیز کا حاصل کرنا جو پہلے کسی کی ملکیت نہ تھی جیسے دفینہ۔ دشمن کی ملک کی لوٹ۔ وحشی جانور وغیرہ۔ لیکن یہ یاد رکھنا چاہئے کہ ایسی صورتوں میں حاصل کنندہ کا حق غیر مقید نہیں ہوتا۔ بعض قانون میں یہ قاعدہ ہے کہ لوٹ کا مال ساری قوم کا حق ہوتا ہے اور وحشی جانوروں اور دفینہ کی صورت میں بھی سرکار اور مالک زمین کے حقوق بھی شامل ہو جاتے ہیں اور یا (۲) کسی جائداد کی پیداوار کا جائز طور سے اُس شخص کا لینا جو اُس جائداد کا مالک نہیں اور یا (۳) جائز قبضہ ایک مدت معین تک رکھنے سے بھی حق حاصل ہو جاتا ہے۔

۲۲۱ اس حق کو حق موروثیت کہتے ہیں لیکن اس حق میں اور حق میعادمیں

تمیز کرلی جاتی ہے۔ حق میعاد میں کسی شخص کے حق کا انتقال دوسرے شخص کی طرف نہیں ہوتا بلکہ چارہ جوئی کا حق جاتا رہتا ہے

۲۲۲ بعض وقت بغیر کسی فعل قبضہ کے حق استحصال حاصل ہوتا ہے جیسے الحاق سے اصل شے کا مالک اس شے کا جو اس سے ملحق ہو جاتی ہے مالک ہو جاتا ہے۔ بعض دفعہ تو غیر منقولہ کا الحاق غیر منقولہ کے ساتھ ہوتا ہے جیسے دریا کے عمل سے ایک کنارہ سے زمین کٹ کر دوسرے کنارہ پر جا شامل ہوتی ہے یا بیچ میں کوئی ٹاپو نکل آیا ہے جسکو دونو کنارے والے تقسیم کر لیتے ہیں یا جس کنارہ کے قریب تر ہوتا ہے اُسکے مالکوں کی ملکیت ہو جاتا ہے یا دریا کنارہ چھوڑ کر چلا جاتا ہے تو جو زمین نکلتی ہے اُس کنارہ والوں کی ملکیت ہو جاتی ہے۔ اور بعض وقت منقولہ کا الحاق غیر منقولہ کے ساتھ ہوتا ہے جیسے کہ شہتیر اور کڑیاں مکان میں لگی ہوئی مکان کا جزو متصور ہوتی ہیں اور درخت اور فصل جو زمین میں لگائے یا بوئے جاتے ہیں زمین سے جدا ہونیکے قابل نہیں ہوتے اور بعض موقعہ منقولہ کا الحاق منقولہ کے ساتھ ہوتا ہے جیسے کپڑے پر زردوزی کا کام +

۲۲۳ ملکیت مستخرجہ یا تو عین حیات میں ہوتا ہے یا مرنے پر (۱) پہلی صورت میں اُسکو انتقال کہتے ہیں۔ انتقال میں منتقل اور منتقل الیہ کی مرضی کا اتفاق انتقال کے فعل پر ضمناً شامل ہوتا ہے اور یہ مرضی کا اتفاق معاہدہ ہو جاتا ہے (۲) دوسری صورت میں وصیت یا ہبہ مرض الموت کہلاتا ہے

۲۲۴ جو ملکیت اشیای ایجاد کردہ شدہ میں پیدا ہوتی ہے اُسکو قانون چند سوالات کے بعد منظور کرتا ہے جس میں موجد کی لیاقت کا بھی امتحان کیا جاتا ہے

اور اس حق کی حد قایم کیجاتی ہے جسکی حفاظت کی درخواست ہو ایسے مالک کو اختیار ہے کہ اپنا حق ملکیت کسی اور کو منتقل کر دے یا شئے ایجاد شدہ کے بنانے کی اجازت کسی اور کو دیدے +

۲۲۵ حق تصنیف اور ہنر کے اشیاء کی صورت میں وہ حق کتاب کے شائع کرنے ہی سے پیدا ہوجاتا ہے لیکن جب تک کتاب کی ایک جلد سرکاری دفتر میں داخل نہ کیجاوے اور رجسٹری نہ کرائی جائے تو قانون کی طرف سے اس حق کی کوئی حفاظت نہیں ہو سکتی۔ کاپی رایٹ فقط کتابوں میں پیدا نہیں ہوتا بلکہ تصویروں میں بتوں میں۔ فوٹو۔ آسائش اور آرائش کی اشیا میں بھی حاصل ہوتا ہے کاپی رائٹ غیر ملکوں کے تصنیفات کا بھی بعض ملکوں میں تسلیم کر لیتے ہیں اور شرائط اوسکی عہدناموں میں درج کی جاتی ہیں کاپی رائٹ کا بھی انتقال ہو سکتا ہے

۲۲۶ ٹریڈ مارک کا حق استعمال اور رجسٹری سے پیدا ہوتا ہے اور منتقل ہو سکتا ہے

۲۲۷ زمین جاگیر یہ شاہی عطیہ سے پیدا ہوتا ہے خواہ وہ واقعی ہو یا مفروضی ہو اور دستاویز کے ذریعہ سے منتقل ہو سکتا ہے +

۲۲۸ اسٹیٹ زندگی کے مختلف عوارض کے نتیجہ کے طور پر رفتہ رفتہ پیدا ہوتی ہے۔ اسٹیٹ کے حقوق میں سے جو قابل انتقال ہوتے ہیں وہ وراثت کی کسی صورت میں منتقل ہو سکتے ہیں +

۲۲۹ ہر قسم جائداد کے ساتھ خاص طریقہ انتقال کے مخصوص ہیں لیکن بعض طریقے انتقال کے بالکل عام ہوتے ہیں اور یہ عام طریقے یا تو بمرضی ہوتے ہیں یا بلا مرضی یعنی یا تو وہ اشخاص متعلقہ کے فعال کا نتیجہ ہوتے ہیں جیسے

بیع۔ ہبہ۔ وصیت یا کسی خارجی علت کے مغلوب ہونے میں جیسے عدالت کا فیصلہ دیوالہ۔ نکاح۔ یا قرابت رشتہ وغیرہ جسکو قانون تقسیم کرتا ہے۔ یہ کہنا کچھ ضرور نہیں کہ ہر ایک قانون میں وراثت کے قواعد پر بہت تفصیل کے ساتھ بحث کی گئی ہے۔ اور وارثوں کی امیدوں کو خاک میں ملانا بہت پرانی ترکیب نہیں ہے۔

۲۳۰ جائداد کے حق کا اختتام یا تو مالک کی موت سے ہوتا ہے یا بعض قانونوں کے مطابق دنیا کو ترک کرنے اور کسی مذہبی فرقہ میں داخل ہونے سے یا کسی جرم سنگین کے عوض سزا پانے۔ بغاوت۔ اور عموماً ان اسباب سے جن کی سزا ضبطی جائداد ہے۔ انتقال کے مختلف طریقوں اور ترک سے بھی ملکیت جاتی رہتی ہے۔ اور شے مملوکہ کے معدوم ہو جانے سے بھی۔ ملکیت کے حاصل کرنے اور کھونے کے طریقے تہذیب کی ترقی کے ساتھ بدلتے رہتے ہیں تہذیب کا میلان ہے کہ ان طریقوں میں کوئی پیچیدگی نہ ہونی چاہئے +

۲۳۱ ملکیت یا تو واحد بلا شراکت غیرے ہوتی یا مشترکہ۔ پہلی شکل میں ہر مالک کا حصہ یا تو معین ہوگا اور یا غیر معین۔ بعض قانونوں میں دو قسم کی ملکیت تسلیم کی گئی ہے ایک تو قانونی یعنی اصلی ملکیت اور دوسری ملکیت آسائش یعنی بعض صورتوں میں استعمال یا قبضہ کا حق یا اور کوئی جزوی حق مالک کو نہیں ہوتا اور باقی تمام حقوق ملکیت جسکو قانون روما میں ملکیت عریان کہتے ہیں مالک کو حاصل ہوتا ہے۔ وہ حقوق جو ایک شخص کو غیر کی ملکیت پر حاصل ہوتے ہیں۔ حقوق ملکیت غیر کہتے ہیں ان حقوق کی مفصل بحث کسی موقعہ پر کی جاوے گی +

۲۴۴ اصول قانون ملکیت بر با عتبار اشخاص مالک۔ اشیاء مملوکہ ۔

حقوق ملکیت اور باعتبار اون افعال اور واقعات کے غور کیا جاتا ہے جو حقوق
ملکیت کے حصول کا تعین کرتے ہیں یہاں اشخاص مالک پر بحث کرنے
کچھ بہت ضروری نہیں شخص کی تعریف مینے یہ کی ہے اشخاص سے وہ انسان
مراد ہیں جو حقوق کے مالک ہونے یا فرض و وجوب کے تعمیل کرنے کی قابلیت
رکھتے ہیں۔ اشخاص کی ناقابلیتوں کا بیان ذمہ داری اور قابلیت کی بحث میں
کیا گیا ہے اور اون اشخاص کا بیان جن کی حالت خاص سے خاص تعلقات
کی بحث میں کیا جاویگا وہ اشخاص جن کی استعداد ملکیت مختلف ملکوں
کی حکمت عملی سے ناقص قرار دی گئی ہے اشخاص نابالغ و صغیر سن و مجنون
و خبطی اور وہ اشخاص جن کے حقوق ازروئے قانون فوجداری سلب کر لئے
گئے ہیں اشخاص باشندگان ممالک غیر اور زنان منکوحہ ہیں۔ ان میں اشخاص قانونی
"یا اشخاص مصنوعی" اور زیادہ کرلی چاہئیں۔ ان سب کا حال اوس باب میں کیا
جاویگا جہاں اوس قانون کا بیان کیا جاویگا جس سے خاص اشخاص متاثر ہوتے
ہیں اشخاص صغیر سن اور نابالغ کی صورت میں حقوق ملکیت کے استعمال
کرنیکا اختیار کسی اور قابل آدمی کو جو ناقابل کا وکیل ہوتا ہے دیا جاتا ہے اور
اشخاص قانونی کی صورت میں اوس شخص یا اون اشخاص کو یہ اختیارات
دیئے جاتے ہیں جو اوس شخص قانونی کو تعبیر کرتے ہیں۔ اشخاص ممالک
غیر میں سوائے ایام جنگ کے اور کبھی کچھ ناقابلیتیں نہیں ہوتیں۔ وہ
اراضی زرعی مدت محدود سے زیادہ کے لئے حاصل نہیں کر سکتے اور ان کو جہازوں اور

اسباب صرف کے خریدنے اور حاصل کرنیکے ممانعت ہوتی ہے۔ حقوق ملکیت کے بارہ میں زنان منکوحہ کی عدم قابلیتوں کو کم کرنے کی جانب میلان پایا جاتا ہے

اشیائے مملوکہ

۲۳۳ جسمانی تصرف کی شکل جسکی قابلیت کوئی شے رکھتی ہے اُس شی کی ترکیب اور اُسکی خاصیتوں پر منحصر ہے۔ اشیاء ایک دوسرے سے حجم میں پائداری میں ساخت کیمیائی اور کم یا زیادہ کارآمد ہونے وغیرہ وغیرہ خواص میں فرق رکھتے ہیں۔ مقنن اشیاء کی تقسیم اسطرح کرتی ہے کہ وہ نہ تو بہت عملی ہے اور نہ بہت منطقی اور اسلئے تقسیم ذیل اختیار کی گئی ہے۔

(۱) عوامل قدرت (بمقابلہ دیگر باقی اشیاء کے)

(۲) اشیاء جو ریاست کے مطالب عامہ کے واسطے علحدہ کی گئی ہوں۔

(۳) اشیاء منقولہ و غیر منقولہ (یا قابل نقل و غیرو قابل نقل)

(۴) اشیاء قابل بدل و غیر قابل بدل

(۵) اشیاء جسمانی و غیر جسمانی۔

(۶) اشیاء واحد و اشیاء مجتمع)

(۷) اشیاء جو موجود ہیں یا موجود ہونے کو ہیں۔ اشیاء جو قابل تقسیم ہیں یا جو نا قابل تقسیم ہیں وغیرہ وغیرہ

۲۳۴ (۱) عوامل قدرت۔ جبکوئی شے ایسی ہیئات کے ساتھ موجود ہو کہ وہ ہر ایک قسم یا ہر ایک مقدار کی مانگ یا طلب کیلئے کافی ہو تو ایسی صورت میں

اس چیز پر ملکیت کا لفظ صادق نہیں آتا مثلاً کہتے ہیں کہ ہوا روشنی قدرتی اور سمندر کا پانی وغیرہ۔ ملکیت کے لائق اشیاء نہیں ہیں خاص عوارض حیات اور اسکی رسد کو محدود کر سکتے ہیں اور اس صورت میں ان میں مملوکہ ہونے کی قابلیت پیدا ہوتی ہے۔ مثلاً ہوا میں جو قابل استعمال مرکبات ملکر گاس بنجاتی ہے تو اسوقت وہ قابل مملوکہ ہونے کے ہو جاتی ہے ہوا اور روشنی جسوقت اور اشیائے مملوکہ سے حظ اٹھانے کے لئے ضروری ہوں اور دیگر اشیاء کے بیچ میں حایل ہو جائیں اوسکا حصول ممتنع اور مشکل ہو جاوے تو وہ شے مملوکہ ہونے کے قابلیت پیدا کرتی ہیں۔ سمندر کا پانی جو کسی ملک کے علاقہ سے محدود ہو یا ساحل سے معین فاصلہ کے اندر ہو تو اسپر ملکیت کے حقوق ہو سکتے ہیں۔ ان اشیاء میں مملوکہ ہونے کی قابلیت رکھتے ہیں اور ان اشیاء میں جو قابلیت رکھتے ہیں تمیز کرنیکا یہ معیار ہے کہ آیا اس چیز کو اور اشخاص کی مداخلت سے محفوظ رکھنے سے مالک کو کچھ فائدہ ہو سکتا ہے یا نہیں +

۲۳۵ (۲) اشیاء جو عام مطالب کے لئے ریاست کی ملکیت کر دی گئی ہوں ہر ایک ملک میں بہت سی اشیاء ایسی پائی جاتی ہیں جو مستقل طور پر یا عارضی طور پر ناقابل تصرف سمجھی جاتی ہیں اور ایسا کرنے کی وجوہات یا تو حکمت عملی عام یا عام مصلحت پر مبنی ہوتی ہیں۔ بعض ایسی اشیاء کی حفاظت حقوق ملکیت کے برخلاف سرکار کرتی ہے جیسے دلدل اور زمین افتادہ و بنجر وغیرہ کی صورت میں اسی قسم کی حفاظت اور اشیاء کی بھی کیجاتی ہے لیکن مجموعہ ہائے اشخاص کو اون میں کچھ محدود اور شرطیہ حقوق بھی دیئے جاتے ہیں تاکہ وہ کچھ عام اور مذہبی مقاصد کو

پیدا کر سکیں اس قسم کی اشیا اوقاف مذہبی۔ عمارات مذہبی۔ قبرستان۔ زمین و عمارات متعلقہ مدارس و یونیورسٹی ہا و دفتران سرکاری۔ سلاح خانے۔ منارہ ہائے روشنی (جو دریا کی ساحل پر جہازوں کی رہنمائی کے واسطے کھڑے کر دیجاتے ہیں) قلعے۔ ساحل بحر۔ کنارہ ہائے دریا وغیرہ وغیرہ ان تمام اشیاء کی صورت میں اگرچہ کچھ محدود حقوق ملکیت خاص جماعات اشخاص کو آسایش عامہ کی غرض سے دیدیے جاتے ہیں لیکن پورا حق ملکیت ممکن نہیں اور کوئی شخصی حق اُن میں نہیں ہوتا

۲۳۶ (۲) **اشیاء منقولہ و غیر منقولہ** اس تمیز کے متعلق قانون رومادو انگلستان میں چند باریک تمیزیں کی گئی ہیں لیکن ہم انکا کچھ ذکر نہ کرینگے اُسکے سوا کہ مطالب قانونی کے لئے چند ایسی اشیا جو غیر منقولہ ہیں منقولہ سمجھی جاتی ہیں ہندوستان میں اس قسم کی تمیزیں بے قاعدہ اور ظاہر ہیں کہ جب اُنپر غور کیا جاوے تو بہت جلدی سمجھ میں آجاتی ہیں بعض اشیا ایسی ہوتی ہیں کہ غیر منقولہ سے منقولہ ہو جاتی ہیں نہ اسلئے کہ اُنکی ماہیت میں کچھ فرق آگیا ہے بلکہ از روئے قانون یہ تبدیلی عاید کی گئی ہے عوامل قدرتی ایسی بہت سی تبدیلیاں پیدا کرتے رہتے ہیں کہ اشیا و ساکنہ کو متحرک اور متحرک کو ساکن بنا دیتے ہیں اور اسکے ظاہر مثال وہ تبدیلی ہے جو دریاؤں اور سمندروں کے عمل سے زمین کی سطح پر ہوتی رہتی ہیں کہیں تو جزیرہ بنجاتے ہیں اور کہیں دریا ایسی مٹی چھوڑ جاتا ہے کہ بنجر زمین کو قابل زراعت بنا دیتی ہے ایک اور قسم اشیا جسپر یہ تبدیلی ہوتی ہے۔ وحشی اور پالتو حیوانات ہیں۔ روما اور انگلستان کے قانون میں نہایت صحت کے ساتھ وہ نشانات مقرر کئے گئے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حیوانات اقسام ذیل میں سے کس میں آتے ہیں (۱) قابل تصرف (۲) ممتنع

مالکیت کے لئے اُس زمین سے متعلق ہیں جس پر وہ پائے جاتے ہیں (۴) جو محض
منقولہ ہیں ۔

۲۳۷ (۴) اشیاء قابل بدل و غیر قابل بدل اشیاء منقولہ کی ایک اور
تقسیم اس امر پر مبنی ہے کہ بعض اشیاء ایسی ہوتی ہیں کہ انکی بدلی دوسری شی ہم جنس میں مختلف
نہ ہو قایم ہوسکتی ہے اور بعض اشیاء ایسی ہوتی ہیں کہ وہ ایک قسم کا تخصص اپنی ہیں اور بدل
کو قبول نہیں کرتے پہلی قسم کی اشیاء کی مثال - ایک گز مربع ایک تو وہ گھاس جسمیں
کسی قسم کی تخصیص نہیں ہوتی بلکہ انکی جا ویسی ہی قسم اور قیمت والی گھاس یا کنکہ رکھ
سکتے ہیں یہ اصرار نہیں کیا جاتا کہ خاص وہی تو وہ گھاس ہو جسکا ذکر تھا - دوسرے
قسم کی اشیاء کی مثال - میرا مکان کسی خاص مصور کے ہاتھ کی تصویر وغیرہ ہیں جنکی
بابت اگر کوئی مقدمہ ہو تو خاص اون ہی اشیاء کی بابت اصرار کر سکتے ہیں اور انکے
متعلق دادرسی خاص ہوسکتی ہے - اول قسم کی اشیاء عوض میں دیجا سکتی ہیں
اور دوم قسم کی اشیاء بعینہا دینی پڑتی ہیں -

۲۳۸ (۵) اشیاء جسمانی و غیر جسمانی شی کے معنی ہی قانون میں یہ ہیں
کہ وہ عالم مادی سے متعلق ہو اور اسلئے شی غیر جسمانی کہنا غلطی ہے - لیکن قانون میں
بعض اشیاء پر اس صفت کا اطلاق کیا جاتا ہے جن کا اون حقوق پر اطلاق ہوسکتا ہے
جو ان اشیاء سے متعلق ہیں اسی بنا پر قانون روما میں حقوق بر ملکیت غیر اور اوراسی
قسم کے حقوق کو اشیاء غیر جسمانی کہا گیا ہے انگریزی مقنن اشیاء غیر جسمانی میں حقوق
پنشن سالانہ - لگان - حق تصنیف - حق ایجاد وغیرہ کو شامل کرتے ہیں حقیقت میں
یہ اشیاء غیر جسمانی حقوق فی الاشیاء ہیں اور اسلئے اس تمیز کو قایم رکھنا لاحاصل ہے -

۲۳۹ (۶) **اشیاء واحد و مجتمع**۔ بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ بعض اشیاء جو فی الحقیقت علحدہ علحدہ ہوتی ہیں مجموعہ ناقابل تقسیم کے طور پر خیال کیجاتی ہیں اور تمام مقاصد قانونی کے لئے اونکو شئے واحد مانا جاتا ہے ایسی اشیاء کی دو قسمیں ہیں۔ قدرتی اور مصنوعی۔ قدرتی جیسے گلہ۔ ہجوم وغیرہ جو منطق میں اسمائے جمع کہلاتے ہیں۔ مصنوعی جیسے انگلستان میں اسٹیٹ یعنے محال کا تصور جس میں تمام اشیاء مثلاً جنگل۔ چشمہ۔ عمارات۔ معدنیات جوائس میں موجود ہوتے ہیں شامل ہیں اور تمام قانونی مقاصد میں اسٹیٹ کے ساتھ سمجھے جاتے ہیں یہ تمیز بھی کچھ بہت مفید نہیں ہے سوا اسکے کہ بعض وقت اختصار مد نظر ہو تو اسکا استعمال کرسکتے ہیں۔

۲۴۰ (۷) ان کے علاوہ اشیاء کی تقسیم اشیاء موجودہ میں اور ان اشیاء میں جو عنقریب موجود ہونیوالی ہیں اور اشیاء قابل تقسیم (بغیر تبدیلی ماہیت) و اشیاء ناقابل تقسیم میں کرتے ہیں۔

خاص مقاصد اور خاص حصہ قانون میں یہ تمیز کار آمد ہوسکتی ہے لیکن اشیاء کو اسے تقسیم کرنے کیلئے یہ وجوہات تقسیم یا تو حد سے زیادہ مبہم ہوتی ہیں یا حد سے زیادہ منتشر

گیارہواں باب

حقوق ملکیت

ملکیت مطلق

۲۴۱ سب سے زیادہ حق ملکیت اس شئی میں ہوتا ہے جو منقولہ اور قابل الزوال ہو

اس حق میں (جس میں اوس سے کوزائل کرنیکا اختیار بھی شامل ہے) یہ اختیار ہوتا ہے
کہ سوا مالک موجودہ کے تمام اشخاص ممکن کو اس چیز کے کسی طور سے استعمال کرنے سے
خارج کر دیا جاوے۔ غیر منقولہ شے کی صورت میں مالکیت کا سب سے بڑا حق یہ ہے
کہ شے مملوکہ کو جیسے چاہئے جس طریق سے جسقدر زمانہ تک استعمال کیا جاوے اور مالک کی حیات
میں یا اسکی وفات پر انتقال ملکیت کی بابت آسانی ہو۔ ہر ایک مہذب ملک میں
مصلحتاً مالکیت کے بڑے حقوق پر کچھ نہ کچھ قیدیں لگادی ہیں اور یہ قیود یا تو مالکان
آئندہ کے حقوق کی محافظت کے لئے یا زمین کی زراعت اور مالکیت کے متعلق
ملکی یا مدنی اغراض کے لئے یا ضروریات سرکاری کے لئے (مثلاً سڑکوں۔ تجارت
صحت ملک) یا حفاظت ملک کی اغراض کے واسطے لگائے گئے ہیں۔

۲۴۲ زمین کے متعلق سب سے بڑا حق ملکیت وہ ہے جسکو قانون روما میں
(ڈومی نیم) قانون انگلستان میں (فری سیمپل اسٹیٹ) یا ملکیت مطلق یا بلا قید
کہتے ہیں آسٹن صاحب ملکیت مطلق یا بلا قید کی تعریف اسطرح کرتے
ہیں کہ وہ ایک حق ہے جو باعتبار استعمال کنندہ کے غیر مقید اور باعتبار مدت کے
غیر محدود ہو اور جسکو مالک موجودہ جسکی طرف اوس کی مرضی ہو منتقل کر سکے۔

۲۴۳ ایموس صاحب نے تمام حقوق ملکیت کی تقسیم (جنکا تصور کر سکتے
ہیں) دو حصوں میں کی ہے۔

اول۔ حق ملکیت مطلق جس میں طریق استعمال۔ مدت قیام حق و سہولت
ہائے انتقال غیر مقید اور غیر محدود ہیں۔

دوم حقوق صغیرہ۔ جیسے حق تا مین حیات۔ حق بر ملکیت غیر۔ حق آسائش وغیرہ

۲۴۴ **حقوق صغیرہ کی تفصیل** - حقوق صغیرہ کو چھ جماعتوں میں تقسیم کرتے ہیں۔ اول کی تین قسمیں مدت احتفاظ پر مبنی ہیں اور دو باقی تین قسمیں طریقہ استعمال سے متعلق ہیں۔

(۱) حقوق ملکیت جن سے ایک مدت معین کے لئے حظ اٹھا سکتے ہیں لیکن اس مدت کے مقدار معلوم نہ ہو۔ جیسا احتفاظ تا حین حیات - یا جسکا احتفاظ کسی شرط کے ایفاء یا عدم ایفاء یا کسی حادثہ کے وقوع ہونے تک رہ سکے جو ایفا یا وقوع کبھی نہ کبھی ضرور ہونا چاہئے جیسے قانون رومالا (ایم فی ٹیوسس) اور قانون انگلستان کا حق کاپی ہالڈر حق کاشتکت رموروثی جو بید خل ہو سکتا ہو۔

(۲) حقوق ملکیت جسکا احتفاظ ایک مدت معین اور مقید کے لئے ہو جیسے ایک سال یا معین تعداد سالوں کے لئے یا اس سے کم کے لئے وغیرہ وغیرہ۔

(۳) حقوق ملکیت جس کا احتفاظ مدت غیر معین اور غیر مقید کے لئے ہو سکتا ہو حق کاشتکار تا بعمرضی مالک - یا ایسی شرط پر موقوف ہو جسکا ایفا کبھی نہ ہو سکے۔

(۴) حقوق ملکیت جسکا احتفاظ زمانہ طویل یا قلیل معین یا غیر معین کے لئے ہو اور جن کی تمیز متمتع یعنے استعمال کنندہ حق کی ماہیت پر منحصر ہے جیسے حقوق آسائش حقوق بر ملکیت غیر - حقوق بر معدنیات و شکار ماہی وغیرہ۔

(۵) عارضی حقوق ملکیت جو اشیاء پر ہوں جیسے رہن امانت بار برداری کرایہ وغیرہ۔

(۶) حقوق جو فقط قبضہ سے پیدا ہوتے ہیں۔ اکثر قانونوں میں حفظ امن عام کی غرض سے جو شخص حقوق ملکیت کا استعمال کر رہا ہو بعض صورتوں میں

حقیقی مالک خیال کیا جاتا ہے جب تک اُسکے حقوق پر باضابطہ اعتراض کیا جاوے

تقسیم جو قانون روما میں اختیار کی گئی تھی

۲۴۵- قانون روما حقوق ملکیت کو حقوق (ان ری سوا) اور حقوق (ان ری الی اینا) میں تقسیم کرتا ہے پہلے میں ملکیت مطلق اور دوسری میں اسفی ٹیوسس حق دخیلکاری بہ شجر بندی اور حق تعمیر وحق بہ ملکیت غیر وحق کفالت وغیرہ شامل ہیں -

ملکیت مطلق میں یہ امور شامل ہوتے ہیں (۱) قبضہ (۲) استعمال کامل (۳) پیداواری اور میوہ جات کا لینا (۴) دوسرے کو نقصان بحسب مرضی لے لینا حقوق صغیرہ میں اِن حقوق کا کوئی حصہ یا بعض حصے شامل ہیں اور اسلئے اُن سے یہ مراد ہوتی ہے کہ اصل مالک اُن حقوق کے بعض حصہ سے جو ملکیت کے ساتھ ہوتے ہیں محروم کیا گیا ہے -

۲۴۶ مارکبی صاحب کہتے ہیں ملکیت مطلق شاذونادر موجود ہوتی ہے اور اکثر اِس لفظ کا استعمال اُس شخص کی حالت کے ظاہر کرنیکے لئے کیا جاتا ہے جسمیں اُن حقوق کا ایک حصہ پایا جاتا ہے -

اِس امر کے مقرر کرنیکے لئے کسقدر حقوق مالک سے علحدہ ہوجاویں تو ملکیت جاتی رہتی ہے "کوئی عام قاعدہ موجود نہیں اور انگریزی مقننوں نے اِس امر پر فقط خلاف قیاس گفتگو کی ہے مثلاً کوئی کہتا ہے کہ اگر میں تمکو اپنی زمین کی بابت ۹۹ برس کا پٹہ لکھدوں بشرطیکہ اُس میعاد تک تم زندہ رہو تو بھی زمین کے مالک تم نہیں ہوسکتے مالک میں ہی رہونگا لیکن اگر میں تمہاری حین حیات تک پٹہ

لکھے ہوں (جو کہ فی الحقیقت ایک ہی بات ہے) تو تم مالک ہو جاؤ گے اور میں مالک نہ رہونگا۔

ہم اُن پہلوؤں کا جو اس معاملہ میں مختلف قانون ظاہر کرتے ہیں ذکر نہ کرینگے ملکیت کو بعض اوقات جائیداد بھی کہتے ہیں لیکن لفظ جائداد سے شئی مملوکہ ہی مراد ہوتی ہے اور حق ملکیت اور شئے مملوکہ کو ایک نام سے پکارنا خالی از دقت نہیں صرف وہ حقوق ہی جو ملکیت کے تصور میں جمع ہو گئے ہیں علیحدہ علیحدہ اور مختلف شخصوں میں منقسم نہیں ہوتے اس طرح سے کہ ہر ایک کے حقوق دوسرے شخص کے حقوق سے مقید رہیں بلکہ وہ مدت جبتک یہ حقوق موجود رہنے چاہئیں کم یا زیادہ ہو سکتی ہے۔ ممکن ہے کہ ان حقوق میں سے کوئی حق یا سب کے سب حقوق چند سالوں تک قائم رہیں یا تا حین حیات کسی شخص کے یا دوام کے لئے۔ مثلاً اگر میں ایک قطعہ اراضی کا مالک ہوں تو میں حق راہ روی (جو ایک ملکیت کا جزو ہے اور جو کہ اکثر جُدا پایا جاتا ہے) تمہیں اور تمہاری ورثا کو ہمیشہ کے لئے دے سکتا ہوں اور اسیطرح سے میں کسی اور شخص کو اُس کی حین حیات تک اس زمین کی کاشت کیلئے پٹہ لکھکر دے سکتا ہوں اور اسیطرح سے لگان اراضی کے وصول کرنیکا حق اور تمام حقوق مرافق دیگر ایک مدت کے لئے ایک اور شخص کے پاس گرو رکھ سکتا ہوں لیکن باوجود اسکے میں ہی مالک کہلاؤنگا اور اسکا باعث اغلباً یہ ہے کہ اگرچہ میں نے تمام حقوق مرافق منتقل کر دی گو معین مدت کے لئے کئے ہوں لیکن اور سب اشخاص کے حقوق کا ماخذ میں ہی ہوں اور جبکہ یہ حقوق جداگانہ ختم ہو جاویں گے تو میں بدستور سابق مالک رہوں گا۔ ملکیت اور حقوق دیگر

جو ملکیت میں شامل ہیں شرطیہ بھی ہو سکتے ہیں یعنے ممکن ہے کہ اونکا شروع یا ختم ہونا کسی واقعہ کے وجود پر منحصر ہو چند اشخاص جائداد کے مالک بعد یگر ہو سکتے ہیں کہ یعنے ایک کی موت کے بعد دوسری کا حق ہو۔ قانون انگلستان میں یہ حقوق "بعد یکدیگرے اسٹیٹ" کہلاتے ہیں اور مالکان بعد یکدیگر اس جائداد میں حق موجودہ رکھتے ہیں اگرچہ وہ حق ان میں سے بعض کو اتبک حاصل نہ ہوا ہو ممکن ہے کہ ہر ایک۔ وہ حق جو ملکیت میں شامل ہے ایک ہی وقت میں چند اشخاص سے مجتمعاً تعلق رکھے اور اسلئے کئی اشخاص ایک شے کے مالک ہو سکتے ہیں یا کسی شے پر کوئی حق بہیئت مجموعی رکھ سکتے ہیں۔

چند اشخاص کی شراکت ملکیت اور اشخاص قانونی کی شراکت کو ایک نہ سمجھنا چاہئے۔ اشخاص قانونی سے وہ مجموعہ اشخاص مراد ہے جو کہ بموجب قانون شخص واحد سمجھے جاتے ہیں جیسے ریلوی کمپنی یا میونسپل کمیٹی وغیرہ وغیرہ ایسی صورت میں ملکیت شخص قانونی کی ہوتی ہے اور ان اشخاص حقیقی کی نہیں ہوتی جن سے کہ مصنوعی شخص قانونی بنا ہے لیکن شراکت ملکیت کی صورت میں خود وہ اشخاص حقیقی مالک ہوتے ہیں اور تقسیم کرا سکتے ہیں مثلاً شراکت کی صورت میں جس میں کئی فریق بالاشتراک ملکیت حاصل کرتے ہیں ہر ایک شریک ایک موجودہ حال اور علیحدہ حق شے مملوکہ میں رکھتا ہے لیکن کسی وقف مذہبی یا یونیورسٹی یا شخص قانونی کی صورت میں شخص واحد یعنے ہر ایک شریک کو کچھ حق نہیں ہوتا +

۲۴۷ اب ہم حقوق صغیرہ کی تفصیل کرتے ہیں جن میں سے فقط بعض شہور اقسام کا

ذکر کرینگے اور قبضہ کے مضمون پر کچھ بحث کرینگے ٭

۱- حق برملکیت غیر

۲۴۸ حق برملکیت غیر وہ حقوق ہیں جو کسی شخص یا کسی جائداد کو دوسرے شخص کی جائداد یا دوسری جائداد پر ہوتے ہیں۔ حق برملکیت غیر اُس شے کے احتفاظ کو کہتے ہیں جو معین اور خاص طریقہ سے کیا جاوے اور وہ شے دوسرے شخص کی ملکیت ہو۔ قانون روما میں حقوق برملکیت غیر کو حقیقی اور ذاتی میں تقسیم کرتے ہیں۔ حقوق برملکیت غیر حقیقی ایک محال یا عمارت کا حق اعلےٰ دوسرے محال یا عمارت پر ہے جو پہلی عمارت یا محال کے مالک یا دخیل کو حاصل ہوتا ہے۔ حقوق برملکیت غیر حقیقی کو دشتی اور شہری میں بھی تقسیم کرتے ہیں۔ بڑی بڑی دشتی حقوق یہ ہیں جیسے حق رہگذر۔ حق آبنوشی و آبپاشی و رہگذر آب و حق چراگاہ۔ اور شہری حقوق یہ ہیں۔ دوسرے کی دیوار پر کڑیاں یا شہتیر رکھنے کا حق۔ موری یا پرنالہ کا حق یا روشندان کا حق وغیرہ۔ قانون انگلستان کے حقوق آسائش اور قانون روما کے حقوق برملکیت غیر ایک ہی ہیں۔ ذاتی حقوق برملکیت غیر وہ حق ہیں جو کسی شخص کو ایک شے پر بلا تعلق ملکیت اُس شے کے حاصل ہوتا ہے۔ قانون روما نے حق انتفاع حق استعمال۔ حق سکونت کو حقوق برملکیت غیر ذاتی میں شامل کیا ہے۔ حق انتفاعی وہ حق ہے جو ایک شخص دوسرے شخص کی مملوکہ شے استعمال کرنے اور اُسکے منافع کے لینے کا رکھتا ہے اسطرح کہ اصل شے کو کچھ نقصان نہ پہونچے حق استعمال بھی اسیطرح کا حق ہوتا ہے لیکن اُس میں استعمال کے سوا پیداوار یا منافع کا حق نہیں

ہوتا ہے **حق سکونت** کسی دوسرے کی مملوکہ گھر میں مفت بغیر کسی کرایہ کے رہنے
کے حق کو کہتے ہیں۔ ایسے حقوق رضی معاہدہ اور مدت تصرف سے حاصل ہوتے تھے
اور ترک کر دیئے جاتے رہتے تھے ایموس **صاحب** حقوق بر ملکیت غیر کے بحث
میں یہ کہتے ہیں کہ حق آسائش یا حق بر ملکیت غیر ایک محدود اور خاص حق ہے
جو عام اور غیر مقید حقوق میں سے علیحدہ کیا گیا ہے۔ جیسے رستہ کا حق۔
چرائی کا حق۔ غسلہ کا حق۔ روشنی کا حق۔ ہوا کا حق۔ مجرائی آب کا حق۔ دیوار کے
سہارے کا حق وغیرہ وغیرہ اور جیسے قانون روما کے غیر مشہور حقوق اپنے گھر یا
زمین سے دوسرے کے گھر یا زمین پر ہو کر پانی نکالنے کا حق اور اسی طرح دھواں
نکالنے کا حق۔ قانون روما میں بعض حقوق بر ملکیت غیر حقیقی کے مقابلہ میں تشخیصی
کہلاتے تھے جیسے کسی کان میں کھودنے کا حق۔ کسی دریا یا پانی میں مچھلی
پکڑنے کا حق یا کسی زمین میں شکار کھیلنے کا حق۔
یہ تمام حقوق ایک خاصیت میں مشترک ہیں کہ وہ مالک کو بعض اُن حقوق اور
فایدوں سے جنسے محظوظ ہونیکا اُسکو حق تھا محروم کر دیتے ہیں۔ برعکس اس کے
کفالت اور کرایہ میں مالک ایک وقت کیلئے کل حقوق سے محروم ہو جاتا ہے
اُن حقوق کے اقسام بے شمار ہو سکتے ہیں کیونکہ (۱) استعمال کا حق یا عدم استعمالی
کی ذمہ واری (۲) وقت قیام حقوق اور (۳) آسانی و اشکال انتقال مختلف
ہونیسے مختلف اقسام پیدا ہو سکتے ہیں +

۲۴۹ یہ حقوق ترک سے اور مالک اعلے اور مالک ادنی کے ایک ہو جانیسے
اور حق اعلے اور حق ادنی میں سے دونوں یا ایک کے معدوم ہو جانے سے اور استعمال

ذکر فیصلے جاتے رہتے ہیں +

اسفی ٹیوسس یعنی حق وخیلکاری بنخلبندی۔ حق تعمیر ملبہ وحق کفالت

۲۵۰ اسفی ٹیوسس۔ دوسرے شخص کے مملوکہ اراضی یا مکان کے استعمال یا قبضہ کا (مدت غیر محدودہ کے لئے) حق ہے بشرطیکہ مالک حق ایسا لانہ کرایہ یا لگان دیتا رہے اس حق کا نام اسفی ٹیوسس (حق وخیلکاری بنخلبندی) اسلئے رکھا گیا تھا کہ اس حق کے مالک کے لئے یہ شرط لگائی جاتی تھی کہ وہ زمین پر درخت لگا دے۔ دہلی کے گرد نواح کے پرانے باغات میں یہ حق پایا جاتا ہے۔ باغبانوں اور مالیوں کو درخت لگانیکے لئے زمین دی جاتی ہے اور وہ درختوں میں حق ملکیت رکھتے ہیں لیکن زمین میں جس کے لئے وہ لگان دیتے ہیں اور جس سے وہ بیدخل نہیں ہوسکتے انکا کوئی حق نہیں ہوتا ہمارے ملک کی بعض صورتیں موروثی وخیلکاری کے اس حق سے مشابہ ہیں جو اکثر قریب قریب ملکیت تک پہونچ جاتا ہے۔ اس کے مشابہ قانون انگلستان کا حق فی سمپل ہے آسٹن صاحب کہتے ہیں کہ یہ حقوق اگرچہ غیر معین مدت کے لئے ہوتے ہیں اور انکی مالک کو مطلق استعمال کا حق ہوتا ہے اور حق انتقال بھی حاصل ہوتا ہے تاہم اسفی ٹیوسس ایک قسم کا حق بر ملکیت غیر ہے کیونکہ یہ اوس قسم کا حق ہے جو دوسرے کی حقیت میں سے علحدہ کر لیا گیا ہے اور اسکی معدوم ہونے پر اصل مالک اسکا قایم مقام پھر مستحق ہو جاتا ہے +

۲۵۱ حق التعمیر وہ حق ہے جو مالک اراضی دوسری شخص کو اوسپر تعمیر کرنیکا
عطا کرتا ہے لیکن اُسکو زمین کی ملکیت حاصل نہیں ہوتی یہ حق قابل انتقال ہے
اور ہندوستان میں بھی ہوتا ہے یہ حق زیادہ تر ایک معینی مدت کے یہ مکان
کے مشابہ ہوتا ہے آسٹن ان حقوق کو ایک قسم کی ملکیت مشترکہ خیال کرتا ہے

۲۵۲ عام حقوق بر ملکیت غیر اس مطلب کیلئے عطا کئے جاتے ہیں کہ کسی
مالک کے حقوق اوس کی جائداد کے حدود سے باہر بڑہا دئیے جاویں۔ لیکن
بعض مثالوں میں یہ حقوق اس غرض سے نہیں دیئے جاتے بلکہ اس میں یہ غرض
ہوتی ہے کہ معطی لہٗ کو ایک خاص قسم کی مالیت جسکا وہ مستحق ہوتا ہے اور وہ
اور کسی طرح سے حاصل نہیں ہوسکتے ان حقوق کے ذریعہ سے عطا کی جاتی ہے

۲۵۳ - حق کفالت - وہ حق ہے جو دائن کو مدیون کی جائداد پر قرضہ کے
مامون ہونے کے لئے ہوتا ہے۔ اس حق سے دائن کو یہ بھی استحقاق حاصل ہوتا ہے
کہ اگر اسکا قرضہ ادا نہ کیا جاوے تو شے مکفول کو بیع کرکر وہ اپنا قرضہ وصول کر لے
اشیاء غیر منقولہ کی صورت میں یہ حق رہن بلا قبضہ کہلاتا ہے۔ بیع کا حق ملکیت کا ایک
جزو ہوتا ہے اور قرضہ کے مامونیت کے زیادہ کرنیکے لئے قابل انتقال ہے۔ جب یہ
حق اسطرح سے منتقل کیا جاتا ہے تو کفالت کہلاتا ہے اور حق کفالت اسلئے یہ ایک حق
بالتعمیم ہوتا ہے جو بیع کے ذریعہ سے قابل وصول ہوتا ہے اور جو دائن کو اسکے حق بالتخصیص
کے ضمیمہ کے طور پر عطا کیا جاتا ہے اس سے معلوم ہوا حق کفالت کی حد اوس
حق بالتخصیص کی حد سی جسکا وہ ضمیمہ ہے یعنی بصورت عدم ادائی قرضہ مکفول کو بیع کرنیکی
سوا استعمال او قبضہ کا حق اوسمیں نہیں ہوتا اور جب شئی مکفول بیع ہو کر دائن کا

قرضہ وصول ہو جائی تو اصل مالک کا اُس میں کوئی حق نہیں رہتا۔ شے مکفولہ خواہ مدیون کی جائداد ہو یا کسی اور کی۔ اور کبھی کبھی حق بر ملکیت غیر بہی مکفول ہو جاتا ہے۔ یہان تک کہ حق کفالت بہی مکفول ہو سکتا ہے اور بعض وقت حق بالتشخیص ہی۔ لیکن پہلی صورت میں قرضہ کی وصولی فقط ادائیگی سی ہو سکتی ہی بیع شی سے نہیں

۲۵۴۔ کفالت سی غرض یہ ہوتی ہے کہ دائن کو اسکے قرضہ کی ادائیگی کو یقینی کرنیکے لئے ایک قیمت دار شی پر یہ حق دیا جاتا ہے کہ وہ اُس شے کو جب اوسکا وقت آوی نقد روپیہ میں بدل سکے اور اگر ضرورت پڑ جاوی تو اُس شے میں اوسکا حق اُسوقت بہی باقی رہتا ہے کہ وہ شے تیسری شخص کے ہاتھ میں چلی جاوے لیکن اُس شے کے احتفاظ کا مالک بدستور مالک رہتا ہے اور مالک کو طرح کی آسانی دی جاتی ہے کہ وہ قرضہ ادا کر کے اُس شے پر سے بارکفالت علیحدہ کردی۔

۲۵۵ یہ امر کہ یہ دونو غرضیں کن طریقوں سی حاصل ہو سکتی ہیں اور اُن میں سی بہتر طریقہ کون سا ہے شی مکفولہ کے نوعیت پر منحصر ہے۔ سب سے زیادہ غیر مہذب طریقہ وہ ہے کہ شے مکفولہ کی ملکیت برای چندی منتقل کر دیجاتی ہی کہ جب قرضہ ادا ہو جاوی تو مدیون دائن سی وہ شے واپس لیلیے قانون روا کا (فی ڈوشیا) اسی قسم کا تہا۔ اور سکاٹلینڈ میں (ویڈسٹ)

قبضہ

۲۵۶۔ قبضہ کے متعلق جو ملکیت کی علامت ہی۔ قانون نے بہت سی نتایج اخذ کئے ہوئے ہیں۔ مثلاً اشیاء منقولہ میں قانون فرض کرلیتا ہی کہ قابض مالک ہے جب تک اسکا خلاف اچھی طرح ثابت نہ ہو جاوی اگر کسی شخص نے مناسب بالیل

سے قبضہ حاصل کیا ہو تو وہ اُس چیز پر قابض رہنے کا مستحق ہے جب تک ملکیت
کے مسئلہ کا سوال حل نہ ہو جاوے۔ اگر کسی شخص کے قبضہ سے کوئی شی چوری یا زبردستی سے
لے لی گئی ہو تو اسکو قبضہ پھر بحال کر دیا جاتا ہے اور قبضہ دلانیکے لئے استحقاق کی
بابت تحقیقات کرنیکا انتظار نہیں کیا جاتا

۲۵۷ قبضہ کامل اور ناقص دونوں استحقاقات پر ہو سکتا ہے۔ قابض نیک نیت
وہ ہوتا ہے جو حقیقت میں قابض نہیں ہوتا ہے لیکن وہ غالب وجوہات پر ایمانداری سے
اپنے تئیں قابض یقین کرتا ہے اور منافع کا مستحق ہے زمانہ حال کے قوانین میں
فقط قبضہ اور مرور زمانہ سے مختلف حقوق ملکیت حاصل ہو جاتے ہیں۔

۲۵۸ مارکبی صاحب نے قبضہ کے تصور قانونی کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے۔
لفظ قبضہ سے اصل میں کسی شے کو بلا شرکت غیرے اپنی مرضی کے موافق برتنے
کی قابلیت جسمی کا تصور ظاہر ہوتا ہے قانون ملکیت کی سب سے بڑی اور سب سے
اول غرض یہ ہوتی ہے کہ اس قابلیت کی حفاظت کیجاوے۔ لیکن قبضہ کا قانونی
تصور اُس سادہ جسمی حالت پر ہی محدود نہیں۔ قبضہ از روئے قانون ایک ایسا
واقعہ نہیں سمجھا جاتا جو حق ملکیت کا نتیجہ ہے بلکہ وہ خود ایک حق سمجھا جاتا ہے
قبضہ سے خاص حالتوں میں نہایت کار آمد نتائج قانونی پیدا ہوتے ہیں۔ علاوہ
ازیں وہ قبضہ جسکی بابت قانون میں بحث کی گئی ہے وہ سادہ جسمی قبضہ نہیں ہے
جسکا ہمنے اوپر ذکر کیا ہے بلکہ قبضہ معنوی کی ہی بحث اُس میں شامل ہے۔ گو یہ
یہ سچ ہے کہ جسمی جزو کبھی معدوم نہیں ہوتا۔ بلکہ برخلاف اسکے جسمی جزو کسی نہ
نہ کسی قسم کے قبضہ کے لئے ضروری ہے جیسا کہ معلوم ہوگا چونکہ قبضہ استحقاق

مثلاً یہ علیحدہ خود بذاتہٖ ایک حق ہے اور ایک واقعہ یا حالت ہے جس سے قانونی نتائج
پیدا ہوتے ہیں۔ اسلئے قانون کی رو سے اسکے متعلق قواعد وضع کئے گئے ہیں
ویسے ہی جیسے ملکیت کے متعلق قواعد بنائے گئے ہیں جنسے معلوم ہوتا ہے کہ کسطریقہ
سے قبضہ حاصل ہوتا ہے اور کس طریقے سے جاتا رہتا ہے۔ واقعی جسمی مس کا قبضہ سے
کچھ تعلق نہیں گو اکثر یہ کہا جاتا ہے کہ قبضہ جسمی گرفت کو کہتے ہیں یعنے قابض شے
مقبوضہ کو اپنی گرفت میں لے لے اور ہر ایک ایسی صورت جہاں کہ یہ اتصال
جسمی موجود نہیں پڑتا تو قبضہ حقیقی نہیں ہوتا بلکہ فقط مصنوعی ہوتا ہے۔ لیکن یہ
درست نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اگرچہ اس میں شک نہیں کہ اکثر وہ اشیا جو ہمارے
جسمی مس یا گرفت میں ہوتی ہیں ہمارے قبضہ میں ہوتی ہیں اور جو چیز ہمارے قبضہ
میں ہوتی ہے وہ کسی نہ کسی وقت ہماری جسمی گرفت یا مس میں آجاتی ہے لیکن
جسمی مس قبضہ کیواسطے ضرور نہیں اگر حمال لکڑیکا بوجھا سر پر اٹھائے چلا جاتا ہے
اور اُسے سہارا لینے کیواسطے کہیں ٹیک کر دور کھڑا ہو جاوے تو کوئی شخص اس میں
شک کر سکتا ہے کہ لکڑیکا بوجھا اُسکے قبضہ میں بلا شراکت غیری ہے اور یہ قبضہ مصنوعی
یا اعتباری نہیں ہے بلکہ حقیقی اور واقعی ہے اور حالانکہ وہ جسپر بیٹھا ہوا ہے اور جو
اُسکے جسمانی مس میں ہے یعنے زمین اُسکے قبضہ میں بالکل نہیں۔ اس سے معلوم
ہوا کہ جسمی مس یا گرفت قبضہ کے تصور میں شامل نہیں بلکہ یہ امکان کہ ہم اس
شے کو جسطرح چاہیں استعمال کریں اور کسی اور کا اُس میں دخل نہ
ہونے دیں۔ قبضہ ہے اول اراضی کی مثال لیکر غور کرو۔ ایک شخص نے ایک قطعہ
اراضی خرید کیا اور قیمت ادا کر دی۔ فریقین نے بیعنامہ پر دستخط کر دئیے مشتری

زمین مبیعہ پر قبضہ کرنے جاتا ہے یہ ضرور نہیں کہ زمین کے ہر ایک حصہ پر چلنے
سے وہ اُسکو جسمی مس میں لاوے وہ زمین پر داخل ہوتا ہے اُسپر کھڑا ہو جاتا ہے اور بائع
اُس زمین سے ہٹ گیا اور یا اُسنے اپنی رضامندی ظاہر کی تو مشتری کا قبضہ کامل
ہوگیا۔ لیکن یہ فرض کیا گیا ہے کہ کسی نے مخالفت نہین کی۔ اگر بائع وہان موجود
ہو اور مشتری کے قبضہ لینے کے استحقاق کی مخالفت کرے گو کہ وہ ایسا کرنیکا
مستحق نہو اور یا کوئی ایسا شخص موجود ہے جو ان دونون کے حقوق کی مخالفت کرتا ہے
تو جبتک یہ مخالفت رفع نہو گی تو خواہ عمر بھر مشتری اُس زمین پر بیٹھا رہے
جاوے اُسکو قبضہ حاصل نہیں ہوسکتا اور اسکا باعث یہ ہے کہ وہ جسمی چیز و
جو مشتری کو قبضہ لینے کے لئے ضروری ہے جسمانی مس نہین بلکہ وہ جسمی طاقت
ہے جسکی رو سے وہ زمین کو اپنی مرضی کے موافق بغیر کسی دوسرے کے دخل دیئے
استعمال کر سکے ایسی صورت مین فقط دو طریق ہیں جن کی رو سے وہ قبضہ حاصل
کرسکتا ہے (۱) مخالفت کرنیوالوں کو ترغیب دے کہ وہ اُسکے قبضہ کو مان لین
(۲) اُنکی مخالفت کو بزور سے مغلوب کرے۔ قبضہ حاصل کرنے کے لئے
یہ ضروری نہیں کہ مشتری زمین مبیعہ پر قدم ہی رکھے اگر وہ زمین نزدیک ہو
اور بائع زمین کی طرف اشارہ کرے اور ظاہر کرے کہ قبضہ خالی ہے اور اپنی
رضامندی ظاہر کرے کہ وہ اُس زمین کا قبضہ مشتری کو دیتا ہے اور آپ دست
بردار ہوتا ہے اور مشتری اُس قبضہ کے پانے کی رضامندی ظاہر کرے تو یہ امور
انتقال قبضہ کے لئے کفایت کرتے ہیں یہ امکان کہ مشتری جسطرح چاہے
بلا شرکت یا دخل غیری اُسکو برتے جو کہ قبضہ کے لئے ضروری ہے اِس صورت

میں بھی موجود ہے حالانکہ اس سے کہ اس اراضی پر چلنے سے وہ شخص اراضی کا استعمال کرے یا نہ کرے قبضہ کو قایم رکھنے کیلئے بھی یہ ضرور نہیں ہے کہ قابض زمین پر یا اُسکے پاس رہے جبکہ قبضہ ایک دفعہ حاصل ہوچکا ہو تو یہ ضرور نہیں ہے کہ جسمی طاقت اِس امر کی کہ قابض جسطرح چاہے اُس زمین کو برتے ہر وقت موجود رہے۔ اگر وہ شخص اُس جسمی اختیار یا طاقت کو جسوقت چاہے پھر پیدا کرسکے تو سمجھا جاویگا کہ وہ شخص قابض ہے یا ایک شخص جو اپنا گہر چھوڑکر ایک دوسرے شہر میں کاروبار جاری کردے تو کہیں گے تو وہ شخص اپنے گہر اور جائداد پر قابض ہے قبضہ کا معیار یہ ہے کہ وہ جسمی دسترس کو جب چاہے پھر پیدا کرنیکی طاقت رکہتا ہے۔

۲۶۰ اشیاء منقول کا قبضہ بھی بالکل اسیطرح سے حاصل ہوسکتا ہے اور اکثر اسی طرح ہوتا ہے کہ قبضہ لینے والے شخص کے اتصال جسمانی میں وہ شے آجاوے ہم روپیہ کا قبضہ اُسکو اپنے جیب میں ڈالنے اور کوٹ کا قبضہ اُسکو بدن میں پہننے اور ایک کرسی کا قبضہ اُسکے اوپر بیٹھنے سے حاصل کرسکتے ہیں لیکن یہ میں ضرور نہیں ہے اگر روپیہ میرے سامنے میز پر اور کوٹ میری جامہ دانی میں اور کرسی میرے گہر میں رکہی ہوئی ہے تو سمجھا جاویگا گویا اُن اشیا پر میرا قبضہ ہے۔ اسیطرح سے اگر کوئی اسباب جو وزندار ہو اور جہاز پر سے اتارکر چبوترہ پر ڈالا گیا ہو اور میں اُس مال کو خریدلوں تو میں اسکا قبضہ اسیطرح حاصل کروں گا کہ بائع کی ہمراہ اُس مقام پر جاؤنگا اور بائع وہاں جاکر مال کو میرے سپرد کرنیکے لئے اپنا ارادہ ظاہر کریگا اور میں اپنا ارادہ اُسکے قبول کرنیکے لئے ظاہر کروں گا اور نیز اسی طرح سے اگر میں

کسی گودام میں رکھے ہوئے اسباب کو خریدوں تو مجھے قبضہ اسطرح دیا جائیگا کہ بائع مجھے اُس گودام کی کنجیاں سپرد کردیگا۔ وغیرہ وغیرہ

قبضہ اُسوقت تک قایم رہتا ہے جب تک اشیا غیر منقولہ پر کسی طرح کا جسمی قابو ہوتا ہے اور جبکہ وہ جسمی قابو نہیں رہتا تو قبضہ بھی نہیں رہتا لیکن اگر میری غیر حاضری اور لاعلمی کے ایام میں اوروں کے افعال کے باعث میرا قبضہ جاتا رہے تو بھی از روئے قانون میرا خارج از قبضہ ہونا اُس تاریخ سے سمجھا جاویگا جب مجھے علم ہوا

۲۶۱ - جسمی جزو قبضہ کے مفہوم کا فقط ایک حصہ ہے علاوہ اسکے ایک اور حصہ ہے جسکو ہم ذہنی جزو کہہ سکتے ہیں جسکے بغیر جسمی جزو فقط ایک ایسا واقعہ رہجاویگا جس سے کوئی نتایج قانونی اخذ نہیں ہوسکتے اور نہ اسپر خاص قانونی لحاظات مبنی ہوسکتے ہیں۔ قانون میں قبضہ کے لئے فقط یہ ضرور نہیں ہے کہ شے مقبوضہ کو حسب خواہش برتنے کا جسمی اختیار ہو بلکہ اُس اختیار جسمی کو اپنی جانب سے عمل میں لانے کی بابت ہماری عزم مصمم کا ہونا بھی ضروری ہے

قبضہ کے قانونی تصور میں اس جزو کا از بس مفید ہونا تمثیل ذیل سے معلوم ہوگا مثلاً ایک شخص کے پاس ایک قیمتی جواہر ہے جسکو وہ چاہتا ہے کہ کلکتہ سے اپنے گھر کسی گانوں میں بھیجے اور اِس مطلب کے لئے اُسنے یہ جواہر ایک اپنے نوکر کو دیا اور اسکو ہدایت کی اسکو میری بیوی کے حوالہ کردینا۔ تو نوکر کو اِس عمل سے اُس جواہر کا قبضہ حاصل ہوا اور نہ آقا کا قبضہ جاتا رہا۔ یہ بات صحیح ہے کہ نوکر اسوقت اُس جواہر پر اختیار جسمی رکھتا ہے لیکن جب تک وہ اپنے آقا کے حکم کا منقاد ہے تو وہ اس اختیار جسمی کو خود عمل میں لانیکا عزم نہیں رکھ سکتا اور برخلاف اسکے

آقا ایک لمحہ کے لئے اس جواہر پر اپنا قبضہ نہیں کہوتا اگر اُسکے احکام کی تعمیل کیجاوے بوساطت اپنے نوکر کے جو اُسکے احکام کا منقاد ہے آقا کا اختیار جسمی جو قبضہ کیلئے ضروری ہے قایم رہتا ہے لیکن اگر وہ اپنا ارادہ بدل دے اور میں تنازع کروں تو قانونی اختیار سے قبضہ کی صورت بدل جاوے گی قانونی قبضہ کیلئے یہ ضرور نہیں ہے کہ قبضہ کرنے کا ارادہ ہمیشہ میرے دل میں موجود ہے۔ اگر میں نے ایک دفعہ یہ ارادہ مصمم کرلیا کہ میں کسی شے پر اپنی طرف سے اختیار جسمی کو عمل میں لاؤں اور اسی طرح قبضہ کی تعمیل کروں تو قبضہ کو قایم رکھنے کے لئے یہ کافی ہوگا کہ میں اس ارادہ پر قایم رہوں۔ اس بات میں کبھی شک نہیں کیا گیا کہ گماشتہ یا معتمد یا قایمقام کی معرفت بھی کوئی شخص کسی شے کا قابض ہوسکتا ہے لیکن انگریزی فقہا میں اس قبضہ کی ماہیت کی بابت ہمیشہ اختلاف چلا آتا ہے اکثر ایسے قبضہ کو **قبضہ مجازی یا مصنوعی** کہتے ہیں لیکن سیوینی صاحب نے نہایت کامیابی کے ساتھ اسکی تردید کی ہے۔ گماشتہ یا نائب کی معرفت قبضہ ویسا ہی قبضہ ہے جیسا حقیقی مالک کا قبضہ۔ قبضہ کے لئے فقط دو باتیں ضروری ہیں اول اختیار جسمی کو چاہیے جسوقت بحال کرنے کی طاقت اور دوم اس اختیار کے عمل میں لانے کا قابض کی طرف سے مصمم ارادہ یہ صاف ہے کہ میرے نوکر کی پاکٹ میں جو میرا روپیہ ہے یا میرے گماشتہ کی نگرانی میں جو کھیت ہے اُسپر میں ویسا ہی قبضہ رکھتا ہوں جیسا کہ انگلی کی انگوٹھی یا اپنے گھر کے اسباب پر۔ اشخاص نابالغ و فاتر العقل کی صورت میں جہانکہ حالت ذہنی جو قبضہ کے لئے ضروری ہے معدوم ہوتی ہے۔ ولی یا منتظم اس شخص فاتر العقل یا نابالغ کی طرف سے عزم (یعنی جز و ذہنی)

اور اختیار جسمی دونوں کو عمل میں لاتا ہے۔ گماشتہ کے قبضہ اور ولی نابالغ یا
فاتر العقل کے قبضہ میں یہ فرق ہوتا ہے کہ گماشتہ کا قبضہ اصل مالک کی مرضی اور
اور اسکے حکم پر موقوف ہوتا ہے لیکن دوسری صورت میں مالک اصلی یعنی شخص
نابالغ یا فاتر العقل اختیار جسمی یا عمل ذہنی دونوں کے عمل میں لانیکے ناقابل ہے
جو قبضہ کے ضروری اجزا ہیں اس صورت میں ولی یا منتظم اسکی ناقابلیت کو پورا کرتا ہے
اور فی الحقیقت تمام اختیارات اصل مالک کے اسکو حاصل ہوتے ہیں اور اصل مالک اور
ولی ملکر ایک پورا آدمی بناتے ہیں جو قابض تصور کیا جاتا ہے

قبضہ مستخرجہ وہ قبضہ ہوتا ہے جو ایک شخص دوسرے شخص کی ملکیت پر رکھتا ہے
نائب کا اختیار جسمی بعض اوقات اسکا قبضہ کہلاتا ہے اگرچہ قانوناً قبضہ اس صورت
میں اصل مالک کا ہوتا ہے لیکن قبضہ مستخرجہ حقیقی اور قانونی قبضہ ہوتا ہے اس
صورت میں وہ شخص جسکے پاس شے مذکورہ ہوتی ہے اس شے پر اختیار جسمی رکھتا ہے
اور یہی ارادہ رکھتا ہے کہ اس اختیار جسمی کو عمل میں لاوے

۶۲ - اسلئے نائب کی تحویل میں جسکو قانوناً قبضہ نہیں کہہ سکتے
اور قبضہ مستخرجہ میں جو حقیقی اور قانونی قبضہ ہے اگرچہ ماہیت سے جدا ہے؛
فرق ظاہر ہے لیکن ایسے بہت سے مشہور تعلقات قانونی ہیں جنمیں اختیار جسمی
کا ایک آدمی سے دوسرے شخص کی طرف منتقل ہونا ایک ضروری امر ہے اور اکثر یہ
سوال زیر تحقیقات ہوتا ہے آیا اس اختیار جسمی کے انتقال کے بعد منتقل الیہ کی
معرفت جو بطور نائب کے ہوتا ہے قبضہ مالک کے ہاتھ میں ہے یا نہیں اور
آیا منتقل الیہ اپنی جانب سے اوسپر قبضہ مستخرجہ رکھتا ہے۔

۲۶۳ وہ تعلقات جن میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے بشمار ہیں لیکن اکثر یہ
سوال گماشتہ و مالک اور مستعار لینے والے و مستعار دینے والے۔ کرایہ پر دینے
والے۔ اور کرایہ پر لینے والے اور ضامن اور ضمانت دینے والے اور راہن اور
مرتہن کے درمیان کے تعلق کے وقت پیدا ہوتا ہے ۔

۲۶۴ بعضے تعلقات میں جو روزمرہ کے معاملات میں پیدا ہو جاتے ہیں
اور وہ قبضہ کے امر میں اور امور میں عہد و پیمان و قول و قرار صریحہ پر مبنی ہوتے
ہیں لیکن اس قسم کا قول و قرار صریحہ بہت شاذ و نادر ہوتا ہے اور اسکی عدم
موجودگی میں اس امر کے دریافت کرنے میں دقت حائل ہوتی ہے کہ قبضہ کسکی پاس رہا
فقہاے روما کا عمل اس اصول پر تھا کہ جب کوئی مالک کسی دوسرے شخص کو اختیار
جسمی منتقل کردے اور ملکیت منتقل نہ کرے تو منتقل الیہ زمین یا شئے پر قبضہ بالنیابت
رکھے اور اصلی قابض وہ مالک ہی سمجھا جاوے اور یہ اصول تمام صورتوں میں برتا
جاوے سوائے اُس صورت کے جب اور حقوق سے تمتع اٹھانیکے لئے جو منتقل الیہ
کا حق ہوتے ہیں قبضہ کا ہونا لابد ہو +

۲۶۵ لیکن روما کے قانون میں بھی اس امر پر بڑا تنازع چلا آیا ہے کہ آیا ایسے
تعلقات میں جنکا ذکر اُوپر کیا گیا ہے جسمی قبضہ کے انتقال کے بعد قبضہ کون سے
فریق کا رہتا ہے۔ سوینی صاحب خیال کرتے ہیں کہ قانون روما کے مطابق گماشتہ
اور مستعار لینے والے اور کرایہ لینے والے اور ضمانت لینے والوں کی صورتوں میں
قبضہ کا انتقال نہیں ہوتا لیکن رہن کی صورت میں قبضہ منتقل ہو جاتا ہے اور اس
امر میں اُسنے زمین اور اشیاء منقولہ میں کچھ تمیز نہیں کی +

۲۶۶ انگریزی قانون بھی علی العموم قانون روما کے مطابق ہے لیکن ایک صورت میں یعنے زمین کو کرایہ پر دینے اور لینے والی کی صورت میں مزارع زمین پر منحصر اجنبی پر بلکہ خود مالک زمین پر اسی التمیں جبکہ وہ شخص یا خود مالک زمین اُس مزارع کے اختیار جسمی میں کسی طرح سے خلل انداز ہو نالش دائر کر سکتا ہے اور علاوہ اُسکے مزارع اراضی مجاز ہے کہ اس حق اختیار جسمی کے اختظاظ کو کھو گئے جانے کی حالت میں پھر وہ اختظاظ اُسی قسم کے فیصلہ کی روسے حاصل کرے جس سے خود مالک زمین کرتا اور علاوہ ازیں مالک زمین کسی ٹھیک ایسے مقدمہ میں جو قبضہ ہی تعلق رکھے جبکہ اُس کی زمین کسی مزارع کو کاشت کیلئے دیجاتی ہے اپنی نام سے مدعی یا مدعا علیہ نہیں ہو سکتا ان تمام امور پر لحاظ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ قانون کے منشا کے مطابق مزارع اُس زمین پر جو اُس کی کاشت میں ہے قابض ہونا چاہئے تھا لیکن باوجود ان امور کے وہ قابض نہیں اول دن ہی انگریزی قانون کا یہ منشا ہے اور اب تک وہی چلا آتا ہے کہ جو شخص کاشت کے واسطے زمین لیتا ہے تو اسکا کوئی حق یا مرافق زمین میں پیدا نہیں ہوتا اور اسلئے اگر وہ مزارع اُس حالت کو قبول کرتا ہے تو وہ اُس زمین پر جسکو وہ کاشت کرتا ہے قابض نہیں ہو سکتا ایسی صورت میں مزارع مالک زمین کا تحویلدار تصور کیا جاتا ہے جو مالک زمین کو زمین کے منافع میں سے ایک مقدار معینہ ادا کرتا ہے اور باقی کو اپنی مزدوری کے حق کے طور پر رکھ لیتا ہے ۔

۲۶۷ سلطنت انگریزی کے اوائل میں منتظمان انگریزی نے انابا واقفیت کے یہ فرض کر لیا کہ قانونی تعلق جو اِس تعلق کی خارجی صورت سے ہندوستان میں

ظاہر ہوتا تھا اُسی قسم کا ہے جیسا کہ انگلستان میں۔ چنانچہ لارڈ کارنوالس اور سر جان شور دونوں کا اتفاق ہے کہ اگر زمیندار کو مالک تسلیم کیا جاوے تو کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی کہ رعیت کو کسی قسم کا حق زمین میں دیا جاوے انگلستان میں جو تصورات مزارعان غیر مستاجر اور مالکان زمین پر صادق آسکتی تھی انکو زمیندار اور رعیت کی طرف منتقل کر دیا اس سے زمیندار اور ان کو نہایت فایدہ پہونچا کیونکہ اُس سے پہلے یہ زمیندار فقط ٹھیکہ دار محاصل سمجھے جاتے تھے اور زمین پر انکا کسیطرح کا حق نہیں تھا۔ لیکن رعیت کے لئے یہ بربادی کا سامان تھا کیونکہ رعیت کو بالکل زمینداروں کے رحم پر چھوڑ دیا جو جسوقت چاہیں لگان کو زیادہ کردیں اور چاہیں جسوقت مزارع کو بیدخل کردیں لیکن خوش قسمتی سے چند ایسے اسباب جمع ہو گئے کہ زمیندار اپنے اس اختیار سے فایدہ نہ اٹھا سکے۔ لیکن تاہم یہ ضرور ہوا کہ کونسل واضعان قوانین کے کسی ایکٹ کی رو سے مزارعان کی حفاظت کیجاوے اور اسلئے یہ ترکیب نکالی گئی کہ خاص حالتوں میں رعیت کو "حق دخیلکاری" عطا کیا جاوے اور لگان کی مقدار معین ہو جاوے۔ بلکہ زارع اُسقدر لگان دیوے جو عدالت قانونی فریقین کے درمیان مشخص کردے اس امر کے دریافت کرنے میں سعی نہیں کی گئی کہ یہ حق دخیلکاری کونسی جماعت حقوق سے تعلق رکھتا ہے لیکن چونکہ ایکطرف تو یہ میلان معلوم ہوتا ہے کہ رعیت اپنی طرف سے قابض اراضی نہ سمجھا جاوے بلکہ بطور نائب مالک کے قابض متصور ہو اور دوسری طرف اسکا حق دخیلکاری ایسا سمجھا گیا ہے جسکو تمام دنیا کے برخلاف بلکہ مالک کے برخلاف بھی نہ صرف بطور معاہدہ کے، عمل میں لا سکتا ہے تو اس سے نتیجہ نکلتا ہے کہ یہ حق دخیلکاری بھی اُن حقوق سے ہے جنکو حقوق ملکیت غیر یا حقوق آسائش کہتے ہیں +

۲۶۸ انگریزی قانون کا قاعدہ ہے (جسکو لٹلٹن صاحب نے قائم کیا تھا اور بعد و تمام مقنن اُسکو مانتے آئے ہیں) کہ اگر ملکیت میں دو شخص شریک ہوں تو ہر ایک شخص کل اور نصف کا قابض ہے۔ اور ہم بیان کرچکے ہیں کہ اس فقرہ سے یہ مطلب ہے کہ ہر ایک مالک جائداد کے ہر ایک حصہ پر دسترس اور قابو رکھتا ہے اور اسلئے اگر قولی اور قبضہ کے ایک معنی لیویں تو وہ شخص جائداد کے ہر ایک حصہ کا قابض ہے لیکن تاہم وہ اس اختیار جسمی کا استعمال فقط اپنی جانب سے ہی نہیں کرتا بلکہ جزواً اپنی جانب سے (یعنے اپنے حصہ کی بہ نسبت) اور جزواً اپنے شریک کے وکیل کے طور پر (اس شریک کے حصہ کی بنسبت) اسلئے قانوناً وہ شخص فقط اپنے حصہ کا قابض کہلائیگا خواہ کسیقدر شریک ہوں لیکن ہر ایک شخص اپنے حصہ کا قابض سمجھا جاویگا۔

طریقہائے استحصال قبضہ

۲۶۹ وہ واقعات جن سے حق ملکیت حاصل ہوتا ہے مفصلہ ذیل ہیں۔ دخل حصول طفیلی یا الحاق۔ بحق صنعت۔ ایجاد۔ مروردت و قدامت انتقال بحین حیات۔ انتقال بعد موت۔ فیصلہ عدالت ضبطی۔ انمیں سے ہر ایک کا کچھ بیان کیا جاتا ہے۔

دخل

۲۷۰ یہ دستور ہمیشہ سے چلا آتا ہے کہ جو شخص سب سے اول کسی شی پر قبضہ کرتا ہے یا اسکو دریافت کرتا ہے تو وہ اسکی ملکیت واقعی کی نسبت دعوی رکھتا ہے یہ دعوی بہت سی وجوہات پر مبنی ہوتا ہے جنمیں سے بعض یہ ہیں۔ ہر ایک چیز کا کوئی نہ کوئی

مالک سمجھا جانا چاہئے جو سب سے پہلے اُسپر قبضہ کرے اسکا دعوی سب سے زیادہ
عمدہ ہے اور اُس دعوی کو تسلیم کرنے سے کسی شخص کو نقصان نہیں پہونچتا اس
امر میں کہ موجودہ قبضہ تسلیم کرلینے میں سرکار کا فایدہ ہے اور واقعی قبضہ کی بابت
خواہ مخواہ تنازعہ کھڑے کرنے میں تکلیف ہوتی ہے۔ قانون روما میں **دخل جائداد**
کے قبضہ کے استعمال کے طریقہائے قدرتی میں سب سے پہلے ہے دخل سے مراد
اُن اشیا پر بنظر تصرف قبضہ کر لینا ہے جنکا کوئی مالک نہیں۔ یہ اشیا خواہ ایسی
ہوں کہ ابتک کسی نے اُنپر قبضہ کیا ہے نہو یا ایسے ہوں کہ پہلے اُنپر کسی نے قبضہ
کیا ہو لیکن اب وہ قبضہ نرہا ہو یہی قاعدہ حیوانات وحشی کیلئے ہے۔ جانوران
وحشی۔ پرندوں اور مچھلیوں کو اگر پکڑنے والا دوسرے کی زمین پر بھی پکڑے تو بھی
اُسکی ملکیت ہوتی ہیں۔ لیکن اگر وہ فقط زخمی کردے تو اُسکو کوئی ملکیت حاصل
نہیں ہوتی۔ مور۔ کبوتر اور ہرن اگر وہ پالنے والے کے گھر واپس آنیکے عادی
ہوں تو اُسکی ملکیت ہیں ورنہ کسی کی نہیں۔ مرغی اور بطخ وغیرہ گو گھر سے باہر ہوں
لیکن پالنے والے کی ملکیت ہوتی ہیں۔ قیدی اور لوٹ جو لڑائی میں ہاتھ لگتے
پکڑنے والے کی ملکیت ہے لیکن وہ بھاگ جاویں تو اُسکی ملکیت نہیں۔ ہونی
جواہرات۔ اور سنگہائے قیمتی اگر دریا کے کنارے پر پائے جاویں تو پانیوالے کی
ملکیت ہیں۔ اگر پانیوالے کی جائداد پر پاویں تو اُسکی اور اگر اور کسی جائداد پر
پاویں تو پانے والے اور مالک جائداد کے نصف برطانیہ میں دفینہ سرکار کا
حق ہے۔ ہندوستان میں ایکٹ ۱۸۷۸ء میں اس مضمون پر ذرا پیچیدہ قواعد
بنائے گئے ہیں لیکن اس میں یہ حکم ہے کہ اگر مالک زمین کوئی استحقاق قایم کرسکے

تو پانیوالے کا حق ہے اور بعض صورتوں میں پہلے پانیوالے کو ملتا ہے اور پہلے مالک زمین کو۔ سرکار اگر دفینہ کی قیمت سے ایک خمس زیادہ ادا کرے تو دفینہ لے سکتی ہے

الحاق یا اشتمال

۲۷۱ شے مملوکہ کے حاصل کرنے کا ایک اور طریقہ حصول کے ذریعہ سے ہے جبکہ اصل شے کے ساتھ اسکے متعلقات کی ملکیت بھی حاصل ہو جاتی ہے مثلاً قدرتی اور محنت سے پیدا کئے ہوئے منافع مانند اراضی و کرایہ مکانات و سود نقدہ و بچہ ہوئی مواشی و حیوانات وغیرہ سب اصل شے کے مالک کے حق میں۔ ایک مکان یا اور کوئی عمارت اگرچہ کسی اور شخص کے ملبہ اور خرچ سے تیار کیجاوے مالک زمین کا حق ہے لیکن اس خرچ اور آلات کا معاوضہ جب نیک نیتی سے کیا جاوے دیا جانا چاہئے اسی اصول پر درخت اور جھاڑیاں جو کوئی شخص غیر ہماری زمین پر لگا دے ہمارا حق ہے جو زمین سمندر یا دریا سے برآمد ہو (پانی کے بہنے سے یا مٹی جم جانے سے) اسی محال کے مالک کا حق ہوتا ہے جس پر وہ زیادہ ہوتی ہے لیکن عارضی طغیانی سے ملکیت میں تبدیلی نہیں آتی اور جب طغیانی یا چڑھاؤ کے باعث سے زمین کا حصہ جسکی تمیز ہو سکتی ہو ایک محال سے جدا ہو کر دوسرے محال میں (جو کنارہ متقابل ہو یا کچھ نیچے) زیادہ ہو جاوے تو وہ اصلی مالک کا حق ہوتا ہے اور اگر وہ اپنے حق کو مدت مناسب کیلئے قائم کرے +

۲۷۲ جب سمندر میں کوئی نیا ٹاپو پیدا ہوتا ہے تو قانون روما کے مطابق وہ اسکا حق ہے جو اسپر پہلے دخل کرے لیکن ہماری قانون کے مطابق وہ اسکا حق نہیں

جو اوسپر پہلے دخل کریں بلکہ ہمارے قانون کے مطابق وہ سرکاری حق ہے اور اسی
طرح انگلستان میں اگر دریا میں کوئی ٹاپو پیدا ہو وہ ملکیت سرکار ہوتا ہے لیکن رومیوں میں
یہ بھی قاعدہ تھا کہ اگر کوئی ٹاپو دریا کے وسط میں ظاہر ہو تو وہ اُن دونوں کا حق
مشترک ہے جن کی زمین دونوں کناروں پر سیدھ میں واقع ہے لیکن اگر وہ ایک
کنارہ کے نزدیک ہو تو وہ اُسی کنارہ کے مالک کا حق ہوگا +

۲۷۳ **ایموس صاحب** کہتے ہیں کہ حقیقت یہ ہے کہ الحاق اُن واقعات
میں سے جس سے حقوق ملکیت پیدا ہوتے ہیں اس بناء پر شمار کیا گیا ہے جس بنا پر
دخل اور دیگر واقعات تسلیم کئے گئے ہیں۔ قانون کا بنانیوالا نوع انسان کی امیدوں
اور عادات کو ملحوظ رکھتا ہے اور اُن ہی جو قواعد بطور نتیجہ کے حاصل ہوتے ہیں
وہ یا تو رفتہ رفتہ بتقاضائے مصلحت ملکی وسیع ہوگئے ہیں یا تنگ ہوگئی ہیں
مثلاً "الحاق" کی صورت میں کاشتکار کی توجہ اور محنت کی خواہش کو اس ہوا سے
نہایت تقویت پہونچتی ہے کہ اوسکی محنت کی پیداوار پر اُسکے دعاوی تسلیم کئے
جاویں اور اُنپر عملدرآمد ہو۔ دریا میں کسی جزیرہ کے پیدا ہونے اور زمین برآمد ہونے میں مخالف
دعویداروں کے دعوی کا فیصلہ اُنکے ہی قدرتی امیدوں کے مطابق کیا جاتا ہے
اور اُنکے دعوؤنکو تسلیم کر لینے میں یہ بھی فائدہ ہے کہ بیرونی دعویداروں کے
حوصلہ نہ بڑھے۔ یہ مشہور مثال کہ ایک مصور نے غیر شخص کے مملوکہ حریر یا کپڑے
پر ایک بے بہا تصویر کھینچدی اُس مصلحت کی بہت عمدہ نظیر ہے جو سرکار کو اُن
دعووں کے تسلیم کرنے کی ترغیب دیتی ہے پہلے اسکی کہ ایک انمول تصویر کو
محو کیا جاوے الحاق کے اصول کو تعمیم کر لیا گیا۔ وہ مصلحت یہ ہے کہ عوام الناس

کی امیدوں اور رواجات کو جہانتک ممکن ہو نقصان نہ پہونچانا چاہئے اسلیئے عوام الناس میں صنعت۔ زراعت اور دستکاری کے شوق اور ہمت کو بڑہانے کیلئے الحاق کو بطور ایک ذریعہ استحصال ملکیت کے تسلیم کرلیا گیا ہے۔

۲۷۴ ہندوستان میں دریا برد و برامد کا جو قانون ہے اُس میں بھی اس اصول کی تقلید کی گئی ہے اور اُس میں رواج اور دستور کو اول بنائے فیصلہ ٹہرایا گیا ہے اور جہاں یہ نہو تو ریگولیشن ۱۱ سنہ ۱۸۲۵ء میں اس قسم کے اصول جیسے اوپر بیان کیئے گئے اختیار کیئے گئے ہیں ۔

صنعت

۲۷۵ جب ایک شخص دوسرے شخص کے مواد۔ مسالہ سے ایک چیز تیار کرتا اور مالک مسالہ اور شے کے بنانیوالے میں تنازعہ واقعہ ہوتا ہے اُسکا فیصلہ کسطرح کرنا چاہئے مقننان روما نے نہایت صحت کے ساتھ فریقین کے دعاوی کی حد باندہ دی تہی دونوں میں سے کسیکو ملکیت کے حقوق عطا کرنے کے یہ معیار ہیں (۱) ارادہ فریقین (۲) شے مصنوعہ کو توڑ پہوڑ کر پہر مصالہ کو اُسکی حالت اصلی میں لانے کا امکان اور غیر امکان اور مشکل (۳) محنت کی مقدار جو اُسپر کی گئی اور محنت اور مصالہ کی قیمتوں میں نسبت (۴) گورنمنٹ کو حرفت و صنعت کی تشویق کا خیال۔ قانون روما کے قواعد یہ تہے کہ اگر شے مصنوعہ کو توڑ پہوڑ کر مصالہ پہر اپنی حالت اصلی پر آجاوے تو مصالہ کا مالک اُس شے مصنوعہ کا مالک ہے نہیں تو صانع لیکن اُسکو مصالہ کی قیمت دینی پڑے گی اگر کوئی شخص ایسے مصالہ سے چیز بناوے جو کچہ تو اُسکی ملکیت کا ہو اور کچہ دوسرے کی ملکیت

تو بھی یہ "قاعدہ" برتا جاتا تھا۔ اگر دو چیزیں فریقین کی رضامندی سے ملائی گئی ہیں عام اس سے کہ وہ جدا ہو سکتی ہوں یا نہیں وہ شے مشترک ملکیت ہے ایک عمارت جو دوسرے شخص کی زمین پر بنائی جاوے وہ مالک زمین کا حق ہوتا ہے بشرطیکہ کوئی قول و قرار باہمی نہ ہو لیکن اگر غلطی سے دوسرے کی زمین پر بنگئی ہے تو بنانے والا ملبہ یا اُسکی قیمت مع لاگت مکان کے وصول کر سکتا ہے پرائے کاغذ پر جو چیز لکھی جاوے وہ کاغذ کے مالک کی ملکیت ہو جاتی ہے لیکن اور شخص کے کاغذ یا کپڑے پر جو تصویر بنائی جاوے وہ مصوّر کا حق ہے۔

ایجاد

۲۷۶ حرفت و صنعت و دستکاری کی تشویق کے لئے زمانہ حال میں تمام ممالک کی یہ مصلحت ملکی ہے کہ اشیاء مفیدہ کے بنانیکے نئے طریقوں کے ایجاد کرنے والوں کو چند حقوق عطا کئے جاویں اسی طرح کی رعایت مصنفوں کے ساتھ کی جاتی ہے۔ تصنیف اور ایجاد کے حق کے بارہ میں یہ خصوصیت ہے کہ کوئی خاص شے نہیں جسکے متعلق یہ حقوق سمجھے جاویں یہ حق تمام اشخاص کے مقابلہ میں ہوتا ہے لیکن اس صورت میں بجائے اسکے کہ کسی کو شے مملوکہ آزادی سے استعمال کرنے میں دست اندازی سے منع کیا جاوے اُنکو نقلوں اور نسخوں کے بیچنے سے منع کیا گیا ہے اور ایک قسم کا "اجارہ" ہے لیکن اسکا اثر وہی ہے جو ایک حقیقی حق ملکیت کے پیدا ہونے کا ہوتا۔

مرور زمانہ و قدامت تصرّف

۲۷۷ مرور زمانہ سے ملکیت کا حاصل کرنا اور اُس سے تمتع اٹھانا "حق امتناع"

(ایپس کرپشن) کہلاتا ہے مارکبی صاحب فرماتے ہیں کہ قبضہ دیرینہ کے لئے قانون کی حفاظت کو دو صورتوں میں وسعت دیجاتی ہے

۲۷۸ یہ حفاظت ہر ایک ملک کے قانون میں قبضہ دیرینہ کے لئے مخصوص ہے بعض بعض وقت صاف صاف لکھا ہوتا ہے جو کوئی شخص مدت معینہ تک قابض رہتا ہے وہ مالک تصور کیا جاتا ہے اور بعض اوقات اگرچہ قابض کو صریح الفاظ میں مالک نہیں تسلیم کیا جاتا لیکن تاہم کسی اور شخص کے لئے جو مدت معینہ تک غیر قابض رہا ہو یہ گنجائش نہیں چھوڑی جاتی کہ وہ ملکیت کا دعوی کرے قانون روما اور قانون انگلینڈ میں دو نو قسم کی حفاظت کا رواج پایا جاتا ہے اور اکثر دونوں مخلوط کر دیئے جاتے ہیں

۲۷۹ زبان کی تبدیلی کا بڑا ثبوت یہ ہے امتناع (ایپس کرپشن) بعض وقت اول معنی میں بعض وقت دوسرے معنی میں اور بعضے وقت دونوں معانی میں بلا تمیز استعمال کیا جاتا ہے۔ جب کسی ایسے شخص کے برخلاف دعوی کیا جاوے جو مدت معینہ تک کسی چیز پر قابض رہا ہو اور وہ شخص اسوقت یہ عذر پیش کرے کہ میں مدت کثیر تک قابض رہا ہوں اور اسلئے میں بیدخل نہیں ہوسکتا اس عذر کو روما کے مقنن حق تصرف قدیم کہتے ہیں برخلاف اسکے لارڈ کوک۔ حق تصرف قدیم کو اس استحقاق کا حاصل کرنا بتلاتے ہیں جو مرور مدت اور احتفاظ سے پیدا ہوا ہو ضابطہ فرانسیسی میں بھی اس قسم کی تعریف کیگئی ہے اور فرانس کے مقنن۔ چارہ جوئی ممتنع ہوجانے اور انتقال حق میں کچھ تمیز نہیں کرتے لیکن انگریزی قانون میں یہ تمیز کیجاتی ہے

اور ہم اُن دونوں قسم کی حفاظت کو میعاد اور حق تصرف قدیم سے تعبیر کریں گے اور حق تصرف قدیم کے وہ معنی لینگے جو کوک نے لئے ہیں نہ کہ وہ جو بعض کے متقنوں نے لئے ہیں۔

۲۷۹ مارکبی صاحب اِن دونوں قسموں کی حفاظت میں یہ تفریق کرتے ہیں کہ اوّل کو حق امتناع۔ اور دوسرے کو میعاد کہتے ہیں اور لفظ امتناع کو لارڈ کوک کے معنی میں استعمال کرتے ہیں قانون روما میں قبضہ مستقل اور استعمال بہ نیک نیتی کے باعث اشیاء منقولہ میں برس بھر میں اور اشیاء غیر منقولہ میں دو برس میں حق ملکیت حاصل ہوجاتا تھا۔ بعیدو سنجات میں تصرف قدیم کے باعث اشیاء غیر منقولہ کے بارہ میں دس اور بیس برس میں استحقاق حاصل ہوجاتا تھا۔ اگر فریقین غیر حاضر ہوتے تھے تو بیس برس میں اور حاضر ہوتے تھے تو دس برس میں جو اشیاء بیع یا رہن یا اور کسی جائز طریق انتقال سے حاصل کی جاتی تھیں اور اُن انتقال میں کوئی نقص رہجاتا تھا تو وہ ایک دو برس کے قبضے کامل ہوجاتا تھا۔ قبضہ مخالفانہ کی صورت میں قاعدہ امتناع صادق آتا تھا اور حقوق بر ملکیت غیر کی محض قبضہ کی صورت میں بھی۔

۲۸۰ فرانسیسی قانون میں بھی اِنہی اصول پر دو قواعد مبنی ہیں۔ اول وہ شخص جو نیک نیتی سے یا استحقاق ظاہری پر جائداد غیر منقولہ حاصل کرتا ہے تو وہ دس برس کے بعد اگر وہ ملک میں رہتا ہے اور ۲۰ برس کے بعد اگر وہ کہیں باہر ہے اور وہاں کی رعایا بنگیا ہے مالک مطلق ہوجاتا ہے۔ دوم کہ تمام دعاوی قابض سی سالہ کے برخلاف ممتنع اور نا یداز میعاد ہیں اسکو اور کسی

استحقاق کے پیش کرنے کی کچھ ضرورت نہیں

۲۸۱ انگلستان میں قانون ہائے قبل از ۳ و ۴ ولیم چہارم باب ۲۷ کی رو سے ایک مدت معین کے بعد چارہ جوئی ممتنع ہو جاتی تھی لیکن حق زائل نہیں ہوتا تھا۔ مگر قانون مذکورہ بالا کی رو سے قرار پایا کہ جب چارہ جوئی ممتنع ہو گئی حق بھی زائل ہو گیا۔ اراضی اور لگان کی میعاد بیس سال تھی لیکن ناقابلیت ہائے ذاتی کی صورت میں اور دس برس کی رعایت دیجاتی تھی۔
کسی حق کے احتفاظ کی صورت میں بیس سال میں اور حقوق آسائش کے لئے ۴۰ سال میں بہ صورت عدم موجودگی کسی عہد نامہ کے حق مطلق پیدا ہو جاتا تھا

۲۸۲ میعاد کی بابت انگلستان میں جو قانون پاس کئے گئے ہیں ۳ و ۴ ولیم چہارم باب ۲۷ و ۲ و ۴ و ۲ جیمس اول باب ۱۶ مسٹر انڈرہل صاحب نے نہایت مشہور معاملات کی میعادیں اسطرح لکھی ہیں۔

۲۸۳ چالیس برس۔ زمین یا لگان کے بازیافت کے لئے جب وعویدار کوئی شخص ہو کارپوریشن نہو زیادہ سے زیادہ میعاد

۲۸۴ بیس برس۔ میعاد برائے ایضاً معمولی عوائض میں انفکاک رہن سے وصیت کردہ اشیا کی بازیافت اور لگان کی بازیافت اور قرضہ بر کفالت اراضی کے بازیافت کے لئے

۲۸۵ چھ برس۔ بقایائے لگان وجہیز وغیرہ کی بازیافت کے لئے

۲۸۶ چار برس۔ ارجاع نالش مقدمات حملہ و حبس بیجا کے لئے

۲۸۷ دو برس۔ برائے ارجاع نالش ازالہ حیثیت عرفی بالفاظ و برجہ ہائے وغیرہ۔

۲۸۸ مدت اسوقت سے شروع ہوتی ہے جبکہ اس شخص کو حق نالش حاصل ہوتا ہے بشرطیکہ وہ صحیح الحواس بالغ قید خانہ سے باہر اور عورت ہو تو غیر منکوحہ ہو۔

۲۸۹ پہلے بعبور دریائے شور ہونے یا قید میں ہو جانے کی صورت میں میعاد بڑہا دیجاتی تہی لیکن ۱۹ و ۲۰ وکٹوریا باب ۹۷ دفعہ ۱۰ کے بموجب یہ قرار پایا ہے کہ بوقت حصول حق ارجاع نالش بعبور دریائے شور غیر حاضر ہونے یا قید میں ہونے سے میعاد معینہ سے زیادہ کچھ رعایت نہ دیجاویگی

۲۹۰ ہندوستان میں ایکٹ ۱۵ ۱۸۷۷ء کی رو سے امورات ذیل میں میعاد ہائے ذیل مقرر کی گئی ہیں +

۱۲ برس کا قبضہ مخالفانہ قابض کو حق مطلق عطا کرتا ہے

۲۰ برس کا احتفاظ حق آسائش عطا کرتا ہے

معمولی نالش کیواسطے تین برس میعاد ہے خاص صورتوں میں ایک برس سے ۶ برس تک میعاد رکہی گئی ہے اور جس صورت میں کوئی میعاد نہیں بیان کی گئی وہاں چہہ برس میعاد ہے۔

۲۹۱ ۳۰ برس اور ۶۰ برس واسطے رہن ہائے وحقوق سرکار کے میعاد رکہی گئی ہے۔ عام قاعدہ یہ ہے کہ حق امتناع سے فایدہ اٹہانے کے واسطے قبضہ باعتبار حق ہونا چاہئے نہ قبضہ مستمرجہ۔ اور کوئی پوشیدہ اور جبریہ انتفاع کافی نہ ہوگا بلکہ ظاہرا اور ارادتا ہونا چاہیے یا یہ کہو کہ قبضہ مخالفانہ ہونا چاہئے اور باعتبار حق ہو۔ حق آسائش کی صورت میں فقط احتفاظ محض کافی ہے +

انتقال

۲۹۲ انتقال یا تو بحین حیات یا بعد موت مالک ہو سکتا ہے۔ دوسری صورت میں وراثت میں عام قانون کی پابندی یا مالک متوفی کی خواہش ہائے اظہار کردہ شدہ کی پابندی کی جاتی ہے

۲۹۳ انتقال بحین حیات وہ انتقالات ہیں جو مالک اپنی زندگی میں کرتا ہے اور جو اسیوقت سے اثر پذیر ہو جاتے ہیں۔ اس انتقال کے طریقے ہبہ۔ بیع اور ترک ہیں۔ ترک کی صورت میں ہم پہلے بھی بیان کر چکے ہیں کہ اول جو دخل کر لیتا ہے مالک بنجاتا ہے۔ جبکہ جائداد منقولہ ہو اور منتقل کنندہ یا قانون نے کسی اور طرف اشارہ کیا ہو۔ قانون روما کے مطابق انتقال کامل کے لئے چار امرات ضروری تھیں اول استحقاق منتقل کنندہ بے سقم ہونا چاہئے۔ دوم قبضہ دیدیا جائے۔ سوم وہ انتقال کرنے کا ارادہ رکھتا ہو۔ چہارم منتقل الیہ بھی ارادہ رکھتا ہو۔ بیع کی صورت میں جائداد حاصل نہ کیجاتی تھی جب تک قیمت نہ ادا کی جاتی تھی۔ ہبہ کی صورت میں وہ بمرضی واہب مسترد ہو سکتا تھا اور موہوب الیہ کے پہلے مر جانے سے زائل ہو جاتا تھا۔ قانون روما میں مالک کے حق انتقال پر کوئی قید نہ تھی سوائے ان اشخاص کے جو بحق خود مالک ہوتے تھے۔ اشیائے منقولہ کے انتقال کے متعلق اکثر قانونوں نے کوئی قید نہیں لگائی اور فقط ان ملکوں میں جہاں ملکیت مشترکہ خاندان کی رسم ہے قیود لگائی جاتی ہیں۔ ہندوستان میں بھی یہی صورت ہے کہ ازروے دھرم شاستر وہ تمام انتقالات جو خاندان سے باہر کئے

جائز نہیں سمجھے جاتے اور زمین کی صورت میں اور اُن اشیائے منقولہ کے بارہ میں جو خاندان کی جایداد جدی ہے وہ بالکل ممنوع ہیں +

۲۹۴ انتقالات بعد از موت پر بھی اسی قسم کے قیود ہیں ۔ ہندو دھرم شاستر کے مطابق موجودہ مالک کا یہ حق کہ وہ اپنی موت کے بعد طریق وراثت کو بدل سکتا ہے تسلیم نہیں کیا گیا ۔ قانون روما کے مطابق کوئی مالک اپنی جائداد کے ۱/۴ سے زیادہ معمولی وارث کے سوا اور کسی کو نہیں دے سکتا ۔ ابوین اپنے بچوں کیلئے اور اولاد اپنے ابوین کے لئے از روی حکم قانون ایک معین حصہ چھوڑ جانے کو مجبور ہوتی تھی جو ۱/۴ سے کم نہو +

۲۹۵ فرانس میں اگر کوئی شخص لاولد یا وارث مر جاوے تو وہ اپنی تمام جائداد غیروں کو دے سکتا ہے لیکن اگر اُسکے ایک بچہ ہے تو آدھے اور دو بچے ہیں تو ۱/۳ اور تین یا زیادہ بچے ہیں تو ۱/۴ سے زیادہ منتقل نہیں کرسکتا ۔ زمانہ حال کے قانون انگلستان کے مطابق (پہلے خواہ کسیقدر قیود ہوں) اب اختیارات متعلق وصیت نامجات بالکل بلاقید ہیں سوا جائداد (ان ٹیلڈ) جسکو وہ منتقل نہیں کرسکتا

سکاٹ لینڈ میں اگر متوفی کے پیچھے نہ بیوی اور نہ اولاد رہے تو وہ اپنی تمام جائداد کو منتقل کرسکتا ہے لیکن اگر بیوی اور اولاد دونوں باقی رہیں تو وہ ۱/۳ کو اپنی مرضی کے موافق منتقل کرسکتا ہے ۔ شرع محمدی میں اس قسم کا انتقال ایک ثلث سے زیادہ نہیں ہوسکتا ۔

ہر ایک قانون میں کوئی نہ کوئی قواعد وراثت وضع کئے گئے ہیں

ہیں جو اس متوفی کی جائداد کی صورت میں جسکو کوئی ہدایت اسبارہ میں مطابق منشاء قانون نہ چھوڑی ہو برتے جاویں۔ بالعموم ان قواعد میں یہ حکم ہے کہ وراثت متوفی کے ساتھ قرابت پر موقوف ہے لیکن بعض قانونوں میں دیگر امور ایسے بھی ملحوظ ہوتے ہیں جیسے خاندانی جائداد کا غیر مقسوم رہنا یا فائدہ کی مقدار جو کوئی فرد آدمی بزعم بعض متوفی کی روح کو پہونچا سکیں وغیرہ وغیرہ۔ رشتہ داران قرابتی یا تو اولاد یعنے سلسلہ متنزل یا آبا و اجداد یعنے سلسلہ متصاعدہ یا طرفی ہوتے ہیں۔ قرابت دو قسم کی ہوتی ہے مستقیم اور طرفی حقیقی یا سوتیلہ یعنے ... دینی یا

۲۹۶ روما کے قانون قدیم میں وراثت خاندان کی ترکیب پر ایسے ترتیب سے اول وارث اولاد درجہ وار ہوتی تھی جو باپ کی حکومت میں ہوتی تھی انکے بعد نزدیک ترین قرابتی یعنے وہ اشخاص جو بصورت زندہ ہونے جد مشترک کے ایک ہی جدی حکومت میں ہوتے ان سب کے نہ ہونے کی صورت میں وراثت ان اشخاص کو پہونچتی تھی جن کا نام وہی ہوتا تھا جو متوفی کے خاندان کا خاندانی نام ہونیکا دستور جیسا انگریزوں میں ہے مترجم) شہنشاہ جسٹینین نے یہ طریقہ بدل دیا اور قانون وراثت اسطرح قرار پایا۔ جائداد حقیقی و ذاتی میں کچھ تمیز نہ کیجاتی تھی۔ فرزند اکبر کی ترجیح کا کچھ خیال نہ کیا جاتا تھا ورثائی نرینہ کو اناث پر کچھ ترجیح نہ دیجاتی تھی۔ قرابتی قرابت نسبی کے لحاظ سے وراثت پاتے تھے رشتہ داران از طرف ذکور و رشتہ داران از طرف اناث میں کچھ تمیز نہ کیجاتی تھی۔ قرابت نسبی کے ذریعہ سے سوا باقیماندہ زوج یا زوجہ کے اور کسیکو حق وراثت نہ پہونچتا تھا۔ ترتیب وراثت یہ تھی (۱) اولاد یعنے سلسلہ

متنزلہ (۲) سلسلہ متصاعدہ اور حقیقی بہائی اور بہنین (۳) سوتیلے بہائی اور بہنین (۴) تمام اقربائے طرفی بترتیب قرابت

۲۹۷ بموجب قانون انگلستان وراثت بخط مستقیم اس شخص کی اولاد کو جو آخر میں مستحق تہا اترتی آتی ہے ورثائے ذکور کو ورثائے اناث پر ترجیح دیجاتی ہے ذکور مساوی الدرجہ میں سب سے بڑے کو وراثت پہونچتی ہے۔ لیکن اناث مساویۃ الدرجہ سب کی سب لیتی ہیں۔ سلسلہ متنزلہ یا اسافلہ) کے بعد باپ جو سب سے اقرب سلسلہ عالیہ و متصاعدہ میں ہوتا ہے وارث ہوتا ہے۔ لیکن باپ کی عدم موجودگی میں بہائی اور بہنیں اور انکی اولاد لیتے ہیں اور جب تک باپ کی اولاد ختم نہ ہو لے توکسی بعید درجہ کی جد بخط مستقیم کو وراثت نہیں پہونچتی

۲۹۸ جایداد ذاتی کی صورت میں ترتیب ذرا مختلف ہے ایک ثلث بیوہ کو ملتا ہے اور باقی بحصہ مساوی اولاد یا انکی اولاد کو بصورت عدم موجودگی اولاد بیوہ کو نصف اور باقی نصف رشتہ داران طرفی کو۔ اگر بیوہ نہ ہو تو کل اولاد کو اور اگر نہ اولاد ہو اور نہ بیوہ تو کل رشتہ داران طرفی کو۔ رشتہ داران طرفی میں سے رشتہ داران از جانب مادر رشتہ داران از جانب پدر مساوی الدرجہ حصہ پاتے ہیں

۲۹۹ ہندوؤں میں پہلے زمانہ میں فقط فرزند اکبر کو وراثت پہونچنے کا رواج تہا۔ لیکن مدت ہوئی وہ منسوخ ہو گیا اور اب تمام فرزندان نرینہ جو عورت منکوحہ سے ہوں اور متوفی کی موت کے وقت اسکے ساتھ رہتے ہوں اسکے ترکہ کے حصہ دار مساوی ہوتے ہیں عام اس سے کہ جائداد متروکہ حقیقی ہو یا

ذاتی مکسوبہ ہو یا موروثی۔ پرپوتے تک حق قائمقامی ہی تسلیم کیا گیا ہے
اور پوتا اور پڑپوتا بھی اگر ایک کا باپ اور دادا دونو مر جاویں وہ اپنے چچا
اور دادا کے بھائی کے ساتھ جُداگانہ مساوی حصہ لیں گے لفظ پُتر سے
اُسکے تنگتر معنے میں پوتا اور پڑپوتا بھی مراد ہوتی ہے تبنّی بیٹا صلبی بیٹے
کے قائمقام ہوتا ہے جبکہ صلبی بیٹا کوئی نہ ہو اور حقوق میں بیٹے کے مساوی
ہوتا ہے شودر اقوام کے بیٹوں میں فرزند ولدالحرام جو گولی کے پیٹ سے
ہو عورت منکوحہ کے بیٹوں سے نصف لیتا ہے اور جب کوئی بیٹا یا پوتا
یا پڑپوتا نہ ہو لیکن نواسا ہو تو برابر حصہ لیتا ہے۔

۳۰۰ بیٹوں کی عدم موجودگی میں پڑپوتے وارث ہوتے ہیں اُس صورت
میں بھی اُنکو اُن کے باپ اور دادا کا حصہ ملتا ہے لیکن ایک بیٹی سے پوتے
کم ہوں اور ایک سے زیادہ تو بیٹوں کا حصہ مقدار اوسی قدر ہوگا جتنا ہو تو ہوتا

۳۰۱ اور اسی طرح بیٹوں کی عدم موجودگی میں پوتے وارث ہوتے ہیں۔

۳۰۲ شرع محمدی کے مطابق ایک سے زیادہ اشخاص جو متوفی سے مختلف رشتے
رکھتے ہوں ایک ہی وقت میں وراثت پا سکتے ہیں۔ انکے حصہ مقرر ہوتے ہیں اور
وراثت ایک ہی وقت میں جزواً متنزل اور جزواً متصاعد ہوتی ہے۔

۳۰۳۔ ابوین اولاد زوج وزوجہ ہر ایک صورت میں حصہ لیتے ہیں
اور حصہ داروں کا درجہ اور تعداد کچھ ہی ہو۔

۳۰۴ یہ عام قاعدہ ہے کہ بھائی کو بہن سے دوچند ملتا ہے لیکن اگر بھائی بہن
ایک یا اور مختلف باپوں سے ہو اس قاعدہ میں استثنا ہے۔

۳۰۵ باقیوں کو اعصاب کہتے ہیں۔

۳۰۶ وصیت کرنے کے طریقہ کے بارہ میں ہم پاتے ہیں کہ جہاں وراثت یا وصیت تسلیم کی گئی ہے ازروئے شرع متوفی کے ارادہ کی تحریری اور مستند شہادت نہایت ضروری ہے اس قاعدہ کی خوبی ظاہر ہے۔

۳۰۷ قانون روما میں تین قسم کی وصیتیں تسلیم کی گئی ہتیں۔ اول جو وصیت لوگوں کے سامنے مجلس میں کی جاوے۔ دوم سپاہی لڑائی کو جاتے ہوئے اور اور سپاہیوں کے مواجہہ میں وصیت کرسکتے تھے۔ سوم وہ وصیت جو ایک فرضی بیعنامہ کی شکل میں ہوتے تھے جس میں تمام رسومات بیعنامہ پوری ہوتی تھیں اُس میں پانچ گواہوں کی موجودگی ضروری تھی رفتہ رفتہ تحریری وصیتیں ہونے لگیں اور تحریری وصیتوں میں سات گواہوں کی شہادت ضروری ہوتی تھی +

۳۰۸ قانون فرانس کے مطابق وصیت نامہ اگر وہ پورا پورا لکھا ہوا ہو اور تاریخ اور دستخط موصی اُسپر درج ہوں کافی ہے۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ وصیت نامہ عام جلسہ میں ہو دو گواہوں کے مواجہہ اور دو عہدہ داران تصدیق کنندہ کی مدد سے یا ایک عہدہ دار اور چار گواہوں کے مواجہہ میں اور اُسپر موصی کے دستخط ثبت ہوں اگر وہ لکھ سکتا ہو اور لکھ سکتا نہو یہ ذکر ہونا چاہیے کہ لکھ نہیں سکتا تیسری شکل کی وصیت **وصیت مخفی** ہوتی ہے اس وصیت کو خود موصی لکھکر یا لکھا کر اور اوسپر دستخط کرکے اور مہر لگا کر ایک عہدہ دار اور چھ گواہوں کو دیدیتا ہے اور موصی

بیان کرتا ہے کہ اس خیر بند لفافہ میں اسکی وصیت ہے اور اس بیان کے بعد اس مضمون کا ایک نوٹ وصیت نامہ کے لفافہ پر لکھا جاتا ہے جسپر موصی اور عہدہ دار تصدیق کنندہ اور گواہ اپنے اپنے دستخط کردیتے ہیں ✤

۳۰۹ اگر کوئی باشندۂ فرانس غیر ملک میں ہو تو وہ ایک تحریری وصیت بہ ثبت دستخط و تاریخ کر سکتا ہے یا ایسی کوئی تحریری وصیت ہو جو اس ملک کے دستور کے موافق قلمبند کی گئی ہو جہاں وہ تحریر کی گئی ہو ✤

۳۱۰ انگلستان میں بموجب قانون ۱ وکٹوریہ باب ۲۶ وصیت کی بابت قواعد مقرر کئے گئے ہیں جن میں سے بعض یہاں لکھے جاتے ہیں۔

(۱) ہر شخص مجاز ہے کہ وصیت تحریر کردہ مطابق ایکٹ کے ذریعہ سے اپنی تمام جائداد حقیقی ہو یا ذاتی جسکا وہ اپنی موت کے وقت مستحق ہو وصیت یا منتقل کردے۔

(۲) کوئی وصیت نامہ جائز نہیں جبتک تحریری نہو اور جبتک اسکے نیچے یا انجام میں موصی کے دستخط نہوں یا کسی اور شخص نے اسکی ہدایت سے اسکے مواجہہ میں اسپر دستخط نہ کئے ہوں اور ایسے دستخط نہ کئے ہوں اور ایسے دستخط کو موصی نے دو یا زیادہ گواہوں کی موجودگی میں ثبت یا تسلیم نہ کیا ہو یہ گواہ موصی کے سامنے اسپر دستخط کریں گے لیکن کوئی خاص طریقہ تصدیق گواہان ضروری نہیں اس سے معلوم ہوا کہ قانون انگلستان کے مطابق وصیت کا دو گواہوں کے مواجہہ میں اور چند رسومات کے ساتھ ہونا ضروری ہے۔ تحریری وصیت نامجات جنپر کوئی گواہی نہو نا جائز ہیں ✤

لیکن سپاہی جو اسوقت خدمت جنگی پر ہو یا ملاح جو سمندر میں ہو اپنے

جائداو ذاتی کو ایک زبانی وصیت سے بھی منتقل کرسکتا ہے جیسا کہ وہ ایکٹ کے پاس ہونے سے پہلے بھی کرسکتا تھا +

۳ ہر ایک وصیت تحریری بابت جائداد حقیقی و ذاتی کی صورت میں فرض کر لیا جاویگا کہ وہ موصی کی موت سے فوراً ما قبل تیار کی گئی ہے جبتک وصیت نامہ اسکے برخلاف ظاہر نہ ہو

۴- وصیت کا موصی ۱۲ سال سے عمر میں کم ہو تو جائز نہ ہوگی

۵- بطور عام قاعدہ کے ہر ایک وصیت جسکو کسی مرد یا عورت نے کیا ہو اسکے نکاح پر مسترد ہو جاوے گی +

۶- تمام ہبہ یا ترکہ جو وصیت نامہ میں گواہ حاشیہ کے نام یا گواہ حاشیہ کی بیوی یا خاوند کے نام یا کسی شخص کے نام جو اُنکے ذریعہ سے دعویدار ہو کالعدم ہوگی لیکن وہ گواہ وصیت کے لکھے جانے سکے ثبوت کا گواہ جائز ہوگا -

۳۱۱ قانون سکاٹلینڈ کے رو سے وصیت فقط جائداد ذاتی کی ہو سکتی ہے وصیت نامجات جو تحریری ہوں اور جنپر موصی کے دستخط ہوں بغیر گواہوں کے ہی جائز ہوتے ہیں لیکن جب انگوٹھی اور شخص سے لکھے تو موصی کے دستخط آخیر ہونے چاہئیں اگر وہ لکھہ سکتا ہو اور دو گواہوں کی شہادت ہونی چاہئے اور انجام میں ایک فقرۂ تصدیق ہونا چاہئے جس میں تحریر کنندہ کے دستخط ثبت ہوں جو شخص لکھہ نہ سکتا ہو اُسکے وصیت نامہ پر عہدہ دار تصدیق کنندہ (نوٹری) کے دستخط ہونے چاہئیں جسکو وہ اجازت دی اور دو گواہونکے روبرو پاس حلقہ کا پادری نوٹیری کا کام کرسکتا ہے لیکن ایسی دستاویزات میں جائیداد کوئی استحقاق

قابل وراثت یا کوئی اہم دجوب مذکور ہو دو نوٹیری اور چار گواہ ضروری ہیں +

۳۱۲ ازروئے قانون سکاٹلینڈ نابالغ (مرد ہو یا عورت) اور عورت منکوحہ جسکی جائداد شخصی علحدہ ہو وصیت کرسکتی ہے +

فیصلۂ عدالت وقوعی

۳۱۳ یہ طریقہائے استحصال و انتقال حقوق ملکیت عدالتوں کے فیصلجات سے متعلق ہیں اور انکی بابت زیادہ بحث کرنی کچھ ضروری نہیں +

بارہواں باب

قانون معاہدات

معاہدہ کی بابت زمانہ ابتدائی کے تصورات

۳۱۴ قانون وجوبات میں وہ فرائض ثانیہ و حقوق ثانیہ شامل ہیں جو کسی حق اولی عائد کردہ قانون میں دست اندازی کرنے سے پیدا ہوتے ہیں اور یہ حقوق اولی یا تو عام طور سے قانون صریحاً عاید کردیتا ہے اور یا قانون اُن شرائط کو جو اشخاص باہمی عہود سے پیدا کرتے ہیں نافذ کرکر اُن حقوق کو پیدا کرتا ہے چنانچہ قانون رُوما اور نیز قانون انگلستان میں قانون وجوبات کی تقسیم۔ وجوبات از معاہدہ اور وجوبات از ہرجہ۔ میں کرتے ہیں ان دونوں میں فرق فقط اُس طریقہ میں ہے

جس میں وجوب قانونی پیدا ہوتا ہے اور خود وجوبات وحقوق ثانیہ کی ماہیت میں کچھ فرق نہیں ہوتا ہے۔ لیکن اُن وجوبات کے پیدا کرنے اور اُنکو نافذ کرنے کے طریقے کے بارہ میں مختلف سلسلہائے قوانین میں اسقدر احکامات جاری کئے گئے ہیں کہ اُنپر علیحدہ بحث ہونی ضرور ہے +

۳۱۵ ؛ قانون قدیم اور نہ کوئی شہادت ایسی ملتی ہے جس سے معلوم ہو کہ کوئی ایسی سوسائٹی موجود تھی یا ہے جس میں معاہدہ کا تصور نہ ہو۔ لیکن یہ تصور جیسا اول ہی اول ظاہر ہوتا ہے ابتدائی ہوتا ہے ہر ابتدائی تصنیف سے جسکو ہم پڑھتے ہیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ عادت انسانی جو ہمیں ایفائے اقرار کی ترغیب دیتی ہے جب تک کما ینبغی تکمیل کو نہیں پہونچی تھی اور ایسی صورتیں جن میں ایفائے عہد نہیں کیا گیا بغیر کسی الزام کے ذکر کی جاتی تھیں بلکہ اسکو پسند کیا جاتا تھا قانون قدیم اس سے بھی زیادہ اُس فرق کو جو معاہدہ کے غیر پختہ اور پختہ شکل میں ہے ظاہر کرتا ہے۔

۳۱۶ اول ہی اول یہ بات کہیں نہیں پائی جاتی کہ اقرار کے پورا کرنیکے لئے مجبور کرنے کو قانون نے دخل دیا ہو فقط عہد کے لئے قانون نے کوئی تعدید مقرر نہیں کی بلکہ ایسے عہد کے لئے جسکے ساتھ رسومات صالح عمل میں آئی ہوں او ضابطوں اور رسومات کا پورا کرنا اگر خود عہد سے زیادہ نہیں تو اُسکے برابر ضرور اور اہم سمجھا جاتا تھا۔ قوانین قدیم میں معلوم ہوتا ہے کہ کسی ضابطہ کا ترک عہد کی تاثیر قانونی کے حق میں نہایت مضر ہوتا تھا اور اگر ضابطے اور رسومات قانون کے مطابق ادا کرلی جاتی تھیں تو عہد کی تاثیر قانونی کے حق میں نہایت مفید ہوتا تھا

اور اگر ضابطے اور رسومات قانون کے مطابق ادا کر دی جاتی تھیں تو عہد کی تاثیر پوری ہوتی تھی۔ عام اس سے کہ وہ رضا و رغبت سے کیا ہو یا دھوکا یا جبر یا داب بیجا کا نتیجہ ہو۔ رفتہ رفتہ جب یہ عادات انسانی قوی ہو گئیں کہ جب سے یا امید پیدا ہوتی تھی کہ عہد کا ایفا کیا جاویگا تو وہ رسومات اور ضوابط ظاہری جو اُسکے اعلان اور جواز قانون کے لئے ضروری خیال کئے گئے تھے دور ہو تی گئیں حال کے زمانہ میں معاہدہ ایجاب اور قبول کو کہتے ہیں کسی رسومات ظاہری کی ضرورت نہیں لیکن معاہدہ کی تصور کی تکمیل میں بہت سے مدارج کے بعد یہ بات حاصل ہوئی ہے قانون روما میں عہد ذہنی جسکو افعال خارجی کے ذریعہ سے ظاہر کیا جاتا تھا پیکٹ کہلاتا تھا اور جب جب نشانات قانون اسکی تصدیق ہو جاتی تھی اور اسکو وجوب حاصل ہو جاتا تھا تو پھر اسکو معاہدہ کامل کہتے تھے۔ اس قانون میں سب سے پہلے جو لفظ معاہدہ کے لئے استعمال کیا جاتا تھا وہ (نکسم) یعنے زنجیر تھا۔ یعنی فریقین زنجیر بند ہو جاتے تھے روما کے رسومات میں یہ بھی تھا کہ انتقال یا بیع کی تکمیل کیلئے پیسوں اور ترازو کا ہونا ضروری ہوتا تھا اور جب معاہدہ کے ساتھ پیسہ اور ترازو کی رسم پوری ہو جاتی تھی اُسکو (نکسم) کہتے تھے لیکن بعدہ انتقال کو (مین سی پیم) اور فقط معاہدہ کو نکسم کہنے لگے اپنے معاہدہ سے فقط انتقال غیر مکمل مراد لیتے تھے۔ اگر ہم معاہدہ کے اجزائے مرکب کی نوعیت کو دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ یہ امور ضروری ہیں۔ معاہد کسی خاص کام کے کرنے یا نہ کرنے کی بابت اپنے ارادہ کا اظہار کرے اور معاہد لہ یہ ظاہر کرے کہ وہ امید کرتا ہے کہ اقرار جس کا عہد کیا گیا ہے پورا ہو جاویگا اور ایسے اقراروں کا مبادلہ باہمی جہاں ایسے اقرار باہمی

باہمی یا ایسے فریقین کے درمیان جو کسی قانونی عدم قابلیت کی وجہ سے ناقابل معاہدہ
ہو یا نیز اثر جبر نہ ہو (اور غرض معاہدہ خلاف قانون نہو) پیدا ہوئے تو ہم خواہ مخواہ
امید کر سکتے ہیں کہ فوراً قانونی وجوب پیدا ہو جاوے گا۔ لیکن قانون روما میں
اس مرتبہ تک فقط معاملہ ہوتا تھا۔ معاہدہ قابل تاثیر اسوقت ہوتا تھا جب ضابطے
ظاہری پوری ہو جاتے تھے اور پھر وجوب پیدا ہوتا تھا اور اسکی عدم موجودگی معاملہ
(نیوڈم) یعنے عہد عریان کہلاتا تھا وہ شے جو زمانہ قدیم میں لوگوں کو تہدیدات
کے ذریعہ خود ہی عہود کے ایفا کی پابند کرتی تھی چند رسومات قانونی کا مکمل طور
سے پورا کرنا تھا اور ہم معلوم کرتے ہیں کہ یہ رسومات اسقدر ضروری ہیں کہ قانون
روما میں جو اول تقسیم قانون کی گئی وہ فقط انہیں پر مبنی تھی خود معاہدات کی نوعیت
پر نہیں چنانچہ معاہدات کی تقسیم اول معاہدہ زبانی اور معاہدہ تحریری میں کی گئی تھی
معاہدہ زبانی میں عہد اقرار کے بعد فریقین کو چند الفاظ علانیہ کہنے پڑتے تھے
ایک فریق "اقرار صالح کرتے ہو" کہتا تھا اور دوسرا فریق اسکا جواب دیتا تھا
"اقرار صالح کرتا ہوں" اور جب یہ الفاظ ادا ہوتے تھے تو عہد یا اقرار ایک پابند
کرنیوالا معاہدہ بنجاتا تھا معاہدہ تحریری میں وجوب اسوقت پیدا ہوتا تھا جبکہ معاہدہ
کسی بہی یا کتاب مین درج ہو جاتا تھا تیسری قسم کا معاہدہ حقیقی کہلاتا تھا جس میں
کسی شی کی بابت معاہدہ کیا جاتا تھا اور اس میں اس شے کے باضابطہ حوالہ کرنے
سے وجوب پیدا ہوتا تھا چوتھے قسم کا معاہدہ رضامندی کہلاتا تھا اور اس میں چار قسم
کے عہود شامل ہوتے تھے گماشتہ گری و کمیشن شراکت بیع اور کرایہ
ان معاہدات میں باہمی رضامندی کا باضابطہ اظہار قانونی وجوب پیدا کرتا تھا۔

اس کے علاوہ اور رسومات کی کچھ ضرورت نہ تھی ۔

۳۱۷ مین صاحب کہتے ہیں کہ نہایت افسوس کا مقام ہے کہ ہم معاہدہ کی تاریخ
کا اس تکمیل کے ساتھ پتہ نہیں لگا سکتے۔ جیسے وصیت کی تاریخ کا لیکن ذکر کہیں
کہیں اشارات پائے جاتے ہیں جس سے ہم اس طریقہ کا وجود تصور کر سکتے ہیں۔
فرض کرو کہ بیع بعوض زر نقد (نکسم عہد محض) کا نمونہ تھا بائع اس شے مملوکہ کو جسے
وہ بیچنا چاہتا ہے لایا مثلاً ایک غلام اور مزید ار پیسے (جو اس وقت سکہ رائج تھا) لیکر
خود کھڑا ہوتا تھا اور ایک اور شخص جو ضروری ہوتا تھا ترازو لئے کھڑا ہوتا تھا غلام کو
ایک معین ضابطہ کے ساتھ مشتری کے حوالہ کر دیا جاتا تھا اور ترازو کش پیسوں کو
تول کر بائع کو دیدیتا تھا جب تک یہ معاملہ ہوتا رہتا تھا وہ (نکسم) کہلاتا تھا لیکن
جب وہ مکمل ہو جاتا تھا تو نکسم ختم ہو جاتا تھا۔ اب ایک درجہ آگے بڑھو فرض کرو
غلام منتقل ہو گیا لیکن قیمت نہیں ادا کی گئی اس صورت میں نکسم ختم ہو جاتا تھا
فقط اس حد تک جہاں تک بائع کا تعلق تھا لیکن مشتری کے بارہ میں (نکسم) باقی
رہتا تھا اور وہ اب تک فریق (نکسم) کہلاتا تھا اس سے یہ نتیجہ نکلا کہ ایک ہی لفظ اس
انتقال کو جسکے ذریعے سے حق جائداد منتقل ہوا اور غیر سودی روپے کے عوض
مقروض کے ذمہ وجوب ذاتی رہا دونو کو ادا کرتا ہے۔ اسکے بعد ایک درجہ اور
بڑھیں تو یہ صورت ہوگی کہ نہ کچھ ادا کیا جاوے اور نہ کچھ حوالہ کیا جاوے۔

۳۱۸ معاہدہ کے تصور میں یہ امر ضمناً شامل ہے کہ عوام الناس نے تجربہ سے
معلوم کیا ہے کہ وہ آئندہ نہ فقط اپنے ہی چال چلن پر بھروسہ کریں بلکہ ایکدوسرے کے
چال چلن پر بھی اعتماد رکھیں اور اپنے افعال میں اس ہدایت کو ملحوظ رکھیں کہ اور

اشخاص یہی آئندہ کو چند افعال جن کی تصریح کی گئی ہے کریں گے یا نہ کرینگے۔

۳۱۹ ایموس صاحب قواعد معاہدات کے بارہ میں کہتے ہیں کہ ان قواعد سے ان لوگوں کی ہدایت غرض ہے جو ہدایت مذکورہ بالا کی متابعت کرنا چاہتے ہیں اور ان لوگوں کی سزا دہی غرض ہوتی ہے جو تمام سوسائٹی کے مزاج کے برخلاف کل کی ترقی کے مانع ہوتی اگر یہ قواعد نہ ہوتے

لفظ معاہدہ کی تشریح

۳۲۰ لفظ معاہدہ کی سب سے زیادہ عمدہ تشریح ایکٹ معاہدہ میں درج ہے ایکٹ ہذا میں الفاظ اور عبارات مفصلہ ذیل اُن معنی میں مستعمل ہیں جنکی تصریح ذیل میں کی گئی ہے اِلّا اُس حال میں کہ منشاء و مخوار کلام سے خلاف اسکے پایا جاوے

الف جب ایک شخص دوسرے سے کسی امر کے عمل میں لانے یا اُس سے اجتناب کرنے کے لئے اپنی مرضی اس مراد سے ظاہر کرے کہ اس دوسرے شخص کی منظوری اس عمل یا اجتناب کی نسبت حاصل ہو تو کہا جاویگا کہ اُس شخص نے ایجاب کیا

(ب) جب وہ شخص جس سے کلام ایجاب کہا جاوے اس کلام کی نسبت اپنی رضامندی ظاہر کرے تو کہا جاویگا کہ اُسنے اُس ایجاب کو قبول کیا اور ایجاب جسوقت کہ وہ قبول کیا جائے عہد ہو جاتا ہے۔

(ج) جو شخص کہ کلام ایجاب کہے وہ معاہد ہے اور جو شخص اُس ایجاب کو قبول کرے وہ معاہدلہٗ۔

(د) جب معاہد کی خواہش پر معاہد یا کوئی اور شخص کوئی امر عمل میں لایا ہو یا عمل میں لانے سے اُسنے اجتناب کیا ہو یا عمل میں لائے یا اجتناب کرے یا عمل میں لانے یا اجتناب کرنیکا وعدہ کرے تو وہ عمل یا اجتناب یا وعدہ بدل عہد کہلائیگا۔

(ھ) ہر عہد اور ہر اجتماع عہود جو باہم اس طور پر ہوں کہ ہر ایک اُن میں سے واسطے دوسرے کے بدل ہو معاملہ ہے۔

(و) عہود جو باہم بدل یا جزو بدل یکدگر کے ہوں عہود متقابلہ ہیں

(ز) ہر معاملہ کہ از روئے قانون نافذ ہو سکتا ہو کہا جائیگا کہ معاملہ کالعدم ہے

(ح) جو معاملہ کہ از روئے قانون نافذ ہو سکتا ہو وہ معاہدہ ہے۔

(ط) جو معاہدہ کہ فریقین میں سے ایک یا زیادہ کی مرضی پر از روئے قانون نافذ ہو سکتا ہو لیکن دوسرے یا دوسروں کی مرضی پر نہ ہو سکتا ہو وہ معاہدہ ممکن الانفساخ ہے

(ی) جو معاہدہ از روئے قانون ساقط النفاذ ہو جائے وہ بروقت ساقط النفاذ ہونے کے فسخ ہو جاتا ہے۔

تمام وہ معاہدات جو ایسے فریقین کی مرضی سے کئے جاویں جو معاہدہ کرنے کے قابل ہیں اور اُنکی غرض اور بدل خلاف قانون نہوں اور صریحاً اُنکو کالعدم بھی نہ کہا گیا ہو معاہدات ہو جاتے ہیں۔

۳۲۲ اس سے معلوم ہوا کہ فقط ایجابات باہمی کا قبول اور اظہار اُن معاملات کے بارے میں جو اور کسیطرح خلاف قانون نہوں وجوب کے پیدا کرنے کو کافی ہے کوئی رسومات ظاہری ضروری نہیں ہیں۔ لیکن از روئے قانون بعض صورتوں

میں معاہدات کا تحریری اور خاص طور پر مصدق ہونا ضروری اور بعض میں اختیاری ہے۔ ان پر اسوقت بحث کیجاوے گی جبکہ قانون ہندوستان کا ذکر آویگا۔

۲۲۳ سیوینی کی رائے کے مطابق معاہدہ کی تعریف اس طرح ہے معاہدہ وہ معاملہ ہے جو چند اشخاص باہم اپنے ارادہ کے اظہار متفقہ کی بنا پر کرتے ہیں جسکے روسے اُنکے باہمی تعلقات قانونی مشخص ہو جاتے ہیں

۲۲۴ سیوینی صاحب کی تعریف اور اُس تعریف کے درمیان جو مجموعہ نیپولین میں مندرج ہے یہ فرق ہے کہ سیوینی نے اپنی تعریف میں فقط فریقین کے ارادہ کا لحاظ رکھا ہے اس کی تعریف کے مطابق اگر فریقہائے معاملہ کا یہ ارادہ ہو کہ وہ اپنے حقوق قانونی کے اظہار کا ارادہ کریں تو وہ معاہدہ ہے۔ اسبات کا کچھ خیال نہیں کہ وہ تاثیر جسکے پیدا ہونیکا ارادہ کیا گیا تھا ازروئے قانون پیدا ہو یا نہو اور برعکس اسکے مجموعہ نیپولین کے مطابق معاہدہ کیلئے یہ بات بہت ضرور ہے کہ اسکے روسے کوئی قانونی وجوب پیدا ہوا ہو مثلاً اگر میں کسی شخص سے اقرار کروں کہ اگر تم انتخاب ممبران پارلیمنٹ کے وقت میرے حق میں رائے دوگے تو میں تمکو سو روپیہ دوں گا سیوینی کی تعریف کے مطابق یہی معاہدہ ہوگا لیکن چونکہ کوئی قانونی وجوب اس سے پیدا نہیں ہوا تو فرانس کے مجموعہ کی موافق یہ معاہدہ نہیں ہوگا اطالیہ کا مجموعہ قانون اس امر میں سیوینی کی تعریف سے اتفاق کرتا ہے اور ہندوستان کا فرانس کے قانون سے۔ ماکبی صاحب کہتے ہیں کہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ فریقہائے متعلقہ معاملہ کاروبار کی جلدی میں یا بے پروائی سے اپنے ارادہ کا اظہار ایسے طور سے کرتے ہیں کہ اسبات کی

تشخیص کرنے میں بڑی مشکل واقعہ ہوتی ہے کہ فریقہا ئے معاملہ کا کون سے تعلق قانونی کے پیدا کرنے کا ارادہ تھا۔ اس سوال کے جواب میں اکثر کہا جاتا ہے کہ معاہدہ فریقوں کے ارادہ پر منحصر ہوتا ہے۔ لیکن ارادہ کے مشخص کرنے کے وقت اب بھی باقی رہے معاہد کہ سکتا ہے کہ میرے غرض یا ارادہ یہ تھا اور معاہدلہ کہ سکتا ہے کہ میرا ارادہ کچھ اور تھا۔ اسوقت عہد کے کون سے معنی لینے چاہئے پیلی صاحب اس امر کی بحث فرماتے ہیں کہ ذو معانی عہد کی صورت میں یہ ضرور نہیں ہے کہ ہمیشہ عہد کے وہی معنی لئے جاویں جو معاہد بیان کرے کیونکہ اگر ایسا کیا جاوے گا تو معاہد کے دل میں ایسی بہت سی امیدیں پیدا ہو سکتی ہیں جن کی بابت اقرار کرنا معاہدلہ کی غرض ہرگز نہیں تھی اور نہ معاہدلہ انکے ایفا پر مجبور کیا جاوے گا نہ وہ معنی اختیار کرنے چاہئے جو حقیقت میں معاہدلہ سمجھا تھا کیونکہ ایسا کرنے میں معاہد کو بہت سے ایسے عہود و مواثیق کا پابند ہونا پڑے گا جو معاہد کے ارادہ میں ہرگز نہیں تھے +

اسلئے ذو معانی عہد کی صورت میں اس عہد کے وہ معنے اختیار کرنے چاہیں جن کی بابت معاہد متیقن ہو کہ معاہدلہ نے اس معنے کے ساتھ عہد کو قبول کیا تھا آسٹن صاحب نے پیلی صاحب کے اس مقولہ پر یہ اعتراض کیا ہے کہ اگر معاہد نے اس معنے کے سمجھنے میں غلطی کی ہو جن معنی میں اس عہد کو معاہدلہ نے قبول کیا تھا تو یا تو معاہدلہ کو خسارہ ہوگا یا اسکو اسکی امید سے زیادہ کچھ حاصل ہو جاویگا آسٹن صاحب کہتے ہیں کہ ایسی صورت میں اس معنی کو اختیار کرنا چاہئے جو دونوں نے سمجھے ہوں پیلی صاحب کے اول وہ فقرے بالکل صحیح ہیں اور آسٹن صاحب نے جو تیسرے

فقرہ پر اعتراض کیا ہے وہ اعتراض بھی درست ہے لیکن آسٹن بھی اسی مشکل میں
آ پڑا ہے جس میں سے نکلنا اُسکا مقصود تھا۔ کیونکہ ایسے معاملوں میں دقت تو ہمیشہ
آکر پڑتی ہے جبکہ فریقین یہ کہیں کہ ہم عہد کو مختلف اور علحدہ علحدہ معنوں میں
سمجھے تھے اور یہ بات ہر ایک ذو معانی اقرار میں ممکن ہے۔ عملاً اس مشکل کا حل
کرنا نہایت آسان ہے آسٹن صاحب کا یہ قول درست ہے کہ فریقین نے معاملہ
کے ارادہ میں اور عہد کے معنے میں فرق ہے لیکن آسٹن صاحب کے اس
تمیز سے کچھ کام نہیں نکل سکتا عہد کے معنے بھی مختلف اشخاص کے نزدیک
مختلف ہو سکتے ہیں معاہد اس سے ایک مطلب لے سکتا ہے۔ معاہد لہ دوسرا
مطلب اور ایک اجنبی شخص تیسرا مطلب سمجھ سکتا ہے اس دقت میں سے نکلنے
کا فقط ایک ہی راہ ہے جج کو چاہئے کہ جب وہ یہ فیصلہ کرنا چاہے کہ معاملہ میں سے
کون سا وجوب قانونی پیدا ہوا ہے تو ان تمام شکلوں کو زیر نظر رکھے۔ اول وہ
الفاظ جن میں کہ فریقین نے اپنے ارادہ کو ظاہر کیا تھا مشخص کرلے اور بعد ازاں
ہر ایک فریق سے جداگانہ پوچھے کہ اُن الفاظ کا مطلب تمہارے نزدیک کیا ہے
اور یہ بھی دریافت کرے کہ تمہارا جداگانہ ارادہ کیا تھا علاوہ ازیں اسباب کا
بھی خیال رکھے کہ کوئی تیسرا شخص جو معاملہ سے بالکل تعلق نہ رکھتا ہو اور معمولی
فہم رکھتا ہو ان الفاظ سے کیا مطلب لیتا ہے اور یہ بھی چاہئے کہ جج ان تمام
عوارض قرینہ پر غور کرے جن سے عہد کی مطلب یا معاہد کے ارادہ یا معاہد لہ کی
امید کی بابت کچھ واقفیت حاصل ہو سکے اور آخر الامر جج خود غور کرے کہ اسکے
نزدیک ان الفاظ کے کیا معنی ہونے چاہئیں اور آخر کار جو کچھ مطلب جج کے

نزدیک درست معلوم ہو اسکو فریقین کا ارادہ یا مراد تصور کرنا چاہئے اور یہ مقولہ جو زبان زد خلق ہے کہ معاہدہ ارادہ کا محکوم ہوتا ہے اُسی حد تک صحیح ہے جہانکہ فریقین اسباب پر متفق ہوں کہ ارادہ ہر دو فریق کا یہ تھا اور جبکہ ارادہ متنازعہ فیہ ہے تو اُس ارادہ سے جسکا معاہدہ محکوم ہوتا ہے وہ ارادہ مراد ہے جو کہ لتنے مراتب کے ادا کرنے کے بعد جج عہد کے الفاظ سے اخذ کرتا ہے

وہ اشخاص جو معاہدہ کر سکتے ہیں

۳۲۵ تمام قوانین میں اس واقعہ کی شہادت ضروری ہوتی ہے کہ معاہدہ کیا گیا ہے عام اس سے کہ وہ شہادت فقط ظاہری رسومات پر مشتمل ہو یا قابل اعتبار دستاویزات تحریری پر اور یا فقط تراضی فریقین کے ثبوت پر مشتمل ہو لیکن ان سب امور سے پہلے یہ ضرور ہے کہ متعاقدین کی قابلیت قائم کیجائے اور یہ قابلیت اُس معاملہ کے لئے جب قانوناً نفاذ ہونا ہے ضروری ہے۔

۳۲۶ بعض ملکوں میں اور تاریخ قانون کے بعض زمانوں میں عدم قابلیتوں کی تعداد جو اشخاص پر عاید کیجاتی تھی اُس سے بہت زیادہ تھیں جواب اس زمانہ کی ترقی و تہذیب کے دور میں کافی ہیں۔ قانون روما میں تمام ایسے اشخاص جیسے غلام و باشندگان ممالک غیر وغیرہ قانون دیوانی کی حدود سے بالکل باہر سمجھے جاتے تھے زمانہ حال میں اشخاص مفصلہ ذیل معاہدات کے بارہ میں تمام ملکوں میں ناقابل سمجھے جاتے ہیں۔

۳۲۷ اشخاص صغیر سن۔ مجنون۔ بدمست۔ موثر یہ داب [illegible] (خواہ وہ

اخلاقی ہو یا جسمانی یا قانونی) و عورات منکوحہ و گماشتہ ۶ باشندگان ممالک غیر

۳۲۸ صغر سنی و نابالغی یعنے وہ حالت ذہن و جسم جس میں قوائے عقل
انسانی اوسط درجہ کی تکمیل کو نہیں پہونچتے ہر ایک قانون میں تسلیم کی گئی ہیں
قانون روما میں معاملات متعلق معاہدہ میں عدم تجربہ کاری سے جو نتائج پیدا ہو سکتے
ہیں اُن سے بچہ کی حفاظت کرنے کو اتالیق یا باپ کا اختیار کافی تھا قانون
انگلستان میں ۲۱ سال سے کم عمر شخص کے بارہ میں سوائے ضروریات زندگی
کے حاجات کے اور سب قسم کے معاہدات کو تسلیم نہیں کرتا شرع محمدی کے
مطابق عمر بلوغت و عمر ذمہ واری (استیجاب) ایک ہی ہے لیکن ہندوؤں
میں ۱۶ برس عمر ذمہ واری کی حد ہے اور ہندوستان کے قانون میں ۱۸ سال

۳۲۹ مجنون و بدمست قابلیت کے بارہ میں اُس شخص کی وہی حالت ہے
جیسے اشخاص مذکورہ بالا کی۔ جنون اور بدمستی کی بحث پہلے ہو چکی ہے۔

۳۳۰ جبر و داب بیجا وہ معاملہ جو داب بیجا پر مبنی ہوتا ہے اسلئے ناجائز
قرار دیا گیا ہے کہ اُس میں آزادانہ رضا و رغبت نہیں ہوتی اور دوسرا فریق خلاف
قانون فایدہ اٹھا کر فریب عمل میں لاتا ہے۔

۳۳۱ عورت منکوحہ قانون روما کے مطابق تمام عورتیں ناقابل معاہدہ
قرار دی گئی تھیں اور وہ تمام زندگی ایک قسم کے انحصار کی حالت میں رہتی تھیں
یورپ میں بھی عورات منکوحہ ایسی حالت میں ہیں اگرچہ وہ ضروریات خانگی
کے لئے اپنے خاوندوں کے گماشتہ کے طور پر معاہدہ کرسکتی ہیں اور علیحدہ
جائداد کو حاصل اور اسکا انتظام بھی کرسکتی ہیں ۔

۳۳۲ گماشتہ گری۔ گماشتہ گری کی صورت میں اصل مالک اور ایجنٹ کے درمیان قابلیت کو تقسیم کر دیا جاتا ہے۔ لیکن گماشتہ کے اختیارات اصل مالک کے اختیارات سے محدود ہوتے ہیں یعنی اختیار سے بڑھ کر نہیں ہو سکتے

۳۳۳ اشخاص اجنبی۔ زمانہ حال میں معاہدہ کے متعلق اشخاص اجنبی کے واسطے بہت کم بلکہ بالکل عدم قابلیت نہیں ہوتی +

حقوق جو معاہدات سے حاصل ہوتے ہیں

۳۳۴۔ معاہدہ جب ایک دفعہ ہو جاتا ہے تو فریق یا فریقہائے متعلقہ معاہدہ فرائض کی تعمیل کے ذمہ وار اور حقوق کے مالک ہو جاتے ہیں حقوق اور فرائض پر ایک ساتھ ہی غور کرنا چاہیے کیونکہ وہ ایکدوسرے کے ساتھ لازم ملزوم ہیں اور حقیقت میں حقوق کی تعریف فقط فرائض کے الفاظ میں ہی کر سکتے ہیں۔ ایبوس صاحب نے ان حقوق کو اس ترتیب میں لکھا ہے

(۱) حقوق تمام افعال اقرار کردہ شدہ کے پورا کرنے کے بطریقہ و مقدار و وقت اقرار کردہ شدہ۔

(۲) افعال اقرار کردہ شدہ کے عدم ایفاء کے غلبہ کی صورت میں ایسے افعال کرنے کا حق جس سے نقصان میں کمی ہو۔

(۳) از روئے قانون ایفاء جبریہ کرانے کا حق یا بصورت نقصان رسی جو افعال اقرار کردہ شدہ کے عدم ایفاء سے پیدا ہوا ہو معاوضہ حاصل کرنے کا حق

(۴) خاص وجوہات اور شرائط پر انفساخ معاہدہ کا حق اول قسم کے حقوق کے

بارہ میں بڑی دقت تصریح نہ کرنے سے ہوتی ہے جو معاشرت۔ وزیرہ کے معاہدات (مثلاً کرایہ بار بری۔ قرضہ۔ کفالت۔ گماشتہ گری۔ ضمانت مبادلہ بیع) کا خاصہ ہے ان معاہدات میں جن فرائض کے پورا کرنیکا متعاقد اقرار کرتا ہے اُنکے متعین کرنیکا مسئلہ معمولی رواج و امید و قوائے انسانی کی حالت پر منحصر ہے۔

۲۲۵ معاہدات متعلقہ تحویل مال میں مختلف درجہ کی ہوشیاری معاہد کرنے درکار ہوتی ہے جن صورت میں شئے مملوکہ محول الیہ کو محول کے فایدہ رسانی کی غرض سے سپرد کیجاتی ہے اور اُس صورت میں جب محول الیہ کو اُسکی محنت اور تکلیف کا کچھ معاوضہ نہ دیا جاوے تو محول الیہ کی طرف سے نہایت کم درجہ کی احتیاط اور حزم درکار ہوتی ہے۔ اگرچہ اس میں شک نہیں کہ تھوڑی بہت احتیاط کی اُسکی طرف ضرور امید کی گئی تھی ورنہ مال اُسکے سپرد نہ کیا جاتا۔

اگر محول الیہ کو فایدہ ہو جیسے کرایہ اور بار برداری کی صورت میں اور اُسکو اُسکی محنت کے لئے کچھ ادا ہی کیا جاوے تو اُسکی طرف سے زیادہ تر احتیاط درکار ہوتی ہے اور یہ معقول بھی ہے۔ اور اگر مال فقط محول الیہ کی درخواست پر اور اُسکے فایدہ رسانی کی غرض سے اُسکے سپرد کیا جاوے تو اُس مال کی حفاظت میں محول الیہ کی طرف سے بڑے درجہ کی احتیاط اور ہوشیاری درکار ہوگی +

۲۲۶ ذمہ واری کے مدارج میں تمیز کرنے کا ایک اور طریقہ فریب اور غفلت سے ہے غفلت دو قسم کی ہوتی ہے۔ غفلت مجردہ۔ اور غفلت معمولی۔

غفلت مجردہ ایسی احتیاط کی عدم موجودگی کو کہتے ہیں جو وہ شخص جسکی

ذمہ واری زیر بحث ہے عادتاً عملیں لاتا ہے معاہدات کے معاملہ میں جہاں
ہر ایک امر کا انفصال متعاقدین کی اُس اُمید پر منحصر ہے جو فریقین کے باہمی معاملہ
سے پیدا ہوتی ہے عوارض و حالات میں تھوڑی سی تبدیلی احتیاط ضرور کیے
بارہ میں اُسیقدر تبدیلی پیدا کردیتی ہے

غفلت حقیقت میں توجہ و عمل ذہنی کی اُس مقدار کی موجودگی ہے جو
اُس شخص سے قانونی فرض خاص عوارض میں طلب کرتا ہے اِس بحث کو ہم مفصل
درج کرچکے ہیں +

۲۳۷۔ دوسری قسم کے حقوق بالکل حقوق مشتبہ ہیں جس صورت میں معاہدہ
باقی ہوتا ہے تو دائن کے اختیار میں ہے کہ ایسی حالت میں جب وہ معلوم کرے
مدیون اپنے حصۂ عہد کو پورا نہ کرسکے گا تو اُس معاہدہ سے جسقدر اُسے نقصان
پہونچنے کا اندیشہ ہے اوسکی کمی میں کوشش کرے
اسباب مبیعہ کی حوالگی کو بند کردینا اور اُسکو لیجانے کے اثناء میں روک دینا
ایسی صورت میں کہ ادای قیمت غالباً معلوم ہوتی ہو تسلیم کیا گیا ہے۔

۲۳۸ مدیون کی طرف سے دیوالیہ کے سے افعال ظاہر ہونے سے دائن کو
ہمیشہ یہ استحقاق حاصل ہوجاتا ہے کہ وہ ایسے افعال کرے کہ اُس کو اُس صورت سے
جسقدر ممکن ہو کم نقصان پہونچے +

۲۳۹ تیسرے قسم معاہدات کی تعمیل و ایفائے خاص سے متعلق ہے بالعموم
دادرسی خاص و ایفائے خاص معاہدات اوس صورت میں ہوتا ہے جبکہ وہ فعل
جسکے کرنے کا اقرار کیا گیا ہے امانت سے تعلق رکھے یا جہاں واقعی ہرجہ کا اندازہ

نہ ہو سکے یا کافی معاوضہ بشکل نقد نہ مل سکتا ہو۔ یہ حصہ قانون انگلیش ایکٹ ۱۸۷۳ء میں بہت اچھی طرح سے تدوین ہو گیا ہے اگر کوئی شخص یہ حق رکھتا ہو کہ کوئی فعل طریقہ و مقدار و وقت اقرار کردہ شدہ کے موافق پورا کیا جاوے تو وہ ایسے ضرور حقوق ثانیہ کا مالک ہوتا ہے جسکے ذریعہ سے وہ ایفا بالجبر کرا سکتا ہے یا معاوضہ لے سکتا ہے۔ بیشک ایسی خاص صورتوں میں ہرجانہ کی مقدار کا معین کرنا ایک قابل غور امر ہے ۔

۳۴۰ چوتھی جماعت کے حقوق حقوق انفساخ معاہدات ہیں معاہدات کا انفساخ فقط اسی بنیاد پر ہو سکتا ہے کہ ایک خاص وقت میں متعاقدین معاہدہ میں سے کوئی فریق دوسرے فریق کے افعال پر کسی روک کا آیندہ کا استحقاق نہیں رکھتا۔ یا تو اسوقت ہوتا ہے جب تمام فریقوں کے حقوق اصلی ختم ہو جاویں یا کوئی نئے اور زائد حقوق پہلے حقوق کو منسوخ کردیں یہ نئے اور زائد حقوق زاید معاہدہ سے یا قانون کی مداخلت سے پیدا ہو سکتے ہیں۔ قانون کی مداخلت کی امثال قانون معاہدہ ہند کی دفعہ ۲۵٫۴ اور دفعات بین شراکت کے باب میں موجود ہیں بالیسے سوالات سے متعلق ہو سکتے ہیں۔ جیسے قانونی عدم قابلیتوں کا پیدا ہونا یا فریقہائے معاہدہ میں سے کسی کا خلاف قانون عمل وغیرہ وغیرہ

معاہدات کی جماعت بندی

۳۴۱ امیوس صاحب نے معاہدات کو بطریقہ ذیل مرتب کیا ہے

(الف) وہ معاہدات جو سوسائٹی کے تعلقات ضروری کی تائید میں کئے

جاتے ہیں +

۱- معاہدات جو واقعی ہونیوالے نکاح سے متعلق ہیں +

۲- معاہدات جو بروقت نکاح یا بعدازاں اس غرض سے کئے جاویں کہ اُن سے فریقین نکاح کی حیثیت قانونی میں تبدیلی نہ ہو جائے باہمی معاملات سے تعلق رکھے +

۳- معاہدات جو بروقت نکاح اور اُسکے بعد اس غرض سے کئے جاویں کہ جس فریقین کے نکاح کے حقوق ملکیت میں (جو بمنشائے معمولی قانون کے موجود ہوں تبدیلی کیجاوے +

۴- معاہدات جو بروقت نکاح یا اُسکے بعد کئے جاویں اور فریقین نکاح کے حقوق مخالفہ (بابت اولاد) کے متعلق ہوں۔

ب) معاہدات جو مطالب حرفہ یا ترقی مدنی کے لئے عمل بالاتفاق کی تائید میں کئے جاویں +

۱- بیع جس میں مبادلہ شامل ہے

۲- کرایہ دینا

۳ حویلات (تمام جو اس سرخی میں قانون انگلستان کے بموجب شامل ہیں

۴- قرض اور ویہڑور

۵- کفالت جس میں کفالتہائے رہنی ہر قسم کے شامل ہیں

۶- گماشتہ گری۔

۷- شاگردی

ج معاہدات جو پیچیدہ اور مصنوعی مطالب تجارت میں عمل بالاتفاق کی تائید کے لئے کئے جاویں۔

ا۔ شراکت

۲۔ بیمہ (ہر قسم کا) یعنے انشیورنس زندگی، آگ و جہاز وغیرہ وغیرہ۔

۳۔ ضمانت

۴۔ کفالت

۵۔ ابرا

۶۔ معاہدہ باربرداری

ان میں سے ہر قسم کا مفصل بیان ہر ملک کے قانون میں درج ہے یہاں فقط اس فہرست سے یہ مطلب ہے کہ طالب علم کو اُسکا تعلق باہمی معلوم ہو جاوے +

تیرہواں باب

قانون اشخاص

قانون روما و دہرم شاستر

۳۴۲ ہم بیان کر چکے ہیں کہ زمانہ حال کے قوانین میں مدت سے یہ میلان چلا آتا ہے کہ تمام شخصی عدم قابلیتیں جو ضرورت پر مبنی نہیں ہیں اور جو اس اصول کے مخالف ہیں کہ قانون کی نظر میں نوع انسان کے سب افراد مساوی ہیں قانون میں نہیں اب یہ ایسے ناقابلیت چند خاص قسم کے تعلقات میں باقی رہ گئے ہیں

اس تبدیلی کا سبب یہ ہے کہ بالعموم افراد مخصوص کے حقوق پر بالمقابلہ حقوق
خاندان ہائے مشترکہ کے قانونی بحث کرنا تسلیم کیا گیا ہے چونکہ یہ تبدیلی ہندوستان
اور یورپ میں یکساں طریقہ سے پیدا ہوئی ہے اسلئے یہ مقابلہ کرنا دلچسپ ہوگا
کہ زمانہ قدیم میں قانون اشخاص کی کیا حیثیت تھی اور زمانہ حال کے قانون میں
کیا ہے اسباب کے بیان کرنے کے بعد کہ زمانہ قدیم میں سوسائٹی خاندانوں کے مجموعوں
پر شامل تھی اور افراد کا مجموعہ نہ ہوتی تھی مین صاحب فرماتے ہیں کہ اس فرق سے
جو نتائج حاصل ہوتے ہیں وہ سب کے سب قانون قدیم میں پائے جاتے ہیں
قانون قدیم اسطرح بنایا گیا تھا کہ جیسے چھوٹی چھوٹی خودمختار جماعتوں کے لئے
موزوں ہو اور اسلئے وہ مختصر ہوتا تھا۔ کیونکہ اسکے ساتھ کے خاندان کے سرگروہ کی
مطلق العنان احکام ضمیمہ ہوتے تھے اس میں تکلفات اور رسومات زیادہ ہوتی تھیں
کیونکہ انکا تعلق ایسے معاملات سے ہوتا تھا جیسے معاملات بین الاقوام ہوں نہ کہ جلدی
جلدی پیدا ہونے والے معاملات بین الافراد کے ساتھ اور علاوہ ازیں اسمیں ایک
اور خصوصیت تھی وہ معاشرت کو اس نگاہ سے ہرگز نہیں دیکھتا جیسا کہ زمانہ حال
میں اشخاص قانونی کبھی نہیں مرتے اور اسلئے قانون قدیم ہی خاندانی مجموعہ کو ایک
دائمی وجود کے نظر سے دیکھتا ہے

۲۴۴ ایک نگاہ کے ارتکاب پر اسکا اثر فقط کرنیوالے پر محدود نہیں ہوتا تھا
بلکہ کل جماعت پر رشتہ داروں پر ہمقوموں پر بلکہ ہمشیروں تک نوبت پہونچتی تھی
اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اخلاقی ذمہداری اور قصاص کا تصور قدیم قانون میں حال
کے قانون سے زیادہ تھا

۳۴۴ چند ملکوں کے قوانین میں (جن میں ہندوؤں کا قانون بھی شامل ہے) خاندانی ترکیب کا اثر ابتک اُن اختیارات تاحین حیات میں پایا جاتا ہے جو دادا یا جد کو اپنی اولاد کے مال و ذات پر ہوتے ہیں۔ خاندان جسکو یہ اختیار پدری ایک متحد صورت میں رکھتا ہے ایک گھیرا ہے جس میں سے تمام قانون اشخاص کی شاخیں نکلی ہیں +

۳۴۵ اس امر واقعہ نے کہ قدیم میں فقط خاندان تسلیم کیا جاتا تھا عورت کی حیثیت مدنی پر بڑا اثر پیدا کیا ہے۔ اس ضروری قید نے کہ قرابت فقط رشتہ داران نرینہ میں محدود رہے جو سرپرست خاندان کے اختیار پدری کا نتیجہ تھا عورت کو ارکان خاندانی کے رشتہ داروں سے خارج کر دیا۔ عورت کے نام پر خاندان کی وہ شاخ ختم ہوگئی۔ اگر وہ غیر منکوحہ مر گئی تو اُس کی حلال کی اولاد ہو ہی نہیں سکتی اور اسنے نکاح کر لیا تو اُسکی اولاد اُسکے خاوند کے اختیار میں ہوتی تھی اور اُسکے باپ کے اختیار میں نہیں اور اسلئے اس خاندان سے اُسکا تعلق قطع ہوجاتا تھا اسلئے ہندوؤں کے شجرہ ہائے خاندانی میں عورتوں کے نام چھوڑ دیئے جاتے ہیں اور ہندوؤں کے قانون وراثت میں رشتہ داران نرینہ کو فوقیت دیگئی ہے +

۳۴۶ اسکا اثر عورت کی حیثیت مدنی پر یہ ہوا کہ اسکو تمام مدنی قابلیتوں سے محروم کر دیا اور خاندان کے پدری اختیارات کے بس میں ڈالدیا۔ اگر اُسکا خاوند خاندان کا سرپرست ہوتا تھا تو وہ اُسکے اختیار میں ہوتی تھی نہ بحیثیت بیوی ہونیکے بلکہ بحیثیت ایک بچہ کے جو باپ کے اختیار میں ہو اور جب اُسکا خاوند مر جاتا تھا تو وہ اپنے رشتہ داران نرینہ کے اختیار میں ہوجاتی تھی۔ یہ طریقہ ہندوستان

میں بالکل مکمل شکل میں باقی ہے۔ اور اسکی تاثیر ایسی سخت ہے کہ ہندؤوں میں بعض اوقات ماں اپنے ہی بیٹوں کی ولایت میں آجاتی ہے۔

۳۴۷ زمانہ حال کی نظر کے مطابق بیوی بحیثیت بیوی کے فقط خاوند کے اختیار میں ہوتی ہے۔ خاندان کے اختیار میں نہیں۔ قانون روما کے مطابق نکاح اور اختیار پدری کا احوال گبن صاحب مشہور مورخ کی کتاب زوال سلطنت روما سے لکھا جاتا ہے۔

۳۴۸۔ اختیار پدری۔ بازار اور سنیٹ اور کیمپ میں باشندہ روما کے بالغ بیٹے کو ایک شخص کے عام و خاص حقوق حاصل ہوتے تھے لیکن اپنے باپ کے گھر میں وہ فقط ایک شے ہوتا تھا اور قانون اُس میں اور جائداد منقولہ و مواشی و غلام میں کچھ تمیز نہ کرتا تھا جنکو مالک اپنی خوشی سے بغیر کسی عدالت دنیاوی کے سامنے جوابدہ ہونے کے منتقل یا ضائع کرسکتا تھا۔ باپ کو اختیار تھا خواہ کھانے کو دے یا نہ دے اور جو کچھ بیٹا اپنی محنت یا قسمت سے کماتا تھا وہ سب باپ کی جائیداد میں شامل ہوجاتا تھا اوسکی جائداد مسروقہ (خواہ وہ اولاد ہو یا بیل) سرقہ کی نالش ہو واپس مل سکتی تھی اور اگر دونوں میں سے کوئی یعنے بیل ہو یا بیٹا کسی اور کی جائداد میں مداخلت بیجا کرے تو اسکو اختیار تھا کہ ہرجہ دیکر چھوڑا لے یا حیوان ضرر رسندہ کو فریق ضرر رسیدہ کے سپرد کردے۔ طمع زر یا مفلسی کی ضرورت سے اُسکو اپنی اولاد اور غلاموں کے فروخت کرنے کا اختیار تھا۔

۳۴۹ حقیقی یا فقط خیالی قصور کے عوض میں باپ کو اختیار تھا کہ اولاد کو تازیانہ کی سزا دیوے یا قید کرے یا جلاوطن کرے یا پا بزنجیر کرکے اُسکو نوکروں کے ساتھ

کہیت میں کام کرنے کی سزا دی- باپ کو موت تک اختیار ہوتا تھا اور پومپی اور اغسطوس کے زمانہ سے پہلے ایسی قتل کی بہت سی مثالیں موجود ہیں جن کی بابت باپ بجائے سزا کے تعریف کے مستحق ٹہرتے تہے- بیٹا خواہ سفید ریش ہو خواہ صاحب مرتبہ ہو خواہ کونسل ہو یا مشہور فتاح ہو لیکن وہ کسی صورت میں حکومت پدری سے آزاد نہ سمجہا جاتا تہا اسکی اولاد بہی اسیطرح تابع ہوتی تہی جیسے وہ- ان دعاوی کی سختی اور مقدس ہونے میں متبنی اور صلبی میں کچہ فرق نہ ہوتا تہا

۲۷۵۰ آخر میں ایک ناقص حق ملکیت بیٹے کو پہونچتا تہا قانون روما کے کوڈ اور (پین ڈکٹ) مجموعہ نظائر (چہٹی صدی میں جسٹی نین کے عہد میں ۵۰ جلد میں طیار ہوا) میں جائداد کے تین حصے کئے گئے تہے یعنے موروثی اور مکسوبہ اور جو کہ خاص پیشہ کے ذریعہ سے حاصل کی گئی ہو- موروثی جائداد کا مالک باپ ہوتا تہا لیکن استعمال بیٹا ہی کرسکتا تہا اور اگر باپ کی جایداد بیچی جاتی تہی تو بیٹے کا حصہ قرضخواہوں کے مطالبہ سے بچ جاتا تہا- وہ جایداد جو نکاح یا ہبہ یا وراثت طرفی سے حاصل ہوتی ہے اسکا مالک بیٹا ہوتا تہا لیکن تاحین حیات اسکا انتفاع باپ لیتا تہا جبتک وہ خاص کرکے خارج نہ کیا گیا ہو- جو غنیمت کا حصہ جنگ میں حاصل ہوتا تہا یا انعام ملتا تہا فقط سپاہی کو پہونچتا تہا اس زمانہ میں اولاد کی زندگی پر باپ کو اسقدر اختیار نہ ہوتا تہا اور باپ کے اختیارات خودمختاری سے بہی کمدرجہ کو پہونچ گئے سی وی رس الگزنڈر کے عہد میں باپ فقط الزام لگا سکتا تہا اور مجسٹریٹ مقرر کئے گئے تہے جو انکے استغاثہ کو سنتے تہے اور انکے مفید کی تعمیل کراتے تہے- اگر کوئی باپ بیٹے کو مار ڈالتا تہا

تو وہ قاتل خیال کیا جاتا تھا چنانچہ قسطنطین اعظم کے عہد میں اسکو ایسی صورت میں معمولی قاتل کی سزا دیجاتی تھی۔

۲۵۱۔ نکاح تجربہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وحشی لوگ اپنی عورتوں کے ساتھ نہایت جابرانہ سلوک کرتے ہیں اور جسقدر کسی قوم کا طریقہ معاشرت مہذب ہوتا جاویگا اُس میں عورتوں کی حالت عمدہ ہوتی جائیگی۔ لائی کرگس سپارٹا (یونان) کے شارع نے بڑی عمر میں نکاح کرنیکا حکم دیا تھا تاکہ اولاد مضبوط پیدا ہو اور سلیوما (رومی شارع) نکاح کی عمر کی حد بارہ برس ٹھہرائی تھی تاکہ خاوند اپنی مرضی کے موافق اپنی بیوی کو تعلیم دیسکے۔ قدیم دستور کے موافق مرد اپنی بیوی کو اُسکے باپ سے خرید اکرتا تھا اہل روما میں نکاح کے وقت لڑکا اور لڑکی ایک ہی مرگ چھالہ پر بیٹھتے تھے اور چاول کی ایک نمکین ٹکیہ کہاتے تھے اور دس شاہدوں کے مواجہ میں دیوتاؤں پر تازہ میوہ جات چڑہاتے تھے اور اس رسم سے خیال کیا جاتا تھا کہ اُن دونوں کے درمیان روحانی اور جسمانی اتحاد ہو گیا۔ لیکن بیوی کے حق میں یہ اتحاد برائے نام ہوتا تھا کیونکہ وہ اُس روز سے اپنی زندگی تک ہی وقعت رکھتی تھی جو اُسکے بچے اور خاوند اُسپر اختیارات پدری عمل میں لاتا تھا خاوند کو اُسکی موت کا بھی اختیار دیا گیا تھا اور زنا اور بدمستی کی صورت میں یہ اختیار عمل میں لایا جاتا تھا جو کچھ وہ حاصل کرتی تھی یا اُسکو وراثت میں پہونچتا تھا خاوند کا حق ہوتا تھا عورت کے ساتھ ہر ایک طرح سے ایسا سلوک کیا جاتا تھا کہ گویا وہ ایک بیجان شے ہے یہانتک کہ اگر اصلی استحقاق میں شک ہو تو ایک سال کے استعمال اور قبضہ کے بعد عورت پر بھی ایسا ہی دعویٰ ہو سکتا تھا جیسے کسی اور شے پر۔ +

۳۵۲ کارتھیج کی فتح کے بعد روما کی عورتوں نے آزاد جمہوری سلطنت کے فائدوں کا دعویٰ کیا اور انکی خواہشیں باپوں اور خاوندوں کی رعایتوں سے پوری کی گئیں انہوں نے پرانی رسومات نکاح کی پیروی کرنے سے انکار کیا اور برس دن کے استعمال اور قبضہ سے جو حق امتناع حاصل ہو جاتا تھا اسکو اس حیلہ سے اٹھا دیا کہ برس دن میں تین دن غیر حاضر رہتی تھیں۔ اور عقد نکاح کیواسطے نہایت سہل شرائط مقرر کی گئیں انکی جایداد ذاتی کے فقط استعمال کا خاوند مستحق ہوتا تھا ملکیت انکی ہی رہتی تھی فضول خرچ خاوند عورت کی جایداد کو گروی اور منتقل نہ کرسکتا تھا اور انکی آپس میں ہبہ کی رسم قانوناً فسخ کی گئی۔

۳۵۳ تبنیت خاندان کو برقرار رکھنے اور وراثت کو دائمی بنانیکے لئے طریقۂ تبنیت اختیار کیا گیا ہے قانون روما میں تبنی مجسٹریٹ کی اجازت سے یا عوام الناس کے مواجہہ میں اختیار کیا جاتا تھا۔ تبنیت دو قسم کی ہوتی تھی اول **کامل تبنیت** جس میں شخص متبنی لینے والے کے سلسلہ تنزل میں ہوتا تھا اور دوسری تبنیت صغیرہ کہلاتی تھی جس میں متبنی رشتہ داراں طرفی یا خاندان سے باہر کا ہوتا تھا اس متبنی کو اس صورت میں وراثت پہونچتی تھی جب متوفی بغیر کسی وصیت کے مرجاتا تھا۔ متبنی کو خاندان کا نام اختیار کرنا پڑتا تھا۔ قریب قریب یہی قانون ہندوؤں میں رائج تھا اگرچہ اب اس میں کچھ ترمیم ہوگئی ہے +

۳۵۴ غلام ایک اور دستور جو اختیارات پدری سے مربوط اور جو انسان کی قابلیت پر موثر ہوتا تھا رقیت تھی روما کے قانون کے بموجب لوگ یا تو غلام ہوتے تھے یا آزاد اشخاص آزاد (حُر) کو حقوق ملکی وحفاظت قانون مدنی اور خاندانی حیثیت

حاصل ہوتی تھی۔ روہ غلام جو مالک کی مرضی سے یا قانوناً غلامی سے آزاد کردیئے جاتے تھے اور عمر میں ۳۰ برس سے زیادہ ہوتے تھے وہ پورے اشخاص سمجھے جاتے تھے لیکن وہ اشخاص جو معتق کئے جاتے تھے لیکن کسی سنگین جرم کے مجرم ہوتے تھے یا قید ہو چکے تھے آزاد ہو جاتے تھے لیکن کوئی حق ملکی یا مدنی یا خاندانی انکو حاصل نہ ہوتے تھے بالعموم اعتاق سے فقط حقوق مدنی اور خاندانی حاصل ہوا کرتے تھے کچھ زمانہ کے بعد قانون روما نے اشخاص آزاد کے درجہ میں کچھ تمیز قائم نہیں رکھی +

۲۵۵ - اشخاص آزاد جو اشخاص نکاح جائز میں آزاد ماباپ سے پیدا ہوتے تھے آزاد کہلاتے تھے اور دو قسم کے ہوتے ہیں یا تو اجنبی یا رعایائے روم اور اشخاص اجنبی کو کوئی حق مدنی حاصل نہ ہوتا تھا اور نہ وہ قانون سول کے پابند ہوتے تھے

زمانہ حال اور یہ شاخ قانون

۲۵۷ یوروپ کے قانونوں میں حسب اختیارات پدری و غلامی اور اشخاص کی قابلیت اور حقوق پر قید لگانے کا خیال بالکل نہیں ہا اور قانون اشخاص میں فقط اسی قسم کی عدم قابلیتیں جو قوائے ذہنی کی عدم تکمیل یا نقص سے تعلق رکھتے ہیں تسلیم کی گئی ہیں اور علاوہ اسکے اس شاخ میں چند تعلقات خاص شامل ہیں کل قانون کا خطاب اشخاص کی طرف ہوتا ہے اور اس میں اشخاص کے افعال سے بحث کی جاتی ہے اور یہ بات ہر ایک قسم کی قانون پر خواہ قانون ملکیت ہو یا معاہدہ قانون نکاح ہو یا ولایت وغیرہ وغیرہ سب پر حاوی ہے اسکے برعکس جو قانونی قانون

اشخاص کی مد میں شامل ہیں اونکا خطاب بالخصوص چند خاص جماعات اشخاص کی طرف ہوتا ہے جنکو اس سبب سے کہ وہ آپسمیں خاص تعلق رکھتے ہیں۔ خاص حقوق دیئے گئے ہیں اور خاص فرائض اُنپر عاید کئے گئے ہیں علاوہ اُن حقوق اور فرائض کے جو وہ اور باقی اشخاص کے شامل رکھتے ہیں ٭

ایک گزشتہ باب میں ہم بیان کر چکے ہیں کہ قانون اشخاص میں فقط خاص تعلقات کا ذکر ہوتا ہے قوانین جو اشخاص مفصلہ ذیل سے متعلق ہیں اُس میں شامل ہیں۔

خاوند اور بیوی

باپ اور اولاد

ولی اور موّلی

امین تکمیل کنندہ وصیت۔ یعنے موصی و مفرم وصیت۔ ایڈمنسٹریٹر

ہیر سنٹر و وکیل وغیرہ

اشخاص قانونی وغیرہ

۳۵۸ انمیں قانون نوکر و آقا بھی شامل ہو سکتا ہے لیکن اُسپر لطور ایک معمولی معاہدہ کے بھی بحث کر سکتے ہیں۔ ہم اس کتاب میں ان تمام قوانین پر بحث کرینگے

خاوند اور بیوی

۳۵۹ خاوند اور بیوی کا تعلق ایک نظر سے اخلاقی اور دوسری نظر سے قانونی ہے اگرچہ یہ ضرور ہے کہ فقط قانون ہی کی موجودگی میں نکاح کو کچھ حقیقت اور استقلال حاصل ہوتا ہے وہ حقوق و فرائض جنکی شارع یعنے واضع قانون

حفاظت کرتا ہے اُن مختلف اخلاقی دعاوی سے جو خاوند اور بیوی کے درمیان ہوتے ہیں مختلف ہیں۔ اِس تعلق اخلاقی کے ضروری اجزا یہ ہیں (۱) ایک خاص قسم کی معاشرت تا حین حیات جو دو اشخاص کی (جن میں ایک مرد اور ایک عورت ہو) باہمی رضا و رغبت سے پیدا ہوئی ہو (۲) اولاد کی پیدائش اور پرورش اور تعلیم (۳) باہمی ہمدردی اور مواسنت کا عمل میں لانا۔ مختلف ملکوں میں اور مختلف زمانوں میں یہ تعلق جسکو نکاح کہتے ہیں مختلف صورتوں میں ظاہر ہوا ہے کہیں کثرت الزوجات کہیں نکاح عارضی کہیں کثرت الازواج کہیں حرم رکھنے کا دستور مروج ہے۔ عام اِس سے کہ شارع نکاح کی اخلاقی غرض کے نافذ کرنے کی کوشش کرے یا نہ کرے لیکن اِس کو ہر صورت میں نئے خاندان کے آغاز کے وقت کا تعین اور اِس خاندان کے موجودہ اور موجود ہونے والے ارکان کے حقوق ملکیت و حقوق شخصی کی حفاظت کے واسطے قواعد بنانے پڑتے ہیں ہر موقع پر یہ ضرورت پڑتی ہے کہ اُس خاندان کا تعین کیا جاوے جو اولاد کی حفاظت اور گذارہ کا ذمہ دار ہے اُسکے ارکان میں وراثت کے طریقہ کا تعین کیا جائے اور دیگر امور جو ذمہ داری قانونی سے متعلق ہیں شخص کئے جاویں ہر ایک ملک کے قانون میں اس طریقہ کی تفصیل ضروری ہونی چاہئے جس سے نکاح کا تعلق پیدا ہوتا ہے اور جس سے وہ تعلق زائل ہو جاتا ہے اور اُن حقوق و فرائض کی تفصیل ہونی چاہئے جو فریقین کے درمیان اور فریقین اور اُنکی اولاد کے درمیان اور فریقین اور دیگر اشخاص کے درمیان پیدا ہوں۔

۳۶۰ تمام ملکوں میں نکاح ایسا امر اہم و ضروری سمجھا گیا ہے کہ وہ کم یا زیادہ عوام الناس کی

مذہبی خیالات سے وابستہ ہے اور اسلئے کبھی کبھی قانون صریح کے احکام اور مقتدایان مذہبی کے احکام کے درمیان جو نکاح سے پیدا ہونیوالے تعلقات اخلاقی سے متعلق ہیں تنازع ہو جاتا ہے چنانچہ یورپ میں مقتدایان مذہب نکاح کے جواز اور اعلان کے لئے رسومات مقرر کرتے ہیں اور قانون اور بعض مذہبی فرقوں میں طلاق بالکل جائز نہیں لیکن قانون ایسی صورتوں کا تعین کرتا ہے جس میں طلاق ہو سکتی ہے اور حقیقت یہ ہے کہ قانون ملکی نکاح کے معاملات میں فقط خاص اور محدود اغراض کے لئے مداخلت کرتا ہے جن کی غرض انسانوں کے درمیان انصاف اور مصلحت عامہ کا قایم رکھنا ہے۔

۱۹۳ تعلق نکاح کے پیدا ہونے کے علامات اور رسومات جو از روئے قانون ضروری ہیں سادہ ہوں لیکن اعلان کے لئے کافی ہونی چاہئیں اور یہ بھی احتیاط ضروری ہے کہ دھوکا یا فریب نہ کیا گیا ہو اور ایسے اشخاص کے درمیان جنکو قانون ناقابل سمجھے نکاح نہ ہو اس امر کے تقرر میں کہ کون کون سے اشخاص کے درمیان نکاح ناجایز ہے قانون اُس حدود کو جو مذہب مقرر کر دیتا ہے اختیار کرتا ہے یا اُنکو مصلحت عامہ کے مطابق مقرر کرتا ہے لیکن اِس تقرر میں یہ خیالات رکھنے پڑتے ہیں پیچیدہ تعلقات نہ پیدا ہوں اور اولاد کمزور اور ضعیف القوا پیدا نہ ہو اور معاشرہ میں تکلیفات نہ ہو ویں۔ اس امر میں وہ قاعدہ جو زیادہ تر پسند کیا گیا ہے تقریبًا وہی ہے جسکو اہل روما نے اختیار کیا تھا کہ کوئی شخص رشتہداران سلسلہ متنزل و سلسلہ متصاعد سے نکاح نہیں کر سکتا خواہ حقیقی ہوں یا سوتیلی نسبی ہوں یا سببی یا تین درجہ کے اندر طرفی ہوں شرع محمدی نے اِس میں یہ ترمیم کی ہے

کہ توں وجہ کے رشتہ داران طرفین سے نکاح جائز ہے لیکن برادران وخواہران رضیعی سے ناجائز۔ دہرم شاستر کے مطابق گوت میں شادی کرنا ناجائز ہے۔

۳۶۲ فریقین کی قابلیت نکاح عمر پر ہے اور اگر وہ نابالغ ہوں تو انکے رشتہ داروں یا ولیوں کی رضامندی پر جو ضروری خیال کی جاسکتی ہے منحصر ہے مختلف ملکوں کے قانونوں میں تھوڑے سے اختلاف کے ساتھ نابالغی کے زمانہ میں او نکے اقرب رشتہ داروں اور ولیوں کی مرضی کے بغیر نکاح کی تکمیل ممنوع ہے۔

۳۶۳۔ ممالک مشرقی میں قانون بالعموم ایسے معاملات میں خادمان مذہبی کے افعال کو منظور کر لیتے ہیں اور کسی طرح سے اُسکی کارروائی میں مداخلت نہیں کرتا اور نہ انکی نگرانی کرتا ہے لیکن ممالک مغربی میں اکثر قانونوں میں ایسے قواعد موجود ہیں جنسے اُن اہلکاروں کی نگرانی کی جاتی ہے عام اس سے کہ وہ مذہبی ہوں یا ملکی جو نکاح کے انعقاد کے متعلق اپنے فرائض منصبی ادا کرتے ہیں۔

۳۶۴۔ نکاح کے متعلق بعض ملکوں میں نہایت پُر تکلف اور پیچیدہ رسومات مذہبی ہوتی ہیں بعض جگہ فقط ایک اہلکار سول کے سامنے نکاح کی رجسٹری کرانا کافی ہے اور بعض مقامات میں ایسے نکاح جنمیں کسی طرح کی رسم اعلان وغیرہ پوری نہیں کی گئی منشائے رواجات مسلمہ جائز مان لیتے ہیں۔ آج کل وضع قانون کا میلان اسطرف پایا جاتا ہے کہ سرکاری رجسٹری ضروری ہو اور باقی مذہب اور رواج پر چھوڑ دیا جاوے۔

۳۶۵ عقد نکاح کے انفساخ کے بابہ میں مختلف ملکوں کے قانونوں میں بڑا فرق ہے رومن کاتھولک اور ہندوؤں کے مذہب میں جب تک فریقین زندہ ہوں

طلاق جائز نہیں۔ لیکن ہندوں کے قانون میں خاوند کو اختیار ہے کسی جسمانی نقص ہونے کے باعث اپنی بیوی کو چھوڑ دے اور دوسرا نکاح کرنے کا اختیار بھی دیدیا گیا ہے لیکن عورت کو یہ اختیار نہیں۔ ارادل میں رواج نے اس بارہ میں کوئی ترمیم نہیں کی اگرچہ بیوہ کو نکاح ثانی کا اختیار ہے جو ہندوں کے دہرم شاستر میں جائز نہیں۔ شرع محمدی میں خاوند کو اپنی مرضی پر طلاق دینے کا اختیار دیا گیا ہے جیسا کہ پچھلے دنوں میں قانون روما میں تھا۔ لیکن عورت کو یہ اختیار نہیں دیا گیا۔ قانون انگلستان اور یورپ کے اکثر قانون طلاق کو تسلیم کرتے ہیں جس کی بابت خاص امور کی تحقیقات کے بعد عدالت حکم دیسکتی ہے لیکن قانون انگلستان میں طلاق کی اجازت اسوقت دیجاتی ہے جب بیوی کی طرف سے زنا اور خاوند کی طرف سے زنا اور بدسلوکی اور زیادتی ثابت ہو جاویں +

۳۶۶ جو حقوق اور فرائض فریقین کو حاصل اور عاید ہوتے ہیں وہ بھی مختلف ملکوں میں مختلف ہیں۔ بالعموم شخصی حقوق اور جو بات یہ ہیں کہ خاوند کو تعلقات زناشوی کو بالجبر نافذ کرانے اور عورت کو گزارہ لینے کا استحقاق ہوتا ہے ملکیت کے بارہ میں قانون روما و قانون انگلستان دہرم شاستر کے مطابق بیوی مع اپنی جائداد و ملکیت کے خاوند کے اختیار میں ہو جاتی ہے لیکن دہرم شاستر میں استری دہن کو تسلیم کیا گیا ہے۔ عام میلان اس اصول کی جانب پایا جاتا ہے کہ نکاح سے فریقین کے حقوق ملکیت متاثر نہ ہونے چاہئیں +

۳۶۷ صحیح النسب اولاد کے لئے تمام ملکوں کے قانون میں باپ پر اور

خصوصاً باپ پر اُن کی پرورش کرنے اور اُنکی خورش و پوشش کا انتظام کرنیکا فرض عاید کیا گیا ہے اور اُنکو یہ حق دیا گیا ہے کہ وہ اپنی اولاد نابالغ کے ولی اور محافظ ذاتی مقرر ہوں تہذیب یافتہ قوموں میں اُنکو تعلیم دینا اور اُنکے ٹیکہ لگوانا وغیرہ وغیرہ فرائض بھی عائد کئے گئے ہیں باپ تمام قانونوں کے بموجب اپنی اولاد کی جائداد کا اگر اُنکے پاس کچھ ہووے ولی ہوتا ہے۔

۳۶۸ قانون قدیم میں عام اس سے کہ وہ روما کا ہو یا سکاٹ لینڈ کا یا شرع محمدیہ یہ قاعدہ پایا جاتا ہے کہ وہ اولاد جو نکاح سے خارج پیدا ہو صحیح النسب قرار دیجاسکتی ہے اور غیر صحیح النسب اولاد صحیح النسب اولاد کی حیثیت قانونی و فوائد و حقوق حاصل کرسکتی ہے۔ اِن کے سوا اور کسی قانون نے اِس اصول کو تسلیم نہیں کیا لیکن جہاں یہ ثابت ہو جاوے کہ اولاد غیر صحیح النسب فلانے شخص کی صلب سے ہے تو اکثر قانونوں میں باپ پر یہ فرض (قانونی یا مذہبی) عاید کیا جاتا ہے کہ ایسی اولاد غیر صحیح النسب کی بھی پرورش کرے۔ ہندوستان کے ضابطۂ فوجداری میں اِس اصول کو تسلیم کیا گیا ہے۔

۳۶۹ فریقین نکاح کے وہ حقوق اور فرائض جو وہ دیگر اشخاص سے متعلق رکھتے ہیں امور ذیل پر تاثیر پیدا کرتے ہیں اوّل۔ مضرت ذاتی جو فریق ثالث فریقین میں سے کسیکو پہونچاوے دوم فریقین میں سے ایسے معاہدات کی بابت جو اُن میں سے کسی نے کئے ہوں دوسرے کی ذمہ داری یا اون میں کسی نے فریق ثالث کو مضرت پہونچائی ہو اسکی ذمہ داری سوم چند خصوصیتیں جو ذمہ داری فوجداری اور شہادت دینے کی بابت فریقین نکاح کے متعلق موجود ہیں

اوّل امر میں تمام امور متعلقہ عوضانہ وسزا بابت زنا و اغوا و ازالہ حیثیت عرفی و حملہ وغیرہ جسکا ارتکاب کسی فریق ثالث نے فریقین میں سے کسی کے خلاف کیا شامل ہے دوسرے امر میں بعض قانون بیوی کو کسی ایسے معاہدہ کرنے کی اجازت نہیں دیتے جس کی پابندی خاوند پر لازم ہو لیکن قانون انگلستان بیوی کی اس کارندگی کو کہ وہ ضروری اخراجات خانگی کے لئے معاہدہ کر سکتی ہے تسلیم کرتا ہے۔ عام قاعدہ یہ ہے کہ بیوی خاوند کی شراکت اور اسکے دیگر قرضہ جات کی بابت ذمہ وار نہیں ہو سکتی بعض قوانین میں اگر بیوی کسی فریق ثالث کے برخلاف کوئی فعل ناجائز کرے تو خاوند قابل مواخذہ ہوتا ہے۔ تیسرے امر میں انگلستان کے قانون کے بموجب خاوند کے ایسے افعال مجرمانہ کی بابت جو اسکی سازش یا ایشے یا اسکے اختیار میں کی گئے ہوں بیوی بہت کم ذمہ وار ہے برعکس اسکے خاوند ایسی صورت میں ذمہ دار ہوتا ہے۔ قانون انگلستان کے بموجب خاوند اور بیوی بعض صورتوں میں ایک دوسرے کے خلاف شہادت نہیں دے سکتے ٭

ایسی ہی خصوصیتیں اور قانونوں میں بھی موجود ہیں ٭

ولی و مولّی

۲۷۰ جب ماباپ میں سے کوئی اپنی اولاد کی خبرگیری اور حفاظت کرنے کے ناقابل ہو جاوے ایک یا دونوں کی بجائے جیسے کہ صورت ہو کسی شخص کے مقرر کرنے اور اس امر کے تیقن کے لئے کہ مولّی کی حفاظت کیجاویگی بندوبست کیا جاتا ہے ۲۷۱ ولائت ایک بالکل مصنوعی تعلق ہوتا ہے جسکو قانون پیدا کرتا ہے اگرچہ لوگونکے

خیالات اور بچوں کی جسمانی حالت اُسکے متقاضی ہے۔

۲۷۲ بعض قانونوں میں یہ تصریح کیجاتی ہے کہ فلانے فلانے قریبی رشتہ دار علی الترتیب بچوں کے ولی ہونیکے مستحق ہیں لیکن علی العموم قانون ایک ایسے شخصکو مقرر کرنا چاہتا ہے جو لایق اور مناسب ہو +

۲۷۳ ولی کے مقرر کرنے کی ضرورت ماں باپ میں سے کسی ایک کے مرجانے پر یا اسوقت جب وہ کسی طرح سے ناقابل ہو جاویں پڑتی ہے جیسے کہ دیوانگی قید غیرحاضری اور بعض اوقات ابوین میں سے فریق یا قیمانذہ کے ازدواج مکرر پر +

۲۷۴ قانون روما میں اتالیق اور کیوریٹر (منصرم) کے متعلق بہت سے قواعد وضع کئے گئے تھے۔ اتالیق (ٹیوٹر) وہ شخص ہوتا تھا جو کسی شاگرد کی جایداد کا انتظام کرنے اور اُسکے تن کی حفاظت وحکومت کے واسطے مقرر کیا جاتا تھا اور کیوریٹر وہ شخص ہوتا تھا جو ایک نابالغ یا ایسے شخص کی جایداد کے انصرام پر مقرر ہوتا تھا جو کسی اور سبب سے اپنی جایداد کے انتظام کرنے کے قابل نہیں ہے قانون روما میں یہ نگرانی اور نیز اختیارات پدری ۲۷ برس کی عمر تک رہتے تھے انگلستان۔ فرانس اور سکاٹلینڈ میں نابالغی کی مدت عام مطلب کے لئے ۲۱ سال اور ہندوستان میں ۱۸ سال ہے +

۲۷۵ قانون روما کے مطابق تین قسم کے اتالیق (ٹیوٹر) ہوتے تھے اوّل وہ ٹیوٹر جسکو متوفی باپ اپنے وصیت نامہ میں نامزد کر جاتا تھا دوم اور اگر کوئی شخص نامزد نہ ہوتا تھا یا القربے ناتیر ہو جاتا تھا تو قانون کے بموجب باپ کے رشتہ داروں میں سے سب سے قریب ٹیوٹر مقرر ہوتا تھا اور پچھلے زمانہ میں قانون

ہوجاتیں ماں اور باپ کے اقرب رشتہ داروں میں کچھ تمیز نہیں رہی تہی قسم سوم کا
اتالیق وہ ہوتا تہا جسکو مجسٹریٹ اُس صورت میں مقرر کرتا تہا جہاں نہ تو وصیت
کی رو سے اور نہ قانون کی رو سے کوئی ٹیوٹر مقرر کیا جاتا تہا ۔

۲۷۶ کیوریٹر (کنصرم) وہ اشخاص ہوتے تہے جو از روئے وصیت یا قانون
کسی صورت سے جسمانی بلوغت کے بعد لیکن قانونی بلوغت کے پہلے اسکی جائداد
یا کسی شخص مجنون کی جائداد کے انتظام کے لئے مقرر کئے جاتے تہے ۔

۲۷۷ قانون انگلستان کے مطابق باپ کو اختیار ہے کہ کسی دستاویز یا وصیت
نامہ کے ذریعہ سے اپنے مرجانیکے بعد کسی شخص کو ولی مقرر کر جاوے لیکن اگر ایسا
نہ کیا جاوے تو ماں ولی سمجہی جاتی ہے لیکن اسکو اختیار نہیں ہے کہ وصیت سے
یا کسی اور طرح ولی کر سکے اور جب نابالغ کا کوئی ولی نہیں ہوتا تو عدالت چانسری
کو اختیار ہے کہ کسی کو ولی مقرر کر دے ۔

۲۷۸ ۔ ہندوستان میں نابالغوں اور مجنونوں کے لئے ولی مقرر کرنیکے لئے
اسی قسم کے قواعد پاس کئے گئے اور جب کوئی رشتہ دار نزدیک موجود نہ ہو جو اوسے
طرح سے لائق ہو تو اُس صورت میں عدالت کو اختیار ہے کہ چاہے جسکو ولی مقرر کرے

۲۷۹ ولی کے حقوق اور فرائض اسی نوعیت کے ہیں جیسے امانت دار کے
نابالغ کی تعلیم و پرورش اور خورش و پوشش کے لئے سر انجام کرنا اسکا فرض ہے
اسکو حساب اخراجات و آمد درست رکہنا پڑتا ہے اور جب اُسنے کوئی ایسا فعل کیا ہو
جو نابالغ شخص کے لئے نقصان رسان ہے تو نابالغ کو اختیار ہے کہ آخر کار
اُس فعل کو نامنظور کرے ۔ علاوہ ازیں ولی کے اختیارات بہت محدود ہوتے

اور خاص شرائط اور خاص اجازت کے سوا نابالغ کی جائیداد کو منتقل نہیں کرسکتا
اور نہ ایسا معاہدہ کرسکتا ہے کہ جس سے نابالغ کے اغراض و فوائد کو نقصان پہونچے
۳۸۰ - اس بارہ میں مختلف ملکوں کے قانون میں جن امور پر خیال کیا جاتا ہے
وہ یہ ہیں - اول اُن شرائط اور حالات کا اظہار جس سے ولی اور مولی کا تعلق
ضروری ہو جاتا ہے - دوم مدت ولایت کا تعین اور اگر ضرورت پڑے تو ولی کی
تبدیلی کی بابت انتظام - سوم جو مضرات و نقصانات ولی پہونچاوے اُسکی
چارہ جوئی اور اُسکی بابت تحقیقات کرنے کا طریقہ - چہارم ولی اور مولی کی حقوق
اور فرائض دربارہ ذات مولی و مولی کے حقوق ملکیت و مولی کے حقوق
زیر معاہدات

امانت دار و وصی منصرمان وصیت وغیرہ

۳۸۱ - تکمیل کنندگان و منصرمان (اڈمنسٹریٹرز) وصیت نامجات بہی اس
مد میں شامل ہیں کیونکہ اُن کی حیثیت بہی اُسی قسم کی ہوتی ہے جیسے امانت دار کی -
۳۸۲ - امانت دار یعنے اُمنا وہ اشخاص ہوتے ہیں جنکو اعتماد کے طور پر
فریق ثالث کے فایدہ کے لئے چند حقوق عطا کئے جاتے ہیں اور جنپر چند فرائض
عاید کئے جاتے ہیں اور ایک اعتبار سے یہ حقوق اور فرائض بالکل پرائیویٹ اشخاص
سے تعلق رکھتے ہیں لیکن اُن کی حالت اس قسم کے اعتماد اور بہروسہ کی ہوتی ہے
اور اُنکے فرائض ایسے نازک ہوتے ہیں کہ سرکار اُنکو بالکل اہلکاران سرکاری کی
حیثیت میں دیکہتی ہے اور اُنکی افعال کی ہدایت اور نگرانی کسی بااختیار عدالت کے
ذریعہ سے کرائی جاتی ہے اُن فرائض میں سے ایک قسم کے فرائض یہ ہوتے ہیں

کہ اُستا اُن اشخاص کی جانب سے افعال کرین جو کسی خاص جسمانی یا ذہنی صدمہ
قابلیت سے معذور ہیں عام اس سے کہ یہ عدم قابلیت استمراری ہو یا عارضی یا اتفاقیہ
اور جو اشخاص عدم قابلیت کے باعث اُن حقوق سے جنکے وہ مالک ہیں کچھ
فایدہ اوٹہانے سے اور اُن فرائض کے پورا کرنے سے جو اُنپر عاید کئے گئے ہیں غیر مکلف
و ناقابل سمجھے جاتے ہیں امانت دارون کے دوسرے قسم کے فرائض اُن اشخاص
سے متعلق ہوتے ہیں جو کسی طرحسے ناقابل نہیں ہیں لیکن یہ فرائض امانت دار
پر پرایویٹ اشخاص کی وصیت یا دستاویز سے یا سرکار کی طرف سے عاید ہوسکتے ہیں
تیسری قسم کی امانت وہ ہے جسکو امانت معنوی کہتے ہیں جس میں قانوناً امانت کے
وجود کو فرض کر لیا جاتا ہے ایک شخص کو بطور امانت دار کے ذمہ دار سمجھا جاتا ہے اگرچہ
کوئی واقعی تعلق امانت کا پیدا نہ کیا گیا ہو اور اس امانت کی مثال یہ ہے کہ جیسے
کوئی شخص کسی شخص کے مال کو کسی تجارت میں لگا وے ۔

۳۸۳ اس مضمون پر مفصلۂ ذیل امور میں غور کر سکتے ہیں۔ اوّل ۔ امانت داری
کے واقعہ میں جو تعلقات قانونی ضمناً شامل ہیں انکا بیان دوم وہ طریقے جس
میں یہ تعلق پیدا ہوتا ہے سوم امانت داروں کے حقوق و فرائض چہارم
امانت دار کے فرائض کو نافذ کرانیکا طریقہ ۔

۳۸۴ امین یا امانتدار اُس شخصکو کہتے ہیں جب اوس میں اور دوسرے
شخص میں ایسا تعلق ہو کہ قانون ملکیت و قانون معاہدہ و قانون مضرات دیوانی
کے بلا تعلق وہ اُس اخلاقی اعتماد کے بنا پر جو اُن دونوں میں موجود ہے خیر فرائض
کے ادا کا ذمہ دار خیال کیا جاوے ۔ امانت سے غرض یا تو اُس شخص کی حفاظت

ذاتی یا اخلاقی بہبودی ہے جسکے لئے امانت پیدا کی گئی ہے یا حقوق ملکیت کا
عمل میں لانا ہے ایسے فرایض کا الحاق ہے جو یا تو ملکیت سے پیدا ہوتے ہیں اور یا معاہدہ سے
جبکہ مکانات مذہبی یا خاص جماعات اشخاص یا کسی خاص غرض کے فایدہ کیواسطے
کسی شخص یا اشخاص کے ساتھ کسی اراضی کا بندوبست کیا جاوے تو وہ شخص یا اشخاص
جسکے اختیار میں یہ زمین اور آمدنی دیجاتی ہے امانت دار ہوجاتا ہے اور وہ اشخاص
ذمہ وار ہیں کہ اس جایداد کی خبرگیری اچھی طرح سے کیا وے اور اس جایداد کی آمد
اس غرض کیلئے اور اس طریقہ سے خرچ کی جاوے جسکی تصریح امانت میں کی گئی ہے
بعض دفعہ بعضے اشخاص نکاحنامہ میں یا وصیت نامہ میں خاص اشخاص کے فایدہ
کیواسطے جایداد دیتے ہیں لیکن انکو کسی فریق ثالث کے نام کردیتے ہیں یہ فریق
ثالث امین ہوگا۔ سوم جبکہ عوام کی فایدہ رسانی کے لئے ضروری ہوتا ہے تو قانون
یا عدالت امانتداروں کو مقرر کرتی ہے جیسے اکونٹنٹ جنرل۔ ایڈمنسٹریٹر جنرل۔ کیوریٹر
و اولیاے نابالغان و مجنونان کی صورت میں۔ علاوہ ازین جس صورت میں کسی
شخص نے انتظام یا وصیت کے رو سے تعلق امانت کو پیدا کیا ہو لیکن امانت دار
نامزد نکیا ہو یا ایسے امانتداروں کو نامزد کیا ہے جو امانت دار بننے سے انکار کرتے ہیں
یا کام کرنیکے ناقابل ہوگئے ہیں تو ایسی صورت میں قانون خود امانت داروں کو
مقرر کرتا ہے امانت دار کی ایک اور یہی صورت ہے جب کوئی شخص کسی اور کے
سرمایہ سے تجارت کرتا ہو جو اتفاقیہ اسکے ہاتھ میں ہو یا بغیر کسی اختیار کے کسی نابالغ
یا ناقابل شخص کے ولی کے فرائض خود اپنے ذمہ لیتا ہے یا بغیر تکمیل کنندہ وصیت یعنے
وصی یا ایڈمنسٹریٹر مقرر کئے جانیکے کسی متوفی کی جایداد میں دخل دیتا ہے

یا وہ کسی اور اشخاص کو بغرض فریب یا مدعم فریب یہ یقین دلاتا ہے کہ وہ امانتدار ہے
ان تمام صورتوں میں قانون فرض کرلیتا ہے کہ ایسا شخص امانتدار ہے اور اُسکے حق
میں ذمہ داری کا نہایت سخت مقیاس برتا جاتا ہے ✤

۲۸۵ امانت داروں کے حقوق و فرائض ان امور سے متعلق ہیں کہ وہ اپنی
قابلیت کو تمام اُن کاموں کے پورا کرنیکے لئے جو امانت کیلئے ضروری ہیں برتاویں
اور اثنائے امانت میں جو خرچ وہ کریں یا جو فعل وہ کریں اُنکی بابت بازپرس کی جاوے
یہ عموماً تسلیم کیا جاتا ہے کہ امانت دار کو بحیثیت امانت داری کے حقوق ملکیت کے
حاصل کرنے اور اُنکو عمل میں لانے اور معاہدات کرنے اور نالش کرنے اور جواب نالش
دینے کا اختیار حاصل ہے وہ ایسے فرائض کا ذمہ دار ہے جو اُسپر اس غرض کے
لئے عائد کئے گئے ہیں امانت کو اچھی طرح سے پورا کرے اور عوام کے اُس مقصود ذمہ داری
(جو امانت کے تعلق میں ضمناً شامل ہے) کی ممکن مضرت آمیز یا فریب آمیز نتیجہ سے
حفاظت کرے اور اپنے فرائض میں حتی الامکان ہوشیاری احتیاط اور خبرداری
عمل مین لاوے اور قانون اُسوقت نہایت سختی عمل مین لاتا ہے جب کوی امانتدار
امانت کے روپیہ یا مال کو اپنے نج کے روپیہ یا مال کے ساتھ خلط ملط کردے یا اُسکے
عمل سے کسی طرح سے بے ایمانی و بدنیتی ظاہر ہو۔ امانتداروں کے فرائض پر جبریہ
عمل کرانیکا طریقہ یہ ہے کہ عدالت میں استغاثہ کیا جاوے کیونکہ وہ اپنے فرائض
کی خلاف ورزی کی بابت قانون فوجداری میں قابل مواخذہ ٹھہرائے
گئے ہیں اور نیز قانون دیوانی کے بموجب اُنپر فرض ہے کہ اشخاص
معتنبہ کو حساب سمجھا دیں ✤

اشخاص وکالت پیشہ وغیرہ

۳۸۶ ہم اُن اصول کا جو اِس جماعت سے متعلق ہیں بالتفصیل ذکر کرنا ضرور نہیں سمجھتے قانون ہمیشہ اُنکے حقوق اور فرائض کی وسعت اور نوعیت اُنکے تقرر کے طریقہ اُنکے اوصاف ضروری کے تصریح کردیتا ہے اور نیز اون حقوق و فرائض کی تصریح جو وہ اور اشخاص کے متعلق رکھتے ہیں اور اس طریقہ کے جسکے رو سے یہ حقوق و فرائض نافذ کئے جاتے ہیں ۔

اشخاص قانونی

۳۸۷ اشخاص قانونی جیسی ہوتی ہیں پبلک - و دیگر جماعات کلمباسے تعلیم و خیرات بھی خاص قوانین کے محکوم ہیں تاکہ انکی طرف سے اُن فرائض کا ایفاء یقینی ہوجاوے جو اُن کے وجود کی ضرورت میں ضمناً شامل ہیں - با خاص اشخاص ثالث کے ایسی جماعتیں بالکل امانت داروں کی حیثیت رکھتے ہیں ان کے متعلق جو قانون ہوتے ہیں اُن میں ایسی جماعتوں کے تقرر اور موقوفی انکی حالت مجموعی اور اُن کے قبضہ جایداد کی بابت قواعد بنائے جاتے ہیں اور جس غرض کے لئے وہ مقرر کئے گئے ہیں اُن کے پورا کرنے کی غرض سے اہلکاروں کے تقرر اور بعض وقت ان کی نگرانی کی بابت جو سرکار کی سے قواعد بنائے جاتے ہیں +

چودہواں باب

قانونی مضرات دیوانی

حدود مضمون

۲۸۸ ہم نے ابواب گزشتہ میں اُن اصول کا ذکر کیا ہے جو اُن حقوق اولی کے متعلق ہیں جنکو قانون سول نے مقرر کیا ہے۔ اب ہمیں اُن حقوق و وجوبات ثانیہ پر بحث کرنی ہے جو حقوق اولی کی خلاف ورزی یا اُنکی خلاف ورزی کی دہمکی سے پیدا ہوتے ہیں۔ حقوق ثانیہ اکثر وہ حقوق ہیں جن کے اقتضاء سے بوساطت عدالت ہائے دیوانی فعل یا ترک فعل کے ایفا بجبر کرائی جاتے یا کسی وجوب کی خلاف ورزی (جو از روئے فعل یا ترک فعل) کے عوض عوضانہ دلایا جاوے یا مجرم کو از روئے مکافات تعزیری سزا دیجائے سزا دہی کے امر کو ہم ایک علیحدہ باب میں قانون فوجداری کی مد میں بیان کرینگے ایفا بالجبر و معاوضہ کی بحث دو علیحدہ قانونوں میں جنکو داد رسی خاص و قانون وجوبات کہتے ہیں کیجاتی ہے۔ وجوبات میں دونوں قسم کی وجوبات شامل ہیں جو معاہدہ سے پیدا ہوں یا قانون کے کسی اور حکم کی رو سے یہ امر ہم بیان کر چکے ہیں کہ حقوق و وجوبات اولی کی ماہیت عام اس سے کہ معاہدہ سے پیدا ہوں یا ٹارٹ (ہرجہ) سے ایک ہی ہے۔ اگرچہ ایک صورت میں فقط ایک عہد کو منظور کرتا ہے اور مطابق قانون قرار دیتا ہے اور دوسری صورت میں براہ راست اپنے احکام کو عائد کرتا ہے۔ قانون کی دونوں شاخیں یعنے قانون داد رسی خاص و قانون وجوبات اُس وسعت تک کہ وہ اُن حقوق و وجوبات ثانیہ

سے متعلق ہیں جنکو وہ پیدا کرتے ہیں مضرات دیوانی" میں شامل ہو سکتے ہیں تاکہ قانون کے احکام کی خلاف ورزی کی صورت میں جو چارہ جوئی از روئے قانون مقرر کی گئی اُسکو عملمیں لایا جاوے اور آئندہ جو خلاف ورزیاں کیجاویں اُن کے واسطے سد انجام کیا جاوے۔

۳۸۹ ایوس صاحب کی اس تقسیم سے وہ قانون جو مضرات دیوانی میں شامل ہے بخوبی ایک نظر میں معلوم ہو جاویگا۔ اس تقسیم میں ہمنے اُسکو قانون ہندوستان کے ساتھ موزوں کرنیکے لئے کچھ تصرف کیا ہے۔

مضرات دیوانیکی تقسیم

حقوق اولیہ	حقوق ثانیہ
الف حقوق (۱) حفاظت ذاتی (۲) آمد و رفت بلاقید (۳) صحت (۴) حیثیت عرفی	حملہ۔ ضرر۔ حبس بیجا۔ موت جو فعل ناجائز سے پیدا ہوئی ہو۔ فعل مضر صحت عام۔ عداوتاً استغاثہ کرنا یا نالش کرنا۔ ازالہ حیثیت عرفی کے عوض ہرجہ یا عوضانہ وصول کرنے کے حقوق۔
ب حقوق ملکیت	جائیداد کے حاصل کرنے یا مداخلت بیجا و مضرت بالارادہ کی بابت عوضانہ وصول کرنے یا اپنے حقوق کے استعمال کرنے کے جو موانع ہیں اُنکو دور کرنے اور حق تصنیف و حق پیٹنٹ وغیرہ میں دست اندازی کرنیسے روکنے اور اسکے عوض ہرجانہ وصول کرنے کے حقوق۔
ج حقوق زیر معاہدہ	معاہدہ کی نوعیت کے موافق الفعل خاص کرنا نافذ کرانے

اور اُنکی خلاف ورزیکی عوض میں جانہ وصول کرنیکے حقوق۔

و خاص حالات اشخاص کے حقوق — خاوند یا بیوی یا بچہ یا سوتی یا نوکروں کو مضرت پہونچانے کے عوض ہرجانہ وصول کرنیکا حق یا وہ مضرتیں جو امانت داروں اور وصیوں۔ اشخاص وکالت پیشہ و اشخاص قانونی سے پہونچائی ہوں اُنکے معاوضہ کے وصول کرنے کا حق۔

ہرجہ کی بابت قانون روما

۳۹۰۔ لارڈ میکنزی۔ ہرجہ کے بارہ میں قانون روما کو اسطرح بیان کرتی ہیں

۳۹۱ وہ وجوبات جو کسی فعل خلاف قانون کے ارتکاب سے بطور نتیجہ کے پیدا ہوتے ہیں دو قسم کے ہیں۔ وجوبات از ہرجہ۔ و وجوبات از شبیہ ہرجہ۔ ہرجہ وہ جرم ہے جو بخلاف ورزی قانون بالارادہ کیا جاتا ہے۔ شبیہ ہرجہ بعض صورتوں میں اُسوقت پیدا ہوتا ہے جب کوئی شخص از روے قانون ایسے افعال مضرت رساں کی بابت قابل جوابدہ تصور کیا جاتا ہے جو اُسنے بغیر غفلت یا بغیر ارادہ کے کئے ہوں۔

قانون کا یہ ایک عام قاعدہ ہے کہ ہر ایک فعل خلاف قانون جو دوسرے کو نقصان پہنچاتا ہے اُس فعل کے کرنیوالے پر یہ وجوب پیدا کرتا ہے کہ اُسکے نقصان کی تلافی کرے۔ یہ ذمہ داری اُس ہرجہ پر بھی حاوی ہے جو نہ فقط افعال صریح سے پیدا ہوتے ہیں بلکہ اُن افعال پر بھی جو غفلت یا بد احتیاطی سے پیدا ہوتے ہیں۔ وہ اشخاص بھی جو اختیارات رکھتے ہیں اُس صورت میں جب وہ افعال خلاف قانون کے واسطے

حکم دیتے ہیں یا اُنکے کرنے کی اجازت دیتے ہیں اور اُن سے جو نقصان پہنچتا ہے اُسکی بابت تلافی کرنے کے ذمہ وار ہوتے ہیں اور اسیطرح سے اگر کسی شخص کی ملکیت کا حیوان یا مویشی وغیرہ اُسکے قصور کے باعث کسیکو نقصان پہنچائے تو وہ شخص قابل مواخذہ ہوتا ہے۔ قانون فوجداری میں ہر ایک مجرم اپنی سزا آپ ہی برداشت کرتا ہے لیکن دیوانی تلافی کی بابت چند اشخاص نے ملکر کوئی جرم کیا ہو تو وہ سب کل ہرجہ کے لئے ذمہ وار ہوتے ہیں اور اُنکو تقسیم سے فایدہ اُٹھانے کی اجازت نہیں دیجاتی ⁂

۳۹۳ شہنشاہ (جس ٹی ٹین) کی آئین میں وہ حقوق جو پرائیویٹ ہرجوں سے پیدا ہوتے ہیں چار قسم کے قرار دئیے گئے ہیں (فرٹم) یعنے سرقہ (ری پاٗنا) یعنے سرقہ بالجبر (ڈیمنم) مضرت بہ مال و (انجوریا) مضرت بہ تن و حیثیت عرفی۔

۳۹۴ سرقہ مجرمانہ طور سے کسی اور شخص کی مملوکہ شئے کو بغرض حصول فایدہ لینا اور لیجانا تھا۔ سرقہ کے لئے ضروری تھا کہ لینا بہ نیت دزدی ہو۔ قانون سول کے مطابق ایک شخص اپنی چیز کو کسی دوسرے کے قبضے جایز میں لینے سے چوری کا مرتکب ہوتا تھا جیسے وہ چیز جو دائن کے قبضہ میں بطور کفالت کے ہوتی ہے

۳۹۵ سرقہ دو قسم کا ہوتا تھا۔ سرقہ ظاہر و غیر ظاہر جب چور اثنا فعل میں مقام دزدی کے پاس اس حالت میں پکڑا جاتا تھا جبکہ جایداد مسروقہ اُسکے قبضہ میں ہو تو اُسکو سرقہ ظاہر کہتے تھے اور اِس صورت میں اُسے مال مسروقہ کا چار چند اُسے دینا پڑتا تھا۔ اور جب چور اسطرح نہ پکڑا جاتا تھا تو اُسکو سرقہ غیر ظاہر کہتے تھے اور سزا دو چند مال مسروقہ کے برابر دیجاتی تھی ⁂

۳۹۶ سرقہ بالجبر- اُس جائیداد منقولہ کی چوری کو کہتے تھے جسکے ساتھ مالک کی
ذات پر سختی کی گئی ہو- اُسکی سزا اگر نالش برس ہونے کے اندر کی جاتی تھی- تو مال
مسروقہ کا چار چند (مع مال مسروقہ) اور اگر نالش ایک برس کے گذرنے کے بعد کیجاتی
تھی تو معض مال مسروقہ کی واپسی یا عوضانہ ہوتا تھا-

۳۹۷ مضرت مال یعنے وہ نقصان جو کسی مال کو ناجائز ضائع کرنے یا مضرت
پہنچانے سے حاصل ہو-

۳۹۸ قانون روما میں ہر ایک شخص اس نقصان کے عوض جو اُسکے قصور یا غفلت سے
یا فریباً ارادتاً پہنچایا جاتا تھا ذمہ دار ہوتا تھا لیکن اگر کسی ایسے حق کے استعمال کرنے
سے ہرجہ پیدا ہوتا تھا- جیسے کسی غلام کو حفاظت خود اختیاری میں مار ڈالتا یا وہ ہرجہ
کسی اٹل اتفاق سے پیدا ہوتا تھا تو تلافی کی بابت دعوی نہیں ہو سکتا تھا-

۳۹۹- اگر کوئی شخص ایسا پیشہ یا تجارت و حرفت کرتا ہو جس میں وہ مناسب لیاقت
نہ رکھتا ہو تو وہ شخص مستلزم اُس ہرجہ کا جو اُسکے علم یا کارگیری کے نقص سے پیدا ہو
ذمہ دار ہوتا تھا- مثلاً اگر کوئی طبیب کسی جراحی عمل یا دوا سے کسی غلام کی موت کا
باعث ہو تو وہ قانون مذکورہ بالا کے بموجب ذمہ دار ادائے ہرجہ ہوتا تھا-

۴۰۰ اہل روما "انجوریا" کو ہرجوں میں گنتے تھے اور اُس سے وہ مضرت مراد لیجاتی تھی
جو کسی شخص کی ذات یا حیثیت عرفی کو پہونچائی جاوے- جیسے حملہ اور اتہام کی
صورت میں-

۴۰۱ مضرات کی تقسیم حقیقی اور لفظی میں ہی کیجاتی تھی- "بارہ تختیوں" کے قانونی سختی کو
پریٹورین قانون نے کم کردیا تھا اور اُسکے رو سے شخص ضرر رسیدہ کو ایسا عوضانہ

نعتدی حاصل کرنے کی اجازت دی گئی تھی جسکے مقدمہ کی نوعیت متقضی ہوتی تھی،
"لائبل" یا سلنڈر یعنے ہجو تحریری یا تقریری کی نالش میں جواب دعوی کے
وقت نقس کلام یا تحریر کے سچا ہونیکا دعوے جائز ہوسکتا تھا اور کم سے کم اُن صورتوں
میں بالضرورجن کے افشا میں عوام کا فایدہ ہوتا تھا شخص ضرر رسیدہ کو اختیار رہتا تھا
کہ وہ مجرم کے خلاف دیوانی میں دعوی کرے یا فوجداری میں۔ نہ فقط مضرت کے
پہونچانیوالے کے خلاف بلکہ اُسکے مشیروں پر بھی نالش ہوسکتی تھی۔ لیکن۔ ایک
صورت میں یہ ثابت کرنا ضروری تھا کہ یہ فعل ارادتاً کیا گیا ہے۔ ہرجانہ کی مقدار فعل
کے سنگینی کے متناسب ہوتی تھی -

۴۰۲ شبیہ بہ ہرجہ کی تعریف اسطرح کی گئی ہے کہ وہ ایک ایسا واقعہ ہے
جس سے موجب علیہ کو نقصان پہونچا ہے (اگرچہ موجب علیہ کے ارادہ و عدم احتیاط
کی بغیر واقع ہوا ہو) اور جس نقصان کے لئے موجب علیہ تلافی کرنیکا ذمہ دار ہے
۴۰۳ اگر شارع عام پر گھر کی کھڑکی وغیرہ سے کوئی چیز پھینک دیجاتی تھی اور اُسکے
گرنے سے کسی کو نقصان پہونچتا تھا تو اُس گھر میں رہنے والے یا ساز و نے قانون
پر واجب تھا کہ وہ نقصان کی تلافی کرے اگرچہ وہ نقصان اُسکے علم کے بغیر
خاندان میں سے کسی شخص نے یا نوکر نے یا شخص جنی نے کیا ہو یہ اُس قسم وا ایکی
مثال ہے جو شبیہ بہ ہرجہ۔ یا شبیہ ٹارٹ سے پیدا ہوتی ہے
۴۰۴ اسی طرح سے اگر کسی شخص کا نقصان کوئی غلام یا حیوان کردیتا تھا تو بعض صورتوں
میں مالک نقصان کا ذمہ دار ٹہرتا تھا اگرچہ وہ نقصان اُسکے علم کے بغیر اور ارادہ کے
برخلاف کیا گیا ہو۔

دادرسی خاص و امتناعی

۴۰۵۔ انگریزی قانون میں بھی افعال ناجائز کی یہی تقسیم کی گئی ہے جو بیان کی گئی ہے یعنے دیوانی و فوجداری میں اور یہ تقسیم اوس چارہ جوئی کے مطابق کی گئی ہے جو استعمال کی جاتی ہے اور افعال ناجائز دیوانی کی بھی دو قسمیں ہیں اول وہ جو معاہدات سے پیدا ہوتی ہیں :-
دوم "جو ٹارٹ" سے قانون کی کارروائی کی بھی دو طریقے ہیں امتناعی اور متعلق بہ تلافی :-

۴۰۶ کسی فرض قانونی کے خلاف ورزی عام اس سے کہ وہ معاہدہ سے پیدا ہوئی ہو یا ٹارٹ سے اسطرح سے رک سکتی ہے کہ یا تو اوس فعل کا ایفا جسکا ہونا قانوناً ضروری ہے عدالت کے ذریعہ سے بالجبر کرایا جاوے یا عدالت کی طرف سے ایک حکم امتناعی صادر کیا جائے کہ ایک شخص کو اپنے فعل کے کرنے یا ترک فعل سے جس سے دوسرے کے حق میں دست اندازی ہو باز رکھا جاوے عام اصول جو اس قسم کے دادرسی میں برتے جاتے ہیں۔ ایکٹ دادرسی خاص ۱۸۷۷ء میں بیان کئے گئے ہیں اور بعضے اصول ضابطہ قانون فوجداری میں۔

۴۰۷ قبضہ متنازعہ فیہ کی صورتوں میں قابض کا قبضہ بحال رکھا جاتا ہے جب تک وہ از روئے قانون بیدخل نہ کیا جاوے ۔قانون فوجداری و دیوانی میں اسکے متعلق بحث کی گئی ہے اور جس صورت میں شخص قابض بغیر ذریعہ قانون کے بیدخل کردیا جائے تو وہ یہ دعوے کرسکتا ہے کہ اوسکو بحالی

طور پر قبضہ بحال کیا جاوے بشرطیکہ اوسکا دعوی از روے مداخلت تسلیم نہ کیا گیا ہو +

۴۰۸ بہت سی صورتوں میں حکم امتناعی عارضی ایک فرض کے خلاف ورزی کے روکنے کے لئے حاصل ہوسکتا ہے۔

کسی معاہدہ کی داد رسی خاص برائی عدالت تہائی صورتہائے ذیل میں ہوسکتی ہے

۴۰۹ تعمیل مخصوص ہر معاہدہ کی صورت ہائے مصرحہ ذیل میں بحکم عدالت کے کرائی جا سکتی ہے۔

(الف) جس حال میں کہ وہ فعل جسکے عمل میں آنیکا اقرار ہوا ہو کسی کارامانتی کے کل یا جزکی تعمیل میں وقوع میں آئے +

(ب) جس حال میں کہ کوئی مقیاس واسطے تحقیقات کرنے اس ہرجے کے نہو جو کہ اُس فعل کی عدم تعمیل سے پیدا ہو جسکا اقرار ہوا تہا +

(ج) جس حال میں کہ وہ فعل جسکا اقرار ہوا تہا ایسا ہو کہ معاوضہ نقدی اوس کی عدم تعمیل کا موجب داد رسی کافی نہو +

(د) جب یہ گمان غالب ہو کہ معاوضہ نقدی اُس فعل کی عدم تعمیل کا جسکا اقرار ہوا ہو نہیں ہوسکتا ہے +

۴۱۰ جب تک برخلاف ثابت نہ ہو عدالت فرض کر لے گی کہ جایداد منقولہ کے انتقال کے معاہدہ کی داد رسی بذریعہ معاوضہ زر نقد کافی طور سے نہیں ہوسکتی اور یہ کہ جایداد منقولہ کے انتقال کے معاہدہ کی داد رسی اسی طور سے ہوسکتی ہے

(دیکھو قانون دادرسی خاص ایکٹ ۱ سنہ ۱۸۷۷ء دفعہ ۱۲)

۱۱۴۸ دیگر حقوق ملکیت کی صورت میں جب مدعا علیہ مدعی کے حقوق ملکیت یا حقوق اختلاط ملکیت میں دست اندازی کرے یا دست اندازی کی دھمکی دے تو عدالت مجاز ہے کہ صورتہائے ذیل میں دوامی حکم امتناعی صادر کرے

(الف) جب مدعا علیہ مدعی کی طرف سے جائداد کا امین ہو

(ب) جس حال میں کہ کوئی ذریعہ تحقیق اس امر کا نہ ہو کہ دست درازی سے فی الواقعہ کیا نقصان ہوا یا ہونے کا احتمال ہے۔

(ج) جب کہ وہ دست درازی اس قسم کی ہو کہ معاوضہ زر نقد سے اوسکی دادرسی کافی نہ ہوتی ہو

(د) جب کہ یہ گمان غالب ہو کہ معاوضہ بذریعہ زر نقد بابت اوس دست درازی کے نہیں ملسکتا ہے

(ہ) جب کہ حکم امتناعی مقدمات کے تواتر کے انسداد کے لئے ضروری ہو

۱۲۴۸ ہم جانتے ہیں کہ اس قانون کے عام مسایل کے اظہار کے لئے ستیفد کافی ہے مفصل بیان اسکا ایکٹ میں موجود ہے۔

دادرسی بذریعہ تلافی معاوضہ

۱۳۴۸ ایموس صاحب کہتے ہیں کہ مضرات دیوانی کے عوض معاوضہ لینے کے طریقوں کا ذکر کچھ تو اس جگہہ ہونا چاہئے اور کچھ ضابطوں کے قانون میں اس جگہ فقط معاوضہ کی مقدار کے اندازہ کرنے اور اوس معاوضہ کی شکل کا بیان کیا جائیگا

کہ معاوضہ کے ادا کرنے کو امر یقینی بنانے کے لئے کیا کارروائی اور کیا وسائل اختیار کرنے چاہئیں ✦

۴۱۴ معاوضہ سے غرض یہ ہوتی ہے کہ فریق ضرر رسیدہ کو بالکل اُسی حالت میں بحال کیا جاوے جو اُسکو اِس ضرر کے پہونچنے کی حالت میں حاصل ہوتی اور اسکے علاوہ اُس قدر زاید معاوضہ بھی دینا چاہئے جسقدر اُس تکلیف اور رنج کی تلافی کرنے کو جو فریق ضرر رسیدہ کو پہونچا اور نیز آئندہ اسطرح عوام کے امن میں خلل اندازی کے روکنے کو مناسب اور ضروری سمجھا جاوے۔ پہلی غرض کا قانون روما میں بہت لحاظ رکھا جاتا تھا۔ لیکن زمانہ حال میں نہیں کیونکہ اُس سے قانون دیوانی و فوجداری کی حدود خلط ملط ہو جاتی ہیں۔

۴۱۵ واقعی شکل جس میں معاوضہ دیا جاتا ہے زر نقد ہے۔ ہر جگہ رائج ہے اگرچہ اکثر صورتوں میں نقصان کا اندازہ زر نقد سے کرنا نہایت غیر مناسب اور بیہودہ ہے ✦

۴۱۶ ہرجہ کا اندازہ کرنے کا معاملہ ہر ایک خاص صورت میں عدالت کے اختیار میں چھوڑ دینا چاہئے۔ اس سے غرض یہ ہوتی ہے کہ شخص ضرر رسیدہ کو اُس فعل ضرر آمیز کی بابت اور اُس فعل سے جسقدر معمولی اور ضروری اخراجات پڑے ہیں اُن سب کے عوض معاوضہ دیا جاوے۔ مضرت ذاتی میں ہرجانہ خالصاً تنبیہی بھی ہو سکتا ہے اور جہاں کسی فعل ناجائز کے سبب سے خاص ہرجہ ہوا ہے تو وہ ہرجانہ حاصل کیا جا سکتا ہے اور اگر احتمال ہو تو آئندہ جو مضر نتائج حاصل ہوں اُنپر بھی غور کیا جا سکتا ہے۔ خاص مقدمہ کے عوارض کے علاوہ فریقین کی حیثیت

مدعی کو حساب میں لانا چاہئے۔

۴۱۷ معاہدات کی صورت میں ہارٹ کی بہ نسبت ہرجانہ کا مقیاس زیادہ محدود ہوتا ہے عام قاعدہ یہ ہے کہ خلاف ورزی معاہدہ سے جو اول اور سب سے قریب نتیجہ حاصل ہوتا ہے اسی پر غور کیا جاتا ہے۔ چنانچہ عدم ادائے زر نقد کی صورت میں مدعی کو کسی قدر نقصان یا تکلیف ہوئی ہو ہرجانہ فقط سود کے برابر دلایا جاتا ہے اور جس صورت میں مال کے دینے یا جائیداد کے انتقال کا معاہدہ ہوتا ہے تو اس منافع کو جو مدعی بیع ثانی سے حاصل کرتا حساب میں نہیں لایا جاتا نہ وہ نقصان شمار میں آتا ہے جو اسنے اس معاملہ کی امید میں اور معاملات کے کرنے سے اٹھایا ہے۔

۴۱۸ ایسی صورتوں میں یہ اصول برتا جاتا ہے کہ معاہدات میں ہرجانہ کی مقدار جسکا فریق خلاف ورزی کنندہ ذمہ وار ہے اس منافع کے تناسب ہونا چاہئے جو فریق ثانی کو اوسکے ایفا سے حاصل ہوتا اس منافع کا اندازہ جو اسکے عہد کا بدل ہوتا ہے ان اشیا کی قیمت اصلی سے کیا جاتا ہے جو اسکے عوض دیجاتیں اور اس منافع سے نہیں جسکے حاصل کرنے کے فریق ثانی کو امید ہوتی ہے۔

۴۱۹ معاہدہ نکاح کے خلاف ورزی کے علاوہ اور کسی صورت میں خلاف ورزی کنندہ کی اغراض فعل اور چال چلن پر غور نہیں کیا جاتا۔

۴۲۰ مضرات ہارٹ کی بابت اس بارہ میں جو اصول ہیں وہ اور بھی زیادہ تر ڈھیلے ڈھالے ہیں نقصان یعنے ہرجانہ کا اندازہ اکثر صورتوں میں اسی قدر صحت سے ساتھ متعین ہو سکتا ہے جیسے کہ معاہدات کے مقدمات میں ہارٹ کی تقسیم تین حصوں میں کی جاتی ہے۔ مضرات بہ جائداد۔ مضرات بہ تن۔ مضرات بہ حیثیت عرفی۔ اول

قسم کے شرارت مین ایسے عوارض ہو سکتے ہین۔ کہ ہرجانہ کی مقدار کو جاہیے جسقدر سنگین بنا دیوین۔ مثلاً بعض حالتون مین کسی شخص کے اسباب یا جائداد پر قبضہ کرلینا فوجداری کا مقدمہ ہو جاتا ہے یا زمین مین مداخلت بیجا کے ساتھ ممکن ہے کہ مالک کی اہانت بھی کیجاوے۔ جسقدر ہر ایک صورت سنگین ہوتی جاویگی ہرجانہ کی مقدار بھی بڑھتی جاویگی لیکن بالعموم جائداد کو مضرت پہونچانے کی صورت مین جب اوسکے ساتھ قسم مذکورہ بالا کے عوارض موجود نہون اور حقیقتاً جب اوس مضرت سے ایک خیالی حق مین دست اندازی کی گئی ہو ہرجانہ کی مقدار زر نقد کے نقصان کی تناسب ہوتی ہے۔ لیکن تن اور حیثیت عرفی کو مضرت پہونچانے کی صورت مین ہرجانہ کے مقدار کا تعین بہت مشکل ہے۔

۱۴۴۔ شرارت۔ شرارت مین اوس فعل کے ارتکاب کی غرض یا وجہہ تحریک پر بھی غور کیا جاتا ہے اور بعض وقت اوسپر غور کرنا نہایت ضروری ہوتا ہے۔ چنانچہ مقدمات ہجو تحریری۔ ازالہ حیثیت عرفی وغیرہ مین اوس وجہہ تحریک پر ہمیشہ غور کیا جاتا ہے۔ جسنے مرتکب کو اوس فعل کے کرنیکی تحریک دی۔ اور اسی طرح عداوتاً نالش دائر کرنی اور حبس بیجا وغیرہ کے مقدمات مین بھی۔

۱۴۲۔ چاہیئے کہ جو ہرجانہ دلایا جاوے بہت بعید نہو اور معاہدات کی صورتین وہ منافع جو اغلباً پیدا ہوتا شامل ہونا چاہیئے سوا اوس صورت کی جب معاہدہ مین فقط منافع پر زور دیا گیا ہو۔

اصول ضروری

۱۴۳۔ قانون مضرات دیوانی مین چند بڑے بڑے اصول کے مطابق کارروائی کیجاتی ہے جنکو ہم ذیل مین درج کرتے ہین۔

(۱) یہ فرض کرلیا جاتا ہے کہ ہر ایک شخص جو کوئی خلاف قانون فعل یا ترک فعل بالارادہ کرتا ہے وہ اوسکی اغلب اور قدرتی نتائج کا ارادہ کرتا ہے۔

(۲) لیکن جس صورت مین فریق معزت رسیدہ سے اوس معزت مین خود ہی مدد کی ہو وہ ہرجانہ نہین پا سکتا۔

(۳) فریقین پر مناسب ہوشیاری اور احتیاط کرنا فرض ہے۔

(۴) جو کوئی شخص کسی دوسرے شخص کو اپنی غیر حاضری مین اپنا قایم مقام کرتا ہے تو وہ اوس شخص قایم مقام کے تمام افعال کی بابت جو اوسنے اوسکی بجائے کام کرنیکے اثنا مین کئے ہون ذمہ دار ہے۔

(۵) سنگین مقدمات مین جہان فوجداری اور دیوانی دونو طریقون سے چارہ جوئی ہوسکتی ہو یہ معمولی بات ہے کہ مدعی کو اول فوجداری مین نالش کرنے کی ہدایت کی جاتی ہے اور دیوانی مین اوسکے بعد اجازت دیجاتی ہے لیکن خفیف جرائم مین دونو قسم کی چارہ جوئیان بلا تعلق یکدیگر ہو سکتی ہین۔

پندرہوان باب

قانون فوجداری

قانون فوجداری کے بارہ مین متقدمین کی رائے

۳۲۴۔ قانون فوجداری کی بحث مین ہمین بہت کچھ لکھنا ضرور نہین کیونکہ ہمارے ملک مین ایک ایسا مجموعہ تعزیرات ہند موجود ہے جو وضع قانون کے لئے نمونہ ہو سکتا ہے اور اوسمین قانون فوجداری کے تمام اصول جو اس ترقی یافتہ زمانہ کیلئے موزون ہین مندرج ہین اگرچہ چند امور کے بارہ مین اسمین ترمیم و تنسیخ کی گنجایش ہے لیکن پھر بھی وہ موجود مجموعہ ہائے مین سب سے عمدہ ہے اور اوس قانونی کمیشن کیلئے جسنے اول اوسکو طیار کیا تھا نہایت عزت اور فخر کا باعث ہے۔

ہمارے فوجداری و دیوانی کے ضابطے اور قانون شہادت بہی نہایت عمدہ قانون ہین اور اگرچہ اونکی متواتر ترمیم سے وقت اور تکلیف ہوتی ہے لیکن امید ہے کہ ان ترمیمات کے بعد وہ مکمل ہوجائینگے ۔

۴۳۵ - زمانہ قدیم مین قانون تعزیری سے فقط یہ منشا ہوتا تہا کہ شخص مضرت رسیدہ کو ہرجانہ دلایا جاوے اور یہ غرض نہ ہوتی تہی کہ مجرم کو فایدہ عوام کے جرمیات پر سزا دیجاوے یہہ قانون حقیقت مین ایسا ہی تہا جیسا قانون مضرات دیوانی ۔ اور اسیطرح سے شخص مضرت رسیدہ دیوانی مین نالش کرتا تہا اور زرنقد کی صورت مین ہرجانہ وصول کرتا تہا ۔ مین صاحب کہتے ہین کہ اقوام جرمن کے قانونون مین قتل انسان کیلئے دیت اور دیگر جرایم کیلئے ہرجانہ مقرر تہے انگلو سیکسن کے قانونون مین ہر ایک آزاد شخص کی موت کیلئے اوسکی حیثیت کے موافق دیت کے ایک رقم مقرر کردی جاتی تہی اور اسی طرح سے ہر ایک زخم کیلئے اور ہر ایک ایسی مضرت کیلئے جو کسی کے حقوق و عزت و امن کو پہونچائی جاوے ہرجانہ کی رقمین مقرر تہین ۔

یہ تصور زمانہ حال مین پیدا ہوا ہے کہ قانون کی خلاف ورزی کی روکنے کے لئے عوام کے فائدہ کی غرض سے تمام جماعت مدنی بحیثیت مجموعی اپنے حکام کے ذریعہ اس قسم کے جرایم کی پاداش مین سزا دے اور فقط شخص مضرت رسیدہ ہی کو ایسا خیال نکیا جائے بلکہ یہ سمجہا جاوے کہ شخص مضرت رسان تمام جماعت مدنی یعنے ملک کا مجرم ہے ۔ اور یہ بات ہر ایک قوم مین پائی جاتی ہے کہ شروع تہذیب مین اور اوسکے بعد تک قانون مضرات دیوانی سے عوام کے حقوق کی حفاظت کیجاتی ہے اور قانون فوجداری کے ذریعہ سے نہین ۔

۴۳۶ - قوانین قدیم مین بعض افعال یا ترک افعال کیلئے جنکو احکام آلہی کی خلاف ورزی تصور کیا جاتا تہا ۔ تعزیرات بہی مقرر ہین ۔ ایتہنس کا قانون جو آیادپی گس ترمیم زمانہ مین یونان

کی عدالت عالیہ تھی) کونسل اپنے احکامات مین برتتے تھے ایک مذہبی مجموعہ قانون تھا اور
روما مین بھی نہایت قدیم زمانہ سے زنا اور اکثر جرایم خلاف معاہدہ و اشیاء مذہبی شاید قتل
کے لئے بھی سزا دیجاتی تھی۔ اور ان دونون قانونون مین گناہون کی پاداش مین سزا
دیجاتی تھی اور نیز ثارث یعنے ہرجہ کے عوض مین بھی سزا دیجاتی تھی۔ اول قسم مین وہ جرایم
شامل تھے جو خدا کے برخلاف کئے جاتے تھے اور دویم مین وہ جرایم اپنے ہمسایون اور ہمجنسون
کے برخلاف لیکن یہ تصور اوسوقت تک پیدا نہ ہوا تہا کہ جرایم فی الحقیقت تمام ملک اور کل
جماعت مدنی کے برخلاف ہوتی ہین۔

٤٣٧ - یہ فرض نکرنا چاہیئے کہ ایک ایسا سادہ تصور جیسا کہ سرکار یا جماعت کے برخلاف جرم
کرنیکا ہے ان قومون مین بالکل نہ پایا جاتا تہا بلکہ اسی تصور کی خصوصیت نے قانون فوجداری کی
تکمیل نہین ہونے دی۔ ہر ایک جرم جو سرکار یا جمہوری کی مامونیت اور فوایدکے برخلاف کیا جاتا
تہا اوسکی پاداش مین ایک علیحدہ قانون کے ذریعہ سے سزا دیجاتی تہی جو سرکار براہ راست
عدالت کی وساطت کے بغیر مجرم کو دیتے تھے۔

٤٣٨ - اہل روما کا قانون فوجداری اوس درجہ تکمیل کو نہین پونہچا جسقدر اونکا قانون دیوانی
مکمل تہا۔ قانون فوجداری مین جرایم کی تقسیم پبلک اور پرائیویٹ مین کی گئی تہی۔ اوّل
جماعت مین جرایم خلاف ورزی سرکار و ہنگامہ و استحصال بالجبر و تغلب زمان سرکاری
و جرایم خلاف اشیاء مذہبی و رشوت ستانی شامل تھے۔

٤٣٩ - جرایم خلاف ورزی سرکار مین بہت سے اور جرایم سرکار کے خلاف سازش، روما کے
دشمنون کی مدد کرنا، غصب اختیارات شاہی کا ارادہ کرنا۔ فوج کے افسری کے متعلق کوئی
قصور کرنا وغیرہ وغیرہ شامل تھے۔ اور جب سلطنت جمہوری کے بعد بادشاہت قایم ہوگئی

تو تمام ایسے افعال جنسے قیصر کی شان یا زندگی موثر ہو سکتی تھی خلاف ورزی سرکار مین شامل ہو گئے۔ ایسے جرائم کی سزا نہایت سخت دیجاتی تھی موت اور ضبطی جائداد معمولی سزا تھی اور اگر مجرم پیشی مقدمہ سے پہلے مرجاتا تھا تو اسکی تجویز موت کے بعد ہوتی تھی اور ضبطی جائداد کا حکم دیا جاتا تہا۔ یہ دستور سترہوین صدی کے شروع مین فرانس اور سکاٹلنڈ مین بھی اختیار کر لیا گیا تہا۔

۴۳۰۔ ہنگامہ۔ مین وہ تمام قسم کے افعال جنسے عوام کے امن مین خلل پڑتا تہا شامل تھے مسلح آدمیون کا بغاوت کے لئے یا اہلکاران سرکاری کو انکے فرائض منصبی سے روکنے کیلئے جمع ہونا اور ایسے ہنگامے جسمین زبردستی استعمال کی جاتی تھی اس مدمین شامل تھے ان سبکی سزا جلاوطنی یا ضبطی جائداد تھی۔

۴۳۱۔ صوبون کے حکام ورمجسٹریٹ اور ملازمان سرکاری جو تحصیل بالجبر کرتی تہی یا اپنے فرائض منصبی کے متعلق رشوت لیتی تھی تو انکو جلاوطنی تنزل عہدہ ضبطی مال جرمانہ کی سزا دیجاتی تھی۔ جرمانہ مال حصول کردہ شدہ سی تعداد مین دوگنا اور بعض اوقات چوگنا ہوتا تہا۔

۴۳۲۔ تغلب مال سرکاری کی سزا موت عبور دریائے شور اور بیجائی مال کو مال معہ ایک ثلث دیگر دینا پڑتا تہا

۴۳۳۔ اشیا مذہبی چرالینا یا اونکے خلاف کوئی جرم کرنا ریت کا مستوجب کرتے تھے

۴۳۴۔ اگر کسی سرکاری عہدہ کے لئے کوئی امیدوار منتخب ہوتا تہا اور انتخاب کنندگان پر رشوت ستانی کا جرم عاید کیا جاتا تہا تو انکو سزا ئے جرمانہ دیجاتی تھی اور سینیٹ سے نکالدیا جاتا تہا اور بعض اوقات دس برس کیلئے جلاوطن کرئے جاتے تھے۔

۴۳۵۔ پرائیویٹ جرائم مین سے بڑے بڑے جرم قتل انسان زنا۔ زنا بالجبر۔ جعل۔ جہوٹ لگوا سرقہ بخانہ۔ ڈاکہ و سرقہ ہے

۴۳۶ - اور قید و جرمانہ دُرہ لگانا اور جلا وطنی و تعذیب آب آتش و مشقت تعزیری سزائیں دیجاتی تہیں - بارہ تختیوں کے قانون مین تمام قصر ابتعلق حق کیلئے قصاص کا حکم تہا - دانت کیلئے دانت اور آنکھ کیلئے آنکھ موت اور استخوان شکنی کے لئے دیت مقرر تھی سزائے موت مین یا تو مجرم کو پہانسی دیجاتی تھی یا سر قلم کر دیا جاتا تہا یا اسقدر دُرّے مارے جاتے تہے کہ مجرم مرجاتا تہا اور یا تارپیا پہاڑی سے نیچے لڑہکا دیتے تہے قیصروں کے عہد سلطنت مین نئی اور بے رحم سزائیں بھی داخل ہوگئی تہین جیسے زندہ جلا دینا درندوں کے سامنے ڈالدینا ہوکے درندوں کے سامنے مجرم کو ڈالدینا پچھلے زمانہ مین عوام الناس کی دل لگی اور تماشے کا ذریعہ سمجہا جاتا تہا -

زمانہ حال کا قانون فوجداری

۴۳۷ - فرانسیسی مجموعہ تعزیرات مین جرائم کی تقسیم تین جماعتوں مین کی گئی ہے - (۱) وہ جرایم جنکی تجویز جوری کرتی ہے اور جنکے لئے سزا بہت سخت مقرر ہے - (۲) ڈلی لکٹ جنکی تجویز بغیر جوری کے کیجاتی ہے اور جنکی سزا کسی اصلاح خانہ مین قید کرنا یا جرمانہ ہوتی ہے (۳) دکون ٹسے وَن شن یعنے چہوٹے چہوٹے جرایم جنکی تجویز خود پولیس کرتی ہے اور جنکی سزا ۵ دن کی قید اور پانچ روپیہ روپیہ جرمانہ سے زیادہ نہیں ہوتی تمام جرائم کی پیروی ایک افسر جسکو دپبلک پروسی کیوٹر) کہتے ہین کرتا ہے اور تجویز جوری کے ذریعہ سے ہوتی ہے جسمین کثرت رائے پر فیصلہ ہوتا ہے پہلے زمانہ مین سزائے موت دینیکا طریقہ بہت بے رحم تہا لیکن اب ایک کل کے ذریعہ سے جسکو گلوٹین کہتے ہین سر قلم کیا جاتا ہے -

۴۳۸ - قانون انگلستان مین جرائم کی تقسیم (فی لونیز) جرائم سنگین و (مس ڈمی نر) جرائم خفیف مین کی گئی ہے - خلاف ورزی سرکار جرائم سنگین مین سب سے زیادہ بڑا جرم ہے

اور جرائم خفیف جرائم سنگین کی بہ نسبت چھوٹے ہوتے ہین اور یا ایک خط فرضی کے ذریعے سے اونمین تمیز کی جاتی ہے۔ ہر ایک جرم کی جو سزا مقرر کی گئی ہے اوس سے اونمین تمیز معلوم ہوتی ہے۔ جو جرائم سنگین بڑے ہوتے ہین اونمین مجرم کی جایداد حقیقی و ذاتی دونو ضبط کر لیجاتی ہین اور جرائم سنگین جو چھوٹے ہوتے ہین اونمین فقط اوسکی ذاتی جایداد ضبط ہوتی ہے جرائم خفیفہ مین ضبطی بالکل نہین کیجاتی۔ جرائم خلاف ورزی سرکار کو ایک علحدہ جماعت شمار کرنا چاہیے اور اسلیے جرائم کی تقسیم بجائے دو کے تین جماعتون مین کیجانی چاہیے۔ اصلمین جرائم سنگین و خلاف ورزی سرکار اور فیوڈل سسٹم کے زمانہ سے چلے آتے ہین

۴۳۹۔ سوسائیٹی کی تہذیب کی ترقی کے زمانہ مین جرائم کی ایک اور قسم یعنے جرائم خفیفہ زاید کیے گئے زمانہ حال مین جرائم سنگین و جرائم خفیفہ مین برائے نام فرق رہگیا ہے فقط ضابطہ کارروائی کا کچھہ فرق ہے اور تہوڑے دنون سے جرائم سنگین کے عیوض ضبطی جایداد کی سزا بالکل موقوف کر دی گئی ہے۔

۴۴۰۔ جرائم خلاف ورزی سرکار کی تعریف کئی قانونون مین جو ایڈورڈ سوئم کے وقت سے آجتک پاس ہوچکے ہین مندرج ہین۔ جو ایکٹ ایڈورڈ سوئم کے وقت مین پاس ہوا تھا اوسمین ڈٹریزن یعنے جرم خلاف ورزی سرکار کی تعریف ایسی عام طور سے کی گئی تھی کہ اوسمین بہت سے جرائم جو اس درجہ کے نہ تھے داخل ہوجاتے تھے اور اسلیے مابعد ایکٹون سے اوسکی تشریح کرنی اور اوسکی غلط مفہوم کے برخلاف عوام الناس کی آزادی کی حفاظت کرنی پڑے۔ اونمین سے بعض ایکٹون مین اس جرم کیلیے مجرم قرار دینے کے لیے گواہون کے تعداد اور اون واقعات کی تعداد اور خاصیت بیان کی گئی ہے جو اون گواہون کے شہادت مین ظاہر ہونی ضروری ہین بعض ایکٹون مین یہ حکم دیا گیا ہے کہ ملزم کو تحریر سے

کچھ مدت پہلے اہل جوری و گواہان مخالف کی ایک فہرست اور فرد قرار داد جرم کی ایک نقل دینی چاہیئے۔ لیکن اس احتیاط کے باوجود عدالتون کا (جو بادشاہ کے زیر اثر ہوتی تھین) یہ میلان پایا جاتا تھا کہ کھینچ تان کر ٹریزن (خلاف ورزی سرکار) کی تعریف مین وہون بے اور جرائم جیسے ہنگامہ یا کسی معاملات ملکی کی بابت رائے کا آزادانہ ظاہر کرنیکو بھی شامل کر دیا لیکن وسی کے عہد سلطنت مین پارلیمنٹ کے ایکٹ کی رو سے اسی قسم کے ٹریزن کی بنیاد پختہ کردی گئی۔

۱۴۴ ۔ لیکن کچھ مدت سے اس بارہ مین زیادہ نرمی کام مین لائی جاتی ہے اور بہت سے ایسے جرائم جو پہلے ججون کے فیصلون کے رو سے خلاف ورزی سرکار مین شامل تھی اب جرائم سنگین کی مد مین منتقل کر دیے گئے اور اسطرح سے دوہرا فائدہ حاصل ہو گیا۔ بیگناہ آدمی سرکار کی جانب کارروائی سے محفوظ ہو گئے اور جو حقیقت مین شریر ہوتے ہین اونکو ایک اور طریقہ جو پہلے کی بہ نسبت کم پیچیدہ ہے سزا مل جاتی ہے۔

۲۴۴ ۔ سنگین و خفیفہ یا تو کسی کی ذات یا جائداد کے برخلاف ہوتے ہین یا ایک ہی دفعہ مدد کے برخلاف۔ اون اشخاص کیلئے جو وقوع جرم کے پہلے یا پیچھے مرتکب جرم کی اعانت کرتے ہین سزا اور اون اشخاص کیلئے جو مکرر ایک ہی جرم کا ارتکاب کرتے ہین سزا مین زیادتی مقرر کی گئی ہے۔ ایک اور جرم ہے جسکو اخفائے خلاف ورزی سرکار کرتے ہین یہ جرم فقط کسی جرم خلاف ورزی سرکار سے واقفیت رکھنے یا اوسکو مخفی کرنے سے پیدا ہوتا ہے اور ایک شخص جو اوس جرم کیلئے گرفتار کیا جاتا ہے اوسکی بابت کسی (جسٹس آف دی پیس) یا (جسٹس آف دی سایز) کے سامنے بطور گواہ کے پیش ہوتا ہے۔

۳۴۴ ۔ بہت سے افعال مین کر وہ اس غرض سے جرائم سنگین و جرائم خفیفہ مین شامل کیے گئے ہین

کہ وہ غیر صریح طور پر اخلاقی اور پولیٹکل اغراض کے تائید کرتے ہین اور یہ افعال ایسے ہین جیسے کہ ازدواج ثانی بحین حیات شوہر یا زوجہ - سرکاری جسٹرون میں غلط اندراج امانتدارون یا دلوالیون کا کوئی فریب اور حیوانات سے بے رحمی کرنا وغیرہ وغیرہ -

۴۴۴ - علاوہ ان جرائم کے جوان تین اقسام مذکورہ بالا مین شامل ہین اور جن کی تجویز (کوارٹر سشن) و (کورٹ آف اسائیز) یا (سنٹرل کریمنل کورٹ کے) سامنے ہوتی ہے اور بھی ایسے جرائم ہین جو پارلیمنٹ کے ایکٹون مین بیان کئے گئے اور اون کی تجویز عدالت (پیٹی سشن یا مجسٹریٹ پولیس) کرتے ہین - اونکو مقدمات سرسری کہتے ہین - اگرچہ انمین سے اکثر مقدمات مین ملزم کو حق دیا گیا ہے کہ کسی عدالت اعلی کے سامنے اپنی تجویز کراوے اور بعض صورتون مین عدالت مین اپیل کرنے کی اجازت بھی دیگئی ہے - وہ جرائم جنکی تجویز سرسری طور پر ہوتی ہے مختلف قسم کے ہین اور بعضے ان مین کوئی مدنی بضابطگی ہے اور بعض اخلاقی گناہ ہین - ان مین ایسے جرائم شامل ہین جن سے امن عامہ و محاصل سرکاری کے برخلاف کوئی جرم اور کوئی ایسا جرم جو صحت عامہ یا امن عامہ یا اخلاق عامہ و حفاظت حیوانات شکاری کے برخلاف ہو - ایسے سرسری تجویز والے جرائم کے بہت جلد کثرت ہو جانا آزادی عامہ مین مخل ہوتا ہے اور اسپر نظر احتیاط رکھنی چاہیئے -

۴۴۵ - جارج دوئم کے عہد سلطنت مین سب سے بڑی سزا موت ہوتی تھی جسکو ساتھ تعذیب اور کسی عضو کا کاٹ دینا یا توہین نعش بھی ہوتی تھی اور چارلس دوم کے عہد تک بدعت مذہبی کے سزا زندہ جلا دینا تھا بلیک سٹن بھی بہت سی ایسی سزائین جنمین عضو کاٹ دئے جاتے تھے بحال رکھتا ہے اگرچہ اوسکے وقت مین یہ رواج بالکل نہ رہا تھا چھوٹے چھوٹے جرائم کے لئے شکنجہ اور (سٹوکس) سزا تھی شکنجہ مین سر اور ہاتھون کو باہر نکالکر اور تمام بدن شکنجہ مین

دیدیا جاتا تہا اور مجرم کو رہگذر عام مین ایک ستون سے باندہکر کہڑا کردیتے تہے اور سکوکس مین فقط ہاتہ اور ٹانگون کو شکنجہ مین دیتے تہے۔ ان کے علاوہ اور سزائین جلاوطنی قید بعبور دریائے شور ضبطی جائداد جرمانہ اور قید ہوتی تہین۔ بڑے بڑے جرائم خلاف وزری سرکار کے لئے ۱۸۲۰ء تک سر قلم کرنا اور بدن کے ٹکڑے ٹکڑے کردینا اور زندہ آدمی کے آنت نکال دینا وغیرہ وغیرہ سزائین مقرر تہین۔

۴۴۵ — ۱۸۴۵ء کے بعد لنڈن برج پر کوئی سر لٹکا ہوا نہین دیکہا گیا۔ قاتل کی نعش کا اسپتالون مین چیرنا ۱۸۲۲ء مین اختیاری کیا گیا تہا اور ۱۸۶۰ء مین بالکل موقوف کیا گیا تہا ۱۸۲۲ء مین زنجیرون سے پہانسی دینا موقوف ہوا ۱۸۶۸ء مین یہہ حکم ہوا کہ پہانسی وغیرہ بجائے کسی رہگذر عام کے قیدخانہ کے اندر دی جاوے۔ ۱۸۳۷ء سے دوسو مقدمات سو زیادہ مین سزا موت دور کردیگئی اور اب فقط جرم خلاف وزری سرکار و قتل عمد کے لئے یہ سزا رہگئی ہے۔

۴۴۶ — ۱۸۲۵ء سے ۱۸۵۳ء تک قیدی نوآبادیون مین بہیجے جاتے تہے لیکن اب ایسے مجرمون کو جیلخانون مین مشقت تعزیری بہگتنی پڑتی ہے ۱۸۴۲ء مین قید تنہائی کا طریقہ جاری ہوا ۱۸۶۹ء سے یہ طریقہ جاری ہوا کہ ایسے اشخاص کو جو ارتکاب جرم کے عادی ہون سزا کے بہگتنے کے بعد پولیس کی نگرانی مین رکہا جاوے اور یہہ انکی سزا کا ایک حصہ سمجہا جاتا ہے۔

تازیانہ کا لگانا اب فقط ایسے جرمون مین ہے جنمین بے رحمی کے ساتہ انسان پر حملہ کیا جاتا ہے جیسے پیچہے سے اگر گلا گہونٹ دینا وغیرہ وغیرہ۔

بنتہم صاحب کی رائے

۴۴۷ — بنتہم صاحب نے قانون تعزیری پر جو اپنی رائے لکہی ہے وہ نہایت دلچسپ ہے اسکو ہم ایموس صاحب کی کتاب سے ذیل مین درج کرتے ہین۔

علاوہ ازین بنتہم اس اصول سے شروع ہوکرتا ہے کہ قانون تعزیری کا وضع کرنا ایک برائی کا دوسری برائی
سے مقابلہ کرنا ہے۔ اور اس لئے وہ صورت جسمین کوئی فعل جرم قابل سزا قرار دیا جاوے۔ وہ ہے
جسمین وہ تکلیف جو اوس فعل سے پیدا ہو اوس تکلیف سے زیادہ ہو جو سزا کے طور پر کامل طور سے
روکنے کے لئے استعمال کرنی پڑے اور اس حال مین بہی سزا کا استعمال اوسوقت تک نکرنا چاہئے
جبتک کوئی اور آسان تر ذریعہ اوسکے روکنے کا موجود نہو۔ اس حساب کے روسے انسانی تکلیفات
اور خوشیون کی ایک درجہ وار فہرست کی ضرورت تہی اور وہ فہرست اوسنے اپنی لیاقت کا تمام
زور لگاکر طیار کی ہے اور جیسی کہ امید تہی اوسکی فہرست جرائم و اندازہ سزا قانون مرجہ الوقت
سے بہت مختلف ہو تمام وہ جرائم جو مذہب یا سودخواری بمقدار کثیر سے متعلق ہین اوس فہرست
مین موجود نہین ہین۔ سودخواری کی حمایت مین وہ پہلے ہی ایک رسالہ لکہہ چکا تہا اوسکی فہرست
مین نیا جرم حیوانات پر بے رحمی کرنا تہا جنکی ساتہہ وہ قولاً و فعلاً بہت ہمدردی ظاہر کرتا تہا۔

۹۴۔ تعزیرات کے علاوہ اور چارہ جوئیون کو اوسنے **امتناعی** اور **تلافی** مین
تقسیم کیا ہے۔ قانون مرجہ الوقت کے برخلاف اوسنے یہ تجویز کی کہ **تلافی** اگر بجائے سزا ممکن نہو
تو سزا کے ساتہہ تو ضرور ہونی چاہئیے کیونکہ اگر ایک تکلیف کے روکنے کے لئے دوسرے شخص کو
فقط تکلیف دینا مناسب سمجہا جاوے تو کوئی ایسی تکلیف جسمین فریق اول کو خوشی اور فائدہ
بہی ہو زیادہ تر مناسب ہوسکتی ہے۔ جرم کا سب سے خراب جزو وہ خلجان ہوتا ہے جو اور لوگون کو
پیدا ہوتا ہی کہ شاید ہمارے ساتہہ بہی مجرم کوئی ایسا ہی فعل کرے یہ خلجان فقط سزا سے دور نہین ہوسکتا
جبتک اوسکے ساتہہ تلافی بہی نہو۔ تلافی کی بابت اوسکی یہ راے تہی کہ ہر حالت مین زر نقد کی صورت
مین نہونی چاہئیے بلکہ کبہی **بحالی جنس** اور کبہی **اعزازی تلافی** ہونی چاہئیے۔ بحالی
جنس تو وہ کہتا ہے اب بہی کئی صورتون مین قائم معمول ہے لیکن اعزازی تلافی بالکل نظر

اندازکر دیجاتی ہے۔وہ کہتا ہے کہ زر نقد کی صورت مین تلافی کرنی بعض وقت شخص ضرر رسیدہ کی توہین کا باعث ہوتی ہے مثلاً از از حیثیت عرفی یا لیبل وغیرہ کی صورت مین ہرجانہ بصورت زر نقد اور توہین سمجہا جاویگا۔لیکن اگر ایسا کیا جاوے کہ شخص ضرر رسیدہ کی وجود مین اوس شخص کی تذلیل کیجاوے تو نہایت مناسب ہے اور اس تذلیل کے سبب عمدہ صورت یہ ہے کہ اون اشخاص کے مواجہہ مین جنکے روبرو کسی شخص کی توہین کیگئی ہو اور اون اشخاص کے روبرو جنکی رائے پر اوس توہین نے اثر کیا ہو شخص توہین رسان علانیہ معافی طلب کرے۔اوس نے ایک اور تیسری قسم کی تلافی کی جانب بہی اشارہ کیا ہے جسکو انتقامی کہتا ہے غرضکہ بنتہم کی راے مین تلافی کا ہونا ضروری ہے خواہ وہ ذریعہ ضرر رسان کے یا کسی اور شخص کی گرہ سے نکلے جواوسکے چال چلن کا جوابدہ ہو بلکہ بنتہم کی راے تہی کہ اگر سرکاری خزانہ سے بہی دینی پڑے تو بہی شخص ضرر رسیدہ کو تلافی سے محروم نہ کرنا چاہیئے۔

۰ ۵۴ - بنتہم صاحب کہتے ہین کہ سزا مین ان خواص کا ہونا ضروری ہے -

(۱) کہ ادل بدل اوسمین درجہ ہوسکتا ہو یعنے اوسکا اندازہ اور اوسکی تقسیم عوارض کے لحاظ سے کرسکین خفیف عوارض ہون ہو تو سزا کے مقدار مین کمی ہوسکتی ہے اور سنگین عوارض ہون تو زیادہ سزا ملسکتی ہے۔

(۲) تہدید یعنی جو سزا دیجاوے اوسمین اس قسم کی ظاہری تکلیف ہو کہ جن لوگون کی تہدید اور ترہیب کیلئے سزا دیجاتی ہے اونکو یہ سزا اوس تکلیف سے جسکے عوض یہ تکلیف دیگئی ہے۔زیادہ معلوم ہو۔

(۳) عوام الناس کے خیالات اور تعصبات کا اس قدر لحاظ رکہنا چاہیئے کہ کہین انکی ہمدردی از ناش ضرر رسیدہ کے حق سے مجرم کی طرف منتقل نہو جاوے۔

(۴) اگر ممکن ہو تو سزا اور اوس جرم کے درمیان جس کے لیئے وہ سزا مقرر ہے کوئی اس قسم کی مشابہت ہو کہ جس وقت اوس شخص کا دل اوس جرم کے ارتکاب کے لئے للچاوے تو اوس سزا کی تصویر اوسکے دل مین پہر جاوے۔

(۵) سادہ ہو۔

(۶) قابل معافی

انکے علاوہ اور ایسے طریقے اختیار کرنے چاہئیں کہ مجرم کی صلاح بہی ہو جاوے کہ آیندہ اوسکو ایسے جرمون کے ارتکاب سے باز رکہے اور فریق مضرت رسیدہ کی بہی تلافی ہو جاوے۔

۴۵۱۔ ان تمام ضروری خواص کو اوس نے "لفظ کفایت" مین جمع کیا ہے یعنے "اگر مطلب حاصل ہو سکے تو کم سے کم تکلیف ہونی چاہیئے یعنے سانپ مرے نہ لاٹہی لوٹے۔ سزا ے موت کو جو ان دنون مین اکثر جرائم کے واسطے دی جاتی تہی اوس نے فقط قتل انسان اور بغاوت کے لئے رکہا۔ اور اسکے بعد باقی جرایم کے لئے "وہ قید مع مشقت" کو سب سے بہتر سزا سمجہتا ہے کیونکہ اس سزا مین بہت سی درجے بہی مقرر ہو سکتے ہین اور قیدیون کی محنت بہی مفید ہو سکتی ہے۔ بنتہم کے زمانہ کے بعد جیلخانون کے حالت مین بہی بہت ترقی ہو گئی ہے"

ہندوستان کا قانون تعزیری

۴۵۲۔ مجموعہ تعزیرات ہند مین اول اون عام اصول کا ذکر جنسے معاملات فوجداری مین قابلیت مواخذہ پیدا ہوتی ہے اور سزاؤن اور اعانت اور اقدام کا ذکر کیا گیا ہے۔ دوم جرایم عامہ کی تعریف اور ان کے لئے سزائین مقرر کی گئی ہین اور اخیر مین جرائم پرائیویٹ کی تعریف اور اونکی سزائین۔

۴۵۳۔ ضابطہ فوجداری مین ایک اور تقسیم مقدمات سمن و مقدمات وارنٹ مین کیگئی

ہے اور یہ تقسیم انگلستان کے جرائم سنگین و خفیفہ کے مطابق ہے - سرسری تجویز بھی غلط
مین تفریق کیگئی ہے - پہلے یورپ مین رعایائے برطانیہ اور دیسیون کی تجویز مین فرق تھا اب
ترمیمات متواترہ کے بعد جسقدر رہ گیا ہے وہ بھی بہت ہے - ذمہ داری کی بحث ایسی معاملات
مین کیگئی ہی جیسے غلطی و اتفاق صغرسنی و دیگر ناقابلیت جسمانی و جبر و رضامندی و حفاظت
خود اختیاری - انمین سے اکثر کی بحث پہلے ہو چکی ہے یہان فقط رضامندی و حفاظت خود
اختیاری پر بحث کیجاویگی - ایسی رضامندی جو فریب دہمکی سے یا ایسے شخص سے حاصل کیگئی جو
ارادہ کرنیکی قابلیت جسمانی و ذہنی نرکہتا ہو بے تاثیر سمجھی گئی ہے - لیکن اگر کوئی شخص کسی شخص
کو اوسکی رضامندی سے کوئی ایسا ضرر پہونچاوے جو موت اور ضرر شدید سے کمتر ہو تو شخص ضرر
رسان قابل مواخذہ نہین جیسے کشت زنی وغیرہ کھیل مین -

اور نہ اوس فعل مین جو شخص ضرر رسیدہ کے فایدہ کی غرض سے اور اوسکی مرضی سے کیا جاوے
جیسے کہ کوئی جراحی عمل جسمین شخص زیر علاج مر جاوے نہ وہ فعل جو کسی بچے یا شخص فاتر العقل
کے فایدہ کی غرض سے اوسکے ولی کی رضامندی سے کیا جاوے قابل مواخذہ ہوتا ہے بشرطیکہ
وہ فعل موت یا ضرر شدید نہو سوا اون صورتون کے جبکہ وہ موت کے روکنے اور کسی سخت اور لاعلاج
مرض کے دفعیہ کیواسطے کیا جاوے -

۴۵۴ - اون افعال کی بھی پاداش مین کچھہ سزا نہین دیجاتی جو حق حفاظت خود اختیاری کے
عمل مین لانے کے وقت کسی سے سرزد ہون - جس تعریف مین اس حق کی نوعیت اور وسعت
کی تشریح کی گئی ہے وہ نہایت دلچسپ ہے اون صورتون مین جہان اسقدر وقت کافی ہے کہ
افسران سرکاری کی حفاظت میسر آسکے یا اون صورتون مین جبکہ کوئی ملازم سرکاری بحیثیت
اپنے عہدہ کے نیک نیتی سے کوئی ایسا فعل کرے جسمین معقول طور سے موت اور ضرر شدید

کا خوف نہ کیا جاوے۔ حفاظت خود اختیاری کا حق تسلیم نہیں کیا جاتا۔ باقی اور تمام صورتوں میں

یہہ حق ہر ایک شخص کے لئے اپنے اور کسی اور شخص کے جسم وجان و مال کی حفاظت کے لئے

تسلیم کیا گیا ہے۔ یہ حق کسی صورت میں اوس سے زیادہ نقصان پہونچانے کے لئے جو حفاظت

خود اختیاری کے لئے ضروری ہو۔ وسعت میں زیادہ نہیں ہوتا اور اگر اس شرط کے ساتھ

تمام صورتوں میں جان سے مار ڈالنے کے سوا ہر ایک کمتر ضرر حفاظت خود اختیاری میں

پہنچا سکتے ہیں حفاظت جسم کی صورت میں حفاظت خود اختیاری میں جان سے بھی مار ڈال

سکتے ہیں اگر مجرم کے فعل سے یہ معقول خوف ہو وہ (۱) موت یا ضرر شدید۔ (۲) یا زنا بالجبر یا جرم

خلاف وضع فطری کا مرتکب ہوگا یا (۳) اگر اوس شخص کو جو اپنی حفاظت کرتا ہے اغوا کر کر یا

غلام بنانے کی غرض سے بھگا لیجاویگا یا حراست ناجائز میں رکھیگا۔

صورتہائے ذیل میں جائداد کی حفاظت میں بھی جان سے مار ڈالنا حق حفاظت خود اختیاری

میں شامل ہے۔ سرقہ بالجبر و نقب زنی بخانہ وقت شب ایسے مکان کو جسمیں انسان بود و باش رکھتے ہوں

یا کوئی مال رکھا ہو آگ سے مضرت پہونچانا اور ایسی حالات کے ساتھ سرزد فعلت بیجا جسمیں جان

کے تلف ہونے یا ضرر شدید کا خوف ہو۔

۴۵۵ ۔ یہ حق اون افعال کے برخلاف بھی حاصل ہوتا ہے جو اطفال و اشخاص فاتر العقل

و بدمست سے سرزد ہوں اس حق کے شروع ہونیکا وقت بلحاظ جسم کے وہ ہے جب خطرہ کا کوئی معقول

خوف پیدا ہوا اور جب تک وہ خطرہ قائم رہتا ہے یہہ حق بھی قائم رہتا ہے اور بلحاظ جائداد کے

حق حفاظت خود اختیاری کے شروع ہونیکا وقت اسی وقت پیدا ہو جاتا ہے۔ جبکہ جائداد کے

لئے خطرہ کا خوف پیدا ہوتا ہے اور اوس وقت تک قائم رہتا ہے جبتک جرم کا ارتکاب ہو رہا

ہو یا جبتک مجرم واپس چلا جاوے یا مدد نہ آجاوے جس صورت میں یہ جو کہوں ہو کہ کسی بیگناہ

شخص کو نقصان پہنچانے کے بغیر یہ حق عمل مین نہین آسکتا تو ایسی جوکہون مین بہی یہ حق اُس
وقت عمل مین لا سکتے ہین جبکہ ایسا حملہ کیا جاوے جسمین جان کے تلف ہونیکا خوف ہو۔ اگر نیک
نیتی سے حق حفاظت خود اختیاری کے عمل مین لانے کے وقت جبکہ اوسقدر نقصان زیادہ پہنچانے
کا عزم ہو جسقدر حفاظت کے لئے ضروری ہے وہ فعل جو حفاظت خود اختیاری مین کیا جاوے
قانون کی مجاز حد سے بڑہجاوے تو قتل انسان کی صورت مین وہ قتل عمد نہ سمجہا جاویگا۔

۴۵۶ - اعانت۔ کے بارہ مین تعزیرات ہند مین نہایت عمدہ اصول موجود ہین۔ اعانت
بہی ذمہ داری کے لحاظ سے اعانت سمجہی جاتی ہے جو ایسے فعل کے ارتکاب کے لئے کیجاوے
جسکو اگر کوئی ایسا شخص کرے جو ازروی قانون ارتکاب جرم کی قابلیت رکہتا ہے جرم متصور ہوتا
اور جرم اعانت کے پیدا ہونے کے لئے یہ ضروری نہین ہے کہ اوس فعل کا ارتکاب بہی ہو جسکی بابت
اعانت کیجاوے۔ نہ یہ ضروری ہے کہ شخص معان قانوناً جرم کے ارتکاب کی قابلیت رکہتا ہو اور
نہ یہ ضرور ہے کہ وہ کچہہ مجرمانہ ارادہ رکہتا ہو۔ اعانت کی اعانت بہی اعانت کے مساوی درجہ کا جرم ہوتا
ہے۔ اگر اعانت ایک فعل کے لئے کیجاوے اور ارتکاب کسی اور فعل کا ہوجاوے تو شخص معین
اس پہلے فعل کا بہی ذمہ دار ہو اگر وہ فعل اعانت کا غالب نتیجہ تہا۔

۴۵۷ - اگر فعل معان (بہی ارتکاب مین آجاوے اور اوسکے نتیجہ کے سوا کوئی اور فعل بہی
تو معین دونون کی بابت ذمہ دار ہے۔ اعانت کی سزا وہی ہے جو اصلی جرم کی ہے لیکن اگر اوس جرم کا
ارتکاب اعانت کے سبب سے نہین ہوا۔ تو لحاظ نوعیت جرم کے کم درجہ کی سزا مقرر ہوتی ہے۔

۴۵۷ - اقدام۔ جرایم کے ارتکاب کے لئے اقدام کرنا بہی قابل سزا ہے جبکہ اوسکی بابت
کوئی خاص حکم نہو تو اقدام کے لئے اصلی جرم سے نصف سزا رکہی گئی ہے۔

۴۵۹ - ضابطہ مین جرایم کے ارتکاب کو اگر ممکن ہو روکنے کے لئے بہی کچہہ انتظام کیا گیا ہی

اور اس غرض کے لئے اون اشخاص سے جنکا چال چلن مشتبہ ہو یا کوئی وجہ معاش نہ رکہتے ہوں یا بدمعاشی مین مشہور ہوں نیک چلنی کی ضمانت لی جاتی ہے۔ اور اسی طرحکا انتظام حفظ امن عامہ مین خلل ڈالنے کے روکنے کی غرض سے کیا گیا ہے۔ خلاف قانون مجمع ہائے کو مجسٹریٹ یا افسر پولیس کے حکم سے منتشر ہونیکا حکم دیا جاتا ہے اور اگر ضروری ہو تو فوج جنگی کی مدد بہی لیجا سکتی ہے۔ امور و اشیاء باعث تکلیف عامہ کو دور کرنے کے لئے ضرورت کے وقت عارضی حکم دیا جا سکتا ہے اور باقی صورتون مین حکم امتناعی صادر کیا جاتا ہے۔ جرائم سنگین کے روکنے کی غرض سے مداخلت کرنیکا اور اون اشخاص کو گرفتار کرنے کے لئے جو اون جرائم کے ارتکاب کا ارادہ و تجویز کررہے ہوں پولیس کو اختیارات دئیے گئے ہین۔ جائداد غیر منقولہ کی بابت جو تنازعات پیدا ہوں اونکے واسطے جو انتظام کیا گیا ہی اوسکو ہم کہین ذکر کر آئے ہین۔

۴۶۰- سزا ہائے مندرجہ ذیل تعزیرات ہند مین تسلیم کی گئی ہین۔ موت۔ حبس بعبور دریائے شور۔ مشقت تعزیری۔ قید (سخت و محض معہ قید تنہائی) ضبطی جائداد۔ جرمانہ و تازیانہ۔ ہر ایک جرم کے لئے علحدہ علحدہ سزا مقرر کی گئی ہے۔ اسلئے سزا کی بابت کوئی عام اصول بیان نہین کرسکتے موت کی سزا صرف تہائے مندرجہ ذیل کے لئے محدود ہے۔ ملکہ کے برخلاف جنگ کرنا قتل عمد۔ اعانت قتل عمد مرتکبہ ایسی جہوٹی گواہی دینا یا بنانا جسکے سبب سے کسی بیگناہ شخص کی جان ضائع ہوئی ہو۔ کسی شخص فاترالعقل و نابالغ و مست کی خودکشی مین اعانت کرنا لیکن فقط ایک صورت مین موت کا فتویٰ لازم ہے یعنی اوس صورت مین جب قتل عمد کا مرتکب وہ شخص ہوا ہو۔ جو حبس بعبور دریائے شور کی سزا بہگت رہا ہے باقی صورتون مین موت کی بجائے حبس دوام بعبور دریائے شور کی سزا بہی ہوسکتی ہے۔ موت کے فتوی کی تعمیل جیل کی حدود مین پہانسی دینے سے کیجاتی ہے۔ قانون ہندوستان مین حبس دوام بعبور دریائے شور کو قید بست سالہ بعبور دریائے شور

تعبیر کرتی ہے کم سے کم مدت حبس دوام بعبور دریائے شور کے سات برس ہے سا اور حبس بعبور
دریائے شور سے ناجائز طور سے واپس آنے کی صورت مین حبس دوام بعبور دریائے شور لازم ہو حبس دوام بعبور دریائے
شور کی سزا مین قیدی جزیرہ انڈمان مین (جسکو عوام کالا پانی کہتے ہین) بھیجا جاتا ہے۔

قید کی زیادہ سے زیادہ مدت چودہ سال ہے اور کم سے کم کی کوئی حد نہین۔ لیکن سرقہ بالجبر
ڈکیتی مین جسمین ضرب شدید کا اقدام ہو یا جرم کسی مہلک ہتھیارون کی سلحبندی کے ساتھ
کئے گئے ہون تو قیدی کی مدت کم سے کم سات برس ہے۔

کم سے کم قید کی مدت جو ایک معین جرم کی صورت مین زیادہ سے زیادہ ہو ۲۴ گھنٹے ہی اور وہ حالت
نشہ مین ناشائستگی کرنے کا جرم ہے۔ قید دو قسم کی ہے سخت یا محض بعض صورتون مین بعض یا سخت
قید کا کرنا عدالت کے اختیار مین چھوڑا گیا ہے اور بعض صورتون مین تعین کردیگئی ہے بعض صورتون
مین جرمانہ خیاری ہے یعنی یا جرمانہ یا قید اور بعض صورتون مین جرمانہ بطور سزا ے ابتدائی کے دیا جاتا
ہے جیسے حلف دروغی مین۔ قید تنہائی اصلی قید کا ایک جزو ہوتا ہے اور اس حساب سے دیجاتی ہے۔
اگر کل قید کی مدت چھ مہینے سے زیادہ ہو تو ایک مہینہ کی قید تنہائی اور اگر چھ مہینے سے زیادہ اور برس سے
کم ہو تو دو مہینے کی قید تنہائی اور ایک برس سے زیادہ ہو تو تین مہینے کی قید تنہائی کیجاتی ہے اور
ایک ہی وقت مین متواتر ۱۴ دن سے زیادہ قید تنہائی نہین ہو سکتی۔ اور اگر کل مدت قید تین
ماہ سے زیادہ ہو تو ایک ہفتہ یا سات دن سے زیادہ قید تنہائی نہین ہو سکتی۔ ہر ایک صورت مین
عرصہ ہای قید تنہائی کے درمیان اون عرصون سے کم وقفہ نہو گا

۶۱۴۔ ضبطی جائداد تین قسم کی ہے۔

(۱) مجرم کی تمام جائداد کی مطلق ضبطی جو فقط اون جرائم مین جنکی سزا
موت ہے اور گورنمنٹ کی خلاف جنگ کرنے یا جنگ کی تیاری کرنیکی صورت مین سزا کا لازم حصہ ہے۔

(۲) **مدت سزا کے لیئے لگان اور منافع کی ضبطی** - یہ ان جرائم مین جنمین سات برس یا زیادہ کے لئے حبس بعبور دریائے شور ہوتی ہے -

(۳) **خاص جایداد کی ضبطی** - یہ ضبطی اوس جائداد کی صورت مین ہوتی ہے جو اوس ریاست مین لوٹ مار کرنے مین جو ملکہ سے صلح رکھتی ہو استعمال کیجاوے یا اوسکے استعمال کرنیکا ارادہ کیا جاوے یا اوس غارتگری مین حاصل ہوئی ہو - وہ جایداد جو کسی ملازم سرکاری نے برخلاف قانون حاصل کی ہو اور وہ جائداد جو کسی محض ناجایز طریقہ مین استعمال کی گئی ہو جیسے محصول پرٹ سی بچنے کے لئے -

کوئی شخص جو کسی اپنے جرم کی بابت قید ہو جسمین وہ تمام جائداد کی ضبطی کا مستوجب ہے اور اوس مدت قید مین کوئی جائداد حاصل کرے تو وہ بھی ضبط سمجھی جاویگی -

۲۶۴ - جرمانہ - محض کی سزا فقط سات صورتون مین دیجاتی ہے (۱) وہ شخص جسکے فایدہ کے لئے بلوہ کیا جاتا ہو اور وہ اوسکے روکنے کی کوشش نکرے (۲) ایسے حال مین اوس شخص کا گماشتہ یا کارندہ (۳) وہ شخص جسکی زمین پر ایسی حالت مین بلوہ کیا جاوے - (۴) مہتمم کسی جہاز تجارتی کا جو کسی بری و بحری فوج کی فراری کو اپنے جہاز پر چھپنے کی اجازت دے (۵) کرہ ہوا کو مضر صحت بنانا - (۶) کسی شارع عام یا مرکب آبی کے رستہ کو روکنا - (۷) امر باعث تکلیف عامہ جسکا خاص ذکر نہ کیا گیا ہو وہ صورتین جنمین جرمانہ بطور سزا زایدکے دیا جاتا ہی بیشمار ہین اور جرمانہ کی مقدار جج کی مرضی پر چھوڑی گئی ہے - جرمانہ بعض وقت اختیاری طور پر (یعنی یا تو جرمانہ یا اور کوئی سزا) کیا جاتا ہی اور اس صورت مین بعض وقت جرمانہ کی مقدار محدود ہوتی ہے اور بعض وقت نہین جہان کوئی مقدار مقرر نہین کیگئی وہان یہ حکم ہو کہ جرمانہ بہت زیادہ یعنی زاید از حیثیت مجرم نہ ہو - پھر ایک ایسی صورت مین جہان جرمانہ سزا کا ایک جزو ہوتا ہے عدم ادائے

جرمانہ کی حالت مین قید کی جاتی ہے جو کسی حالت مین اوس قید سے ایک چوتھائی سے زیادہ نہین ہوسکتی جو اوس جُرم کے لئے ہے اور جو مجسٹریٹ عائد کر سکتا ہو اور قید بصورت عدم ادائے جُرمانہ کے لئے جہان فقط جرمانہ سزا مقرر ہو یہ اندازہ ہی ۔ جب ۵۰ روپیہ سے زیادہ جُرمانہ نہ ہو تو دو مہینے اور جب سو روپیہ سے زیادہ جُرمانہ نہو تو چار مہینے اور باقی صورتون مین چھہ ماہ ۔ لیکن قید ہونے سے مجرم جُرمانہ کی ادا کی ذمہ داری سے بری نہین ہوسکتا ۔ یہ جُرمانہ چھہ برس کے اندر اندر ضبطی سے وصول ہو سکتا ہو ۔

۶۲۳ ۔ مشقت تعزیری ۔ اہل یورپ و اہل امریکہ کو حبس بعبور دریائے شور کی حالت مین مشقت تعزیری کی سزا دیجاتی ہے ۔ یہہ ایک طرح کی قید سخت ہو جو سزا یابون کے جیلخانہ مین کی جاتی ہے ۔

جرائم برخلاف جائداد و محاصل سرکاری مین مجرم اوس جرم کے بار دوم کرنے پر دوگنی سزا کا مستوجب ہوتا ہے ۔

۶۴ ۔ سزائے تازیانہ ۔ چند خاص جرائم سنگین کے لئے مخصوص ہے اور بعض صورتون مین بجائے اور سزاؤن کے بھی یہ سزا دیجاتی ہے اور بار دوم کے ارتکاب کی صورت مین یہ سزا علاوہ سزائے زاید کے بھی دیجاسکتی ہے ۔ سوا اون جرمون کے جنکی سزا موت ہو اور جرمون مین جو بچون سے سرزد ہون تازیانہ کی سزا بجائے اور سزاؤن کے دیجاتی ہے عورت کو اور اوس شخص کو جسپر موت یا حبس بعبور دریائے شور یا قید زائد از پنجسالہ کا فتوی دیا گیا ہو یہ سزا نہین دیجاتی اور اوسکی حد صرف ۳۰ تازیانہ ہے ۔

۶۰ ۔ یہ میلان پایا جاتا ہے کہ موت اور تازیانہ کی سزا کو اور زیادہ تر محدود کر دیا جاوے اور امید ہو کہ جب سزا کے معاملہ پر غور کیا جاویگا تو کوئی اور طریقہ سزا دہی بنایا جاویگا جو موجودہ طریقہ سے کم پیچیدہ اور کم تکلف ہو بہت سے جرائم ایسے ہین کہ جن سے اخلاق و عادات کی برائی بالکل ظاہر

نہین ہوتے اور اگر ہوتی ہے تو بہت کم اعداد سکی پاداش مین معمولی جیلخانہ مین قید کرنا مناسب
نہین اور اگر فرانس کے دستور کے موافق ایسے صورتون مین کسی اصلاح خانہ مین قید کیا جاوے
تو اچھا ہو۔ بچون کے لئے جو اصلاح خانہ موجود ہین انکو وسعت دینا ضروری ہے

۴۶۶۔ فہرست ذیل مین وہ بڑے بڑے جرائم جو از روئے قانون تعزیرات ہند قابل سزا
قرار دیئے گئے ہین درج ہین۔

عامہ خلایق کے برخلاف جرائم (پبلک)

اس حصے کے متعلق سات قسم کے جرائم ہین۔

(۱) **جرائم خلاف ورزی سرکار**۔ اس مین ملکہ کے مقابلہ مین یا کسی
سلطنت کے مقابلہ مین جسکی ملکہ سے صلح ہو جنگ کرنا۔ افسران اعلی گورنمنٹ کو دھمکانے کا اقدام
کرنا اور اسیران سلطانی کو بھاگ جانے کی اجازت دینا۔

(ب) **جرائم متعلقہ افواج بری وبحری**۔ سوا ان جرائم کے جو منشا ر د آرٹیکل
ز آف وار) قابل سزا ہین کسی سپاہی یا خلاصی جہازی کو خدمت منصبی کرنے کی اغوا کرنا افسر
کی عدول حکمی و فرار ہونے یا اور کسی جرم مخل انتظام فوجی مین اعانت کرنا۔ فراریون کو بھاگنے مین
مدد دینا۔ سپاہیون کا لباس پہننا یا اوس لباس کی نقل کا پہننا۔

(ج) **جرائم خلاف آسودگی عامہ خلایق**۔

کسی مجمع خلاف قانون مین شریک ہونا کسی مجمع خلاف قانون کی مدد کرنا اور ہمیشہ داخل
ہونا یا داخل رہنا جرائم متعلقہ بلوہ ہنگامہ۔

(د) **جرائم جو سرکاری ملازمون سے سرزد ہون یا ان سے متعلق ہون**
جرائم جنکا ارتکاب ملازمان سرکاری کرین۔

(۱) ہر ایک قسم کی رشوت ستانی۔
(۲) خلاف ورزی قانون اس نیت سے کہ کسی کو ضرر پہونچے۔
(۳) خلاف قانون طور سے تجارت سے سروکار رکھنا یا مال پر بولی بولنا و خریدنا۔
جرائم جنکا ارتکاب ملازمان سرکاری کے متعلق کیا جاوے۔
(۱) سرکاری ملازم بننا۔
(۲) فریب کی نیت سے وہ لباس یا نشان پہنا جنکو سرکاری ملازم استعمال کرتا ہو
(۳) اوس اطلاع دہی سے انکار کرنا جو اسکو قانوناً دینی واجب ہے یا جھوٹی اطلاع دینا
(۴) کسی سرکاری ملازم کے کام مین جب وہ اپنی خدمت منصبی کو انجام دیرہا ہو تعرض کرنا یا اسکی عدول حکمی کرنا یا ارادتاً اوسکی توہین کرنی اور اسکے کام مین خلل ڈالنا۔

جرائم مخالف معدلت عامہ

(۱) جھوٹی گواہی دینی یا بنانے کی صورتین۔ جھوٹے اظہارات یا سرٹفکیٹون کا دینا وغیرہ
(۲) کسی مجرم کے بچانے کے لئے شہادت کا مخفی کرنا اور کسی دستاویز کو جائز طور پر پیش کرنے سے روکنے کیلئے مخفی کرنا یا تلف کرنا اور ایسی اطلاع دہی کا ترک کرنا جو از روے قانون ضروری ہے۔
(۳) جھوٹا دعوی کرنا۔ جھوٹا الزام لگانا۔ سازشاً جھوٹی ڈگری کا اپنے اوپر جاری ہونے دینا۔
(۴) مال پر دعوی کرنا یا اسکو خورد برد کرنا اس غرض سے کہ انصاف رسی نہونی پاے
(۵) ملازمان سرکاری کا عداوتاً یا طمعاً کوئی فعل کرنا

(ص) جرایم متعلقہ سکہ و سٹامپ وغیرہ

(ط) جرایم جو عامہ خلایق کی عافیت اور امن و آسایش اور حیا اور عادات پر موثر ہین

(۱) امر باعث تکلیف عام

(۲) دوا یا خوراک مین آمیزش

(۳) جرایم خلاف قواعد صحت و قرنطینہ وغیرہ

(۴) ہوا کو مضر صحت کرنا۔

(۵) فحش کتابون کا بیچنا۔

خاص اشخاص کے برخلاف جرائم (پرائویٹ)

ان مین چہ قسم کے جرائم شامل ہین

(۱) جرایم متعلق مذہب

(۱) کسی فرقہ کی مذہبی توہین کی غرض سے کسی عبادت گاہ کو نقصان پہونچانا یا نجس کرنا۔

(۲) کسی شخص کا دل دکہانے کی غرض سے اوسکے مذہب کے برخلاف کچہ کہنا یا اسی غرض سے مجمع مذہبی کو ایذا دینا یا قبرستان و عبادت گاہ وغیرہ مین مداخلت کرنا۔

(ب) جرایم برخلاف جسم و جان انسان۔

(۱) قتل انسان مستلزم السزا۔ قتل عمد کی تمام صورتین۔ خودکشی۔ ان جرایم کی ارتکاب کا اقدام کرنا۔ بے احتیاطی سے ہلاکت کا باعث ہونا۔

(۲) ٹہگی۔ دوائی مسکن وغیرہ کہلانا۔

(۳) ضرر ہر قسم کا۔ حملہ مجرمانہ

(۴) حبس و حراست بیجا۔

(۵) برٹش انڈیا سے انسان کو لے بھاگنا۔ انسان کو لے بھاگنا وغیرہ

(۶) زنا بالجبر و جرائم خلاف وضع فطری۔

(۷) تخویف و توہین۔ تکلیف دینا۔

(۸) زن حاملہ و بچہ غیر مخلوق کو تکلیف پہونچانا۔ ولادت کا مخفی رکھنا اور بچون کا چھوڑ جانا۔

(ج) جرایم بہ خلاف مال

(۱) سرقہ۔ سرقہ بالجبر۔ استحصال بالجبر۔ ڈکیتی کے ہر قسم۔ مال مسروقہ کا لینا اور چھپانا یعنی مین مدد دینا۔

(۲) دغا۔ تصرف مجرمانہ۔ خیانت مجرمانہ

(۳) مداخلت بیجا ہر قسم کی

(۴) نقصان رسانی

(۵) جعلسازی ہر قسم کی۔ فریبی دستاویزات لو فریبا انتقال جائداد کرنا۔

(۶) جرائم خلاف مال و نشان ہائے ملکیت و حرفت

(د) جرائم متعلقہ نقص معاہدات خدمت و ملازمت

ایسے معاہدات کی حفاظ و خلاف ورزیان قانون فوجداری سے متعلق ہین۔ جو سنگین ہوتے ہین اور جن کی متعلق کوئی دیوانی چارہ جوئی نہین ہو سکتی کیونکہ مجرم ایسی حالت مین ہے کہ وہ معاوضہ نہین دی سکتا۔ یہان تین قسم کے معاہدات کے نقص ٹھہرائے گئے ہین۔

(۱) سفر کے اثنا مین معاہدہ ملازمت کا نقص (۲) بیکسون کی خدمت کرنے

اور انکی ضروریات بہم پہونچانے کے معاہدہ کا نقض (۲) ایسی جگہ خدمت کرنیکے معاہدہ کا نقض جہان نوکر آقا کے خرچ سے پہونچایا گیا ہو۔

(س) جرائم جو ازدواج سے تعلق رکھتے ہین۔

شوہر یا زوجہ کے مین حیات مین ازدواج ثانی۔ فریب کی نیت سے رسمیات ازدواج پورا کرنا اور عورت منکوحہ کو پھسلا لیجانا

(ص) جرائم متعلقہ ازالہ حیثیت عرفی۔

سولھوان باب

قانون بین الاقوام*

۴۶۷۔ قانون الاقوام مین وہ قواعد شامل ہین جنکے روسے ان حقوق اور فرائض کی تعریف کیجاتی ہے جو ایسے ملک جو ایک دوسرے کی تابع نہین ہین باہمی ارتباط کے لئے ایک دوسرے پر رکھتے ہین۔

۴۶۸ زیادہ ترصیح نام قانون بین الاقوام ہی۔ اس قانون و معمولی قانون مین یہ فرق ہے کہ اس مین قواعد کے نفاذ کرانے والی طاقت کوئی حکومت اعلی نہین ہوتی۔ جیسا کہ معمولی قانون کے لئے ضرور ہے۔ معمولی اخلاق میں اور اس قانون مین یہ فرق ہے کہ یہ قواعد ریاستون کے لئے بنائے جاتے ہین نہ افراد کے لئے جیسا کہ قواعد اخلاقی کی صورت مین جون جون ریاستین ایک دوسری مین منضم ہوتی جاوینگی یہ قانون کم ہوتا جاویگا

*اس باب کا اکثر حصہ لارڈ ہیکنزی کی کتاب سے لیا گیا ہے۔ مؤلف۔

اِس قانون کی دو قسمین ہین قانون الاقوام خاص۔ اور قانون الاقوام عام ۔ خاص قانون الاقوام مین اُس تخالف کی بابت بحث ہوتی ہے جو مختلف قومون کے قوانین مطلق مین پایا جاتا ہے۔ اور جو تنازعات مختلف اشخاص کے درمیان جو ایک ہی سلطنت کے یا مختلف سلطنتون کے رعایا ہون پیدا ہوتے ہین اُن کی بابت قواعد بنائے جاتے ہین۔ اس قسم کے تخالف اور تنازعات مختلف قومون کے ہی قانون مین نہین ہوتے بلکہ ایک سلطنت کے مختلف حصوں میں جو مختلف قوانین مروج ہوتے ہیں اُن مین بھی یہہ تنازعہ اور تخالف پایا جاتا ہے مثلاً سلطنت برطانیہ کے ماتحت ایسے بہت سے ملک ہین جہاں مختلف قوانین رائج ہیں۔

۴۶۹ فی لکس۔ ایک فرانسیسی مصنف کہتا ہے کہ قانون بین الاقوام ان اصول کا مجموعہ ہے جو مہذب اور خود مختار قومون نے اُن تعلقات کے بابت جو اُن کے درمیان موجود ہین یا آئیندہ موجود ہووین اور مختلف رواجات اور قوانین کے تخالف کے سبب سے جو کسی ایک ملک میں پائی جاتی ہیں جو تنازعات پیدا ہوتے ہین اونکے فیصلہ کرنے کے لئے تسلیم کر لیا ہے۔ قانون بین الاقوام کے دو قسمیں خاص اور عام۔ عام اُن تعلقات سے متعلق ہے جو دو قومون کے درمیان ہوتے ہین اور خاص اون تنازعات کا فیصلہ کرتا ہے جو دو سلطنتوں کے قوانین کے تخالف سے پیدا ہوتے ہین۔

۴۷۰ تاریخ عالم کے ابتدائی زمانہ مین اشخاص کے درمیانی تعلقات اسقدر سادہ ہے کہ وضع قانون کی کچھ ضرورت نہ تھی لیکن جب کثرت آبادی اور روز

افزوں حاجات اور ضروریات سے اشخاص کے باہمی تعلقات پیچ در پیچ ہوتے
گئے تو ان تعلقات کے واسطے اور ضعیف کو قوی کے ہاتھ سے محفوظ رکھنے
کے لئے قواعد وضع کئے گئے۔ یہ قواعد رفتہ رفتہ بڑہتے گئے اور حد تکمیل کو
پہونچتے گئے۔ یہ تہوڑے ہی عرصہ کی بات ہے کہ مختلف ملکوں اور قوموں کے
درمیان ارتباط اسقدر بڑہ گیا کہ قانون بین الاقوام کی ضرورت پڑی
۱۷۸۴ء۔ اسوقت تک بہی جب مختلف قوموں کے قانون ایسے مکمل ہوگئے
کہ انپر مہذب کہلائے جانے کا اطلاق ہونے لگا مختلف اقوام کے باہمی ارتباط
ومعاملات کے متعلق کوئی ایسا قانون موجود نہ تہا کہ جو ان دونوں کے
باہمی حقوق اور فایدہ نقصان کو مستحق کرتا۔ اتبک اگر ایسا ہوتا تہا کہ جو قوی ملک
یا سلطنت ہوتی تہی اسکی خواہش خواہ انصافانہ ہو یا ظالمانہ ایسے تعلقات
باہمی کے لئے قانون سمجہے جاتے تہے لیکن اب پچھلے زمانہ مین مساوی القوت
اور تہذیب یافتہ قوموں نے کسی ایسے قانون کو لابد اور ضروری سمجہا کہ جسنے
باہمی تعلقات وحقوق کی حفاظت کی جاوے۔ یونان کی چہوٹی چہوٹی
ریاستوں میں جب وہ نہایت طاقتور تہین ایسا کوئی قانون موجود نہ تہا
جو مین ایک ریاست کا باشندہ دوسری ریاست مین گیا اور وہ اس ریاست کا
دشمن سمجہا جاتا تہا اور گرفتار کرکے غلام کرلیا جاتا تہا اور اوسکی جائداد ضبط
کرلی جاتی تہی۔ لیکن جب سے آپس کا میل جول اور تہذیب وتجارت کی ترقی کے
لئے ایک ملک کو دوسرے ملک کا محتاج ہونا پڑا اور اتحاد کا بہی فایدہ معلوم
ہونے لگا تو قانون بین الاقوام کی بنیاد پڑی۔

عام قانون بین الاقوام

۴۷۲ قانون بین الاقوام کی اس شاخ میں اُن قواعد کی بابت بحث کیجاتی ہے جنکے اُن مختلف سلطنتوں اور ملکوں کے باہمی تعلقات محکوم ہوتے ہیں جو ایک دوسرے کے تابع نہین ہوتے۔

۴۷۳ یہ قانون کچھ تو قانون قدرت کے اصول پر اور کچھ اُن عہود و مواثیق پر مبنی ہین جو تہذیب یافتہ قومون کے "رضائے مشترک" سے پیدا ہوا ہے۔ یہ اعتراض ہوسکتا ہے کہ آیا اس قسم کے قاعدون پر قانون کے لفظ کا اطلاق ہوسکتا ہے یا نہین کیونکہ اول تو کوئی ایسی حکومت اعلےٰ موجود نہین کہ جو اس قانون بین الاقوام کو وضع یا عاید کرے اور نہ کوئی ایسی عدالت ہے جو تنازعات بین الاقوام کو فیصل کرے اور نہ کوئی ایسی طاقت موجود ہے جو اس قانون کا نفاذ کر سکے اور قواعد قانون بین الاقوام کی خلاف ورزی کے روکنے کے لئے "شرم او ننگ" کے سوا اور کوئی وجہ محرک یا ترغیب موجود نہین ہے جبکہ کوئی نفع و نقصان درمیان مین نہ ہو۔ اس میں شک نہیں کہ ملکوں کی صورت مین شرم او ننگ کی ضمانت کچھ بڑی شئے نہین لیکن اگر موقعہ پر اسی خیال سے بہت کچھ کام نکل سکتا ہے

۴۷۴۔ اگر تمام یوروپ کے سلاطین ملکر ایسا کوئی قانون وضع کرین کہ جس سے اون کے تعلقات باہمی مشخص ہوجاوین اور اُس قانون کی پابندی اون سب پر فرض ہوجاوے تو وہ قانون تمام سلطنت ہائے یوروپ کا قانون مطلق کہلا سکتا ہے۔ لیکن اس کی کبھی کوشش نہین کی گئی اور اس بین الاقوام

قانون کے قریب قریب اگر کچھ ہے تو وہ قواعد ہین جو یورپ کے بڑی بڑی سلطنتیں اپنے عہدنامجات میں داخل کردیتے ہیں اور اونکی پابندی فریق ہائے متعاقدین پر فرض ہوتی ہے۔

۴۷۵ یورپ کے قوانین بین الاقوام سے ابتدائی غرض یہ ہے کہ انصاف کے اصول پر باہمی تنازعات کا فیصلہ کیا جاوے۔ اور اُنکے فیصلہ کو جنگ کے اندھادھند اتفاق پر نہ چھوڑا جاوے۔ اور اگر جنگ کا وقعہ ناممکن ہوتا ہے تو اُس صورت میں فریق ہائے جنگ کے حقوق و فرائض اور فریقہائے غیر طرفدار کے طریقہ عمل کے بابت قواعد وضع کئے جاتے ہیں۔ چونکہ ایسی کوئی حکومت اعلی ہنین ہے کہ قانون اقوام کو نافذ کراوے اسلئے زمانہ حال میں پولٹیکل مصلحت کے لحاظ سے فریق قوی پر اِس غرض سے کہ وہ فریق ضعیف پر ظلم اور زیادتی نہ کرنے پاوے یہ قید لگائی ہے کہ یورپ میں اقتدار کے ترازو کے دونو پلڑے یکسان رکھنے چاہئین یعنے کوئی فریق اسقدر نہ بڑہنے پاوے کہ اسکو اپنی حد سے قدم باہر نکالکر ضعیف ملکون پر دست اندازی کی جرات ہو اور جب اسطرح سے بڑی بڑی سلطنتون کی طاقت کا وزن تلا رہتا ہے تو اُن مین سے کوئی دوسرے کی خوف سے ضعیف سلطنتون پر زیادتی ہنیں کرنے پاتا اور نہ ایک طاقت دوسری طاقت کو اور ملکوں کے الحاق سے طاقت میں زیادتی کرنیکی اجازت دیتی ہے

حدود نفاذ اختیارات اندرون ملک

۴۷۶ نفاذ اختیارات اندرون ملک وہ حق ہے جو بطور ایک اصول ابتدائی کے تمام اقوام میں پایا جاتا ہے کہ انکو اپنے علاقہ کی حدود میں بلا شرکت و دخل غیرے

اپنی حکومت اور اپنے قوانین کو نافذ کرنیکا اختیار ہے اور اس سے یہ نتیجہ
نکلتا ہے کہ کسی ملک کے قوانین فقط اُس ملک کی رعایا پر اور اُس جایداد منقولہ
وغیر منقولہ پر جو اُس ملک کی حدود میں اُس ملک کی رعایا کے ملکیت میں ہیں
پابندی کی تاثیر نہیں رکھتی بلکہ باشندگان ممالک غیر پر جو اس ملک میں ہوں
اور اُن کی جائداد پر جو اس ملک میں واقع ہے یکساں تاثیر رکھتی ہیں لیکن اکثر
ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ مصلحت اور سہولیت کے لئے ایک خود مختار ملک دوسرے
ملک کے قانون کو اپنے علاقہ میں موثر ہونے کی اجازت دیتا ہے ۔ مثلاً ہماری
عدالتیں اون معاہدات کو جو کسی غیر ملک میں کی گئی ہوں اور جن کی بابت اراوہ
کیا گیا ہو کہ اون کا نفاذ اوسی ملک میں کیا جاویگا اپنی حدود ارضی کے اندر قابل
نفاذ سمجھتے ہیں بشرطیکہ وہ ہمارے قانون کے برخلاف اور اخلاق حسنہ کے
مخالف نہوں ۔

۷۷ سم اس بارہ میں ہالنڈ صاحب فرماتے ہیں (۱) ہر ایک سلطنت کو اختیار
اور ہونا چاہئے کہ کوئی شخص جو اوس کی حدود اختیارات کے اندر یا اوسکے جہازوں
پر خواہ رعایا ہو یا اجنبی ہو کوئی جرم اُس ملک کے قانون فوجداری کے خلاف
کرے تو اسکو سزا دے ۔ یہ اصول مجرموں کے بھاگ جانے کے سبب سے تعطل میں
نہیں آتا لیکن بھاگنے کے خلاف سلطنتوں کے درمیان مجرموں کے دینے کے
کے عہدنامے کئے جاتے ہیں اسی اصول کا ضمیمہ یہ ہے کہ (۲) ہر ایک سلطنت
اپنی رعایا کی متابعت کے مستحق ہے خواہ وہ رعایا کسی ملک میں ہو مثلاً اگر ایک
ملک کے رعایا میں سے کوئی دوسرے ملک میں کوئی جرم کرے تو اوسکی

اپنے ملک میں واپس آنے پر یا اوس کی غیر حاضری میں اُس جرم کے تحقیقات اور
تجویز اوس کی اپنے ملک میں ہو سکتی ہے۔ اس اصول پر عمل بہت شاذ و نادر قانون
میں کیا جاتا ہے۔ لیکن ایک ایکٹ پارلیمنٹ کا منشا ہے کہ رعایاے برطانیہ قتل
یا ازدواج ثانی کا جرم خواہ ملکہ معظمہ کے عملداری میں کرے یا اس سے باہر اسکی
تجویز انگلستان اور ایرلینڈ میں ہوگی۔ وہ گرفتار کیا جاوے یا حراست میں ہو
سکتی ہے۔ اسکے علاوہ ایک اور تیسرا اصول بھی برتا جاتا ہے (۳) کہ اگر کسی
غیر ملک کی رعایا غیر ملک میں اس ملک کی سلطنت یا رعایا کے خلاف کوئی
جرم کریں تو ان کی تحقیقات اور تجویز اس ملک میں ہو سکتی ہے کیونکہ عام
انصاف کا مقتضا ہے کہ جب کسی سلطنت کے ہاتھ میں کوئی مجرم آجاوے
تو اسکو سزا دے سکے۔ اگر کوئی سلطنت ان اصول میں سے کسی کو یا سب کو اختیار کرے تو اسکو تسلیم کرنا پڑیگا
کہ اور سلطنتوں کو بھی ویسی حالات میں یہی اختیارات ہیں لیکن یہ ضرور نہیں کہ وہ کسی اور
سلطنت کے فیصلے کو تسلیم کریں لیکن قانون انگلستان میں اگر کوئی شخص ایسی صورت میں کسی اور
ملک کی عدالت سے بری ہو جاوے یا سزا پاوے تو مجرم کیلئے انگلستان کی عدالتوں میں کافی جواب سمجھا جاتا ہے
یورپ کے اور ملکوں میں یہ رواج ہے کہ وہ اپنے رعایا کو آسانی سے حوالہ نہیں کرتے لیکن انگلستان میں
ایسی حوالگی میں کچھ تامل نہیں کرتے کیونکہ وہ خود ایسے جرائم بابت جو انکی حدود کے باہر کئے گئے ہوں خود سزا نہایت کم دیتا ہے

۸۷۴ حق نفاذ اختیارات اندرون ملک کسی ملک کی فقط حدود ارضی سے ہی علاقہ
نہیں رکھتا بلکہ سمندر کے کچھ حصہ پر بھی اس لفظ کا اطلاق حاوی ہوتا ہے جو اُس
ملک میں جو ساحل بحر پر ہوتا ہے شامل ہوتا ہے اور سمندر کی حد جو اُس ملک کی حد
اختیارات کے اندر ہوتی ہے تین میل یا توپ کے گولہ کی مار کے برابر ہے لیکن

چونکہ اب گولہ کی مار تین میل سے زیادہ ہوتی ہے اسلئے یہ حد بھی بڑھ گئی ہے۔ اگر کسی
ملک کے پاس جہازات بھی ہوں تو قانون بین الاقوام کے مطابق اُسکے اختیارات
کی نفاذ کا حق جہاز و نیز بھی ہوتا ہے خواہ وہ جہاز کہیں ہوں اور جہاز اسی ملک کے
علاقہ کا ایک حصہ سمجھا جاتا ہے جسے وہ علاقہ رکھتا ہے۔

حقوق ایام امن

۴۷۹ اقوام کے حقوق بھی امن کے زمانہ میں وہی ہوتے ہیں جو اشخاص کے
اور اگر وہ کوئی ملک خود مختار اور آزاد ہوتا ہے تو اُسکو اختیار ہے کہ جسطرح مناسب
خیال کرے حکومت کرے۔

یہ حق سب خود اختیار ملکوں کو مساوی اور عام طور پر حاصل ہے جب تک عہدنامہ
میں یہ ذکر نہ ہو تو یہ ایک عام قانون ہے کہ کوئی ملک دوسرے ملک کی اندرونی
انتظام میں دخل دینے کا مجاز نہیں ہے۔ اس قاعدہ سے فقط نہایت ضرورت
کی حالتوں میں انحراف کیا گیا ہے۔ اس قسم کے معاملات کہ کسی ملک کے وزیر
کون لوگ ہونے چاہئیں اور ملک کا انتظام کون سے اصول کے مطابق ہونا
چاہئے۔ بالکل خانگی معاملات ہیں لیکن وہ معاملات جو وراثت تخت و تاج سے
تعلق رکھتے ہیں اور جو طاقتوں کے تلے ہوئے وزن میں کسی طرح کا خلل پیدا
کر سکتے ہیں قانون بین الاقوام کے متعلق سمجھے جاتے ہیں۔

حقوق ایام جنگ

۴۸۰ جنگ۔ تمام تعلقات اتحاد و یکجہتی کے بند ہونے اور حقوق کا
فیصلہ طاقت کے ذریعہ سے کرنے کو کہتے ہیں۔ قانون بین الاقوام کے مطابق

خودمختار سلطنتوں کو اجازت دی گئی ہے کہ وہ اپنے حق کا استقرار اور اپنی تکلیفات کی چارہ جوئی جنگ سے کریں بشرطیکہ حصول مطلب کا اور کوئی ذریعہ باقی نہ رہا ہو ✤

۴۸۱۔ایک قوم کسی ایک ایسے جنگ میں جو انصاف پر مبنی ہو جائز طور سے دوسری قوم کی مدد کر سکتی ہے اور اگر ایک قوم کے لئے دوسری قوم کے برخلاف جنگ کرنا مبنی بر انصاف ہو تو وہ قومیں بھی جو پہلی قوم سے ربط و اتحاد رکھتی ہیں دوسری قوم کے برخلاف جنگ کا اعلان دے سکتی ہے جو قوم دو فریقوں سے علیحدہ رہتی ہے وہ غیر طرفدار کہلاتی ہے ✤

۴۸۲ اس موقعہ پہ اس امر کے تشریح کرنی ضروری معلوم ہوتی ہے کہ وہ کون سے امور ہیں جنکے باعث کوئی جنگ قرین انصاف سمجھی جاتی ہے۔ اگر کسی جسم یا جائداد کو مضرت پہونچانے سے حقوق میں دست اندازی کیجائے تو اسکے عیوض میں معاوضہ ضروری ہوتا ہے لیکن اگر مضرت مذکورہ بالا کے عیوض تلافی کرنے سے انکار کیا جاوے تو اس تلافی کے حاصل کرنے کے واسطے جنگ کا اعلان کیا جاوے تو یہہ جنگ اور اسکی غرض قرین انصاف ہے

۴۸۳۔ اگرچہ پہلے یہہ دستور تھا کہ جنگ کا اعلان دشمن کے پاس بھیجا جاتا تھا لیکن وارشیلز کی صلح سے جو ۱۷۶۳ء میں ہوئی یہہ دستور نہیں رہا۔ اور اب فقط اسقدر کیا جاتا ہے کہ جو فریق جنگ شروع کرتا ہے اپنے علاقہ میں ایک اشتہار دیدیتا ہے ✤

۴۸۴ اس زمانہ میں فریق ہائے جنگ کے علاقہ میں جو جائداد دشمن کی ہوتی

ہے یا اُسکی رعایا کا قرضہ ہوتا ہے اُسکو ضبط نہیں کرتے لیکن جب تک صلح نہو جاوے قرضہ ادا نہیں کیا جاتا ✣

خانہ جنگی

۴۸۵- خانہ جنگی وہ جنگ ہے جو کسی ملک کی رعایا کا ایک حصہ دوسرے حصّہ کے برخلاف کرتا ہے ایسے جنگ میں فریق مغلوب کے ساتھہ وہی سلوک کیا جاتا ہے جو جایز دشمنوں کے ساتھہ کیا جاتا ہے اور اونکو باغیوں کی مانند سزا دیجاتی ہے لیکن تمام مصنف اس امر پہ اتفاق کرتے ہیں خانہ جنگی و جنگ ممالک غیر کے قانون میں کچھہ فرق نہ ہونا چاہئے ✣

قواعد جنگ

۴۸۶- قدیم زمانہ میں قتل مخفی قواعد جنگ کے خلاف نہ سمجھا جاتا تھا بلکہ غایت کے حصول کے لئے اوس کو ذریعہ جایز تصور کرتے تھے اور اسی طرح ہتھیار وں کو زہر میں بجھانا اور خوراک اور پانی میں زہر ملانا بھی جایز تھا- قوم مغلوب کے قیدیوں کو غلاموں کی مانند فروخت کیا جاتا تھا- حال کے زمانہ میں یہہ تمام امور نہایت بُرے سمجھے جاتے ہیں ✣

۴۸۷- یہہ اصول مقرر کیا گیا ہے کہ دشمن کو اتنا سے جنگ میں اس سے زیادہ نقصان نہ ہونا چاہئے جسقدر کہ جنگ کی غرض حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے علاوہ ازیں یہہ نقصان بھی وہی لوگ پہونچا سکتے ہیں جو بادشاہ کے حکم سے ایسا کرنے کے مجاز ہیں اور پرائیویٹ اشخاص جو بغیر اجازت کے ایسا کریں ڈاکو سمجھے جاتے ہیں ✣

۸۸ہم چونکہ قواعد جنگ قانون بین الاقوام کے تمام قاعدوں کی مانند اکثر نظری ہیں اور عملی نہیں اسلئے قواعد جنگ کا بیان کرنا مشکل ہے لیکن یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ فعل جس سے تہذیب یافتہ قوم کے خیالات میں کراہت پیدا ہو اور دیگر اقوام اسکو خلاف مقتضائے انسانیت تصور کریں قواعد جنگ کے خلاف سمجھا جاتا ہے ۔

حقوق بحری

۸۹ہم حقوق بحری وہ قواعد ہیں جنکی پابندی فریق ہائے جنگ اور طرفدار سلطنتوں پر آشنائے جنگ میں سمندر میں لازم ہوتی ہے ۔ علاوہ ازیں حقوق بحری وہ بھی کہلاتے ہیں جو کسی قوم کو سمندر میں ہر وقت حاصل ہوتے ہیں جیسے مچھلی پکڑنے کا حق وغیرہ وغیرہ ۔

۹۰ہم ۔ جب خشکی کے متعلق قواعد جنگ کا ہونا ضروری سمجھا جاوے تو سمندر میں بھی اوسکے ضرورت اوسی قسم کی ہوتی ہے ۔ سمندر کے متعلق یہہ عام قاعدہ ہے کہ جب دو قوموں کے درمیان جنگ ہوتی ہے ہر ایک حق رکھتا ہے کہ ایک دوسرے کا مال جہاز اور اسباب جو کچھ سمندر میں ہاتھ لگے اوسپر اپنا قبضہ کرلیں ۔ لیکن غیر طرفدار قوم کی چیز کے ہاتھ لگانا گناہ سمجھا جاتا ہے ۔

۹۱ہم فریق ہائے جنگ کو سمندر میں ان تین اصول پر عملدرآمد کرنا پڑتا ہے

(۱) جس جہاز پر دشمن کا مال واسباب ہو وہ گرفتار ہو سکتا ہے ۔

(۲) اگر کسی دوست ملک کے باشندے یا گورنمنٹ کا اسباب اوس جہاز پر ہو تو واپس دیدیا جاتا ہے ۔

(۴) وہ مال و اسباب حرب جسکو کوئی دوست دشمن کے پاس بھیجے اس غرض سے کہ اوس اسباب و مال کے ذریعہ سے دشمن کو جنگ کے جاری رکھنے میں تائید پہونچے تو یہہ اسباب حرب بھی گرفتار ہو سکتا ہے ٭

۴۹۲- یہہ کہنا کچھہ ضرور نہیں ہے کہ ان قوانین پر پورا پورا عمل ہمیشہ نہیں کیا گیا ہے اور اون اصول میں اکثر ترمیمیں ہوتی رہتی ہیں اور زیادہ ترمیمیں آئندہ ہونگے -

۴۹۳- پہلے زمانہ میں جو جہاز یا مال و اسباب سمندر میں گرفتار کیا جاتا تہا اوس پر ۲۴ گہنٹہ قبضہ رہ چکنا تھا تو وہ استحقاق کے پیدا کرنے کو کافی سمجہا جاتا تہا۔ پہلے یہہ بہی حق حاصل تہا کہ اگر دشمن کا مال و اسباب کسی غیر طرفدار ملک کے جہاز پر ہو تو وہ سمندر میں ہی گرفتار کر لیا جاتا تہا۔ لیکن اب سمندر میں گرفتار کرنے کا حق نہیں رہا جب تک ایک عدالت جسکو (پرائز کورٹ) کہتے ہیں اوسکی گرفتاری کا حکم نہ دیدے اور یہہ عدالت وہ سلطنت مقرر کرتی ہے جو اوس جہاز کو گرفتار کرتی ہے۔ فی الحال یہہ قاعدہ مروج ہے کہ اگر سوا سامان حرب کے (وہ خواہ اوسوقت تک کسی غیر طرفدار سلطنت کی ملکیت ہے) دشمن کا اور کوئی اسباب اور مال جو غیر طرفدار قوم کے جہاز میں ہو گرفتار کرنا خلاف قانون سمجہا جاتا ہے ٭

۴۹۴- پیرس کے کانگرس نے جو ۱۶ اپریل ۱۸۵۶ء میں منعقد ہوئی تہی ان چار قواعد کو جو ذیل میں درج کئے جاتے ہیں قانون بین الاقوام کے اصول قرار دیا تہا۔

۴۹۵ (۱) غیر سرکاری اشخاص کا جہازوں کے ذریعہ سے دشمن کے جہازوں کا گرفتار کرنا اور دشمن کے ملک کی تجارت کو نقصان پہونچانا خلاف قانون تصور کیا جاے

(۲) اگر کسی ایسے جہاز میں جسپر غیر طرفدار ملک کا پھریرا اُڑتا ہو دشمن کا اسباب تجارت ہو تو اوسکے مزاحم ہونا چاہئیے بشرطیکہ وہ اسباب تجارتی سامان حرب نہ ہو جو کسی اور سلطنت نے دشمن کے لئے بھیجا ہو۔

(۳) غیر طرفدار ملک کا اسباب تجارت (سوا اسباب حرب کے جو کسی دشمن کے لئے جاتا ہو) جو کسی ایسے جہاز میں ہو جسپر دشمن کا پھریرا اوڑتا ہو قابل گرفتاری نہیں +

(۴) کسی دشمن ملک کے درآمد و برآمد کا انسداد اوسوقت اوس دل کو پابند کریگا کہ جب اوسکے انتظام کے لئے ایسی کافی فوج موجود ہو کہ کسی کو دشمن ملک کے ساحل کے نزدیک نہ آنے دے +

۴۹۶ یہہ یاد رکھنا چاہئیے کہ اگر دو فریق اپنے باہمی عہود و مواثیق کی شرائط میں کوئی امر قانون بین الاقوام کے برخلاف مقرر کرلیں تو وہ معاملات باہمی قانون بین الاقوام کے پابند نہیں رہتے لیکن اور ملکوں پر جو اوس عہد نامہ کے فریق نہوں اون شرائط کے یا قواعد قانون بین الاقوام کی پابندی لازم نہیں۔ چنانچہ ۱۸۵۶ع تک سلطنت برطانیہ نے اس اصول کو بالکل تسلیم نہیں کیا کہ غیر طرفدار ملک کے جہاز پر جو مال ہو (سواء اسباب حرب کے جو دشمن کے پاس پہونچایا جاتا ہو) خواہ دشمن کی ملکیت ہو قابل مزاحمت نہیں اور اس سبب سے برطانیہ اور دیگر ممالک کے درمیان ہمیشہ تنازعے ہوتے رہے +

۴۹۰ ان چار قواعد کی پابندی جو ہم اوپر بیان کر آئے ہیں یونائٹڈ سٹیٹ امریکہ و ہسپانیہ و مکسیکو پر اب تک لازم نہیں ہے کیونکہ انہوں نے اول قاعدہ کو تسلیم نہیں کیا تھا۔ اور اسلئے یہہ کہہ سکتے ہیں کہ قانون بین الاقوام اسی حد تک قانونی پابندی رکھتا ہے جہاں تک وہ متعاقدین عہدنامہ سے متعلق ہے +

قانون انسداد درآمد برآمد

لڑائی میں کسی ملک کے درآمد برآمد کو بند کر کے اوسکو مجبور کیا جاتا ہے تاکہ اوسمیں آلات حرب و رسد وغیرہ نہ پہونچ سکے۔

۴۹۱ ممالک کے درمیان انسداد درآمد و برآمد کو قانونی نفاذ دینے کے لئے یہہ امر ضروری ہے کہ وہ انسداد موثر ہونا چاہئے یعنے کسی جہاز کو دشمن کے ساحل تک پہونچنے سے روکنے کے لئے کافی طاقت اور انتظام کا سرانجام ہونا چاہئے اور اسکے علاوہ غیرطرفدار ملکوں کو انسداد کی اطلاع دینی بھی لازم ہے۔ انسداد کے خلاف ورزی کے لئے تین امور کا ثابت ہونا ضرور ہے +

(۱) انسداد درآمد و برآمد کا وجود۔

(۲) کہ شخص ملزم اس انسداد درآمد و برآمد کا علم رکھتا تھا۔

(۳) خلاف ورزی کا فعل۔ یعنے ایسے بندرگاہ سے جسکی درآمد و برآمد کا انسداد کیا گیا۔ اس انسداد کے شروع ہونے کے بعد کوئی اسباب لیکر آنا یا اوسمیں جانا چونکہ اس قسم کے انسداد سے یہہ غرض ہوتی ہے کہ اوس بندرگاہ کی تجارت بیرونی مسدود کیجاوے۔ اسلئے کسی غیرطرفدار ملک کے جہاز کو بھی اوس سے تجارت کرنے کی اجازت نہیں دیجاتی عام اس سے کہ جہاز پر اسباب حرب لدا ہوا ہو یا نہ

کسی قسم کا اسباب انسداد کے قائم ہونے کے بعد اوس بندرگاہ میں آنے یا اوس سے نکلنے کی کوشش گرفتاری و ضبطی جہاز و اسباب کا مستوجب کرتا ہے۔

فریق ہائے جنگ میں سے کسی کیلئے سامان حرب وغیرہ کا مہیا کرنا

۴۹۹ جب کوئی غیر طرفدار فریق کسی فریق جنگ کو سامان حرب وغیرہ اور ایسے اسباب کے بہم پہونچانے یا ایسے کاموں کے پورا کرنے سے مدد دیوے جس سے وہ جنگ کو قائم رکھ سکے تو اوس جہاز یا اوسکے اسباب کو دوسرا فریق گرفتار کر کے ضبط کر سکتا ہے۔

لیکن اگر کوئی ملک غیر طرفدار کوئی سامان حرب اپنے ملک میں کسی فریق جنگ کے ہاتھ فروخت کرے تو جرم نہیں ÷

غیر طرفدار علاقہ

۵۰۰ قانون بین الاقوام کے رو سے کسی غیر طرفدار ملک کے علاقہ میں لڑائی کرنے والوں کی فوج کا داخل ہونا ممنوع ہے۔ غیر طرفدار سلطنت کے علاقہ میں یا اوس کے ماتحت کے حصہ میں کسی شے یا شخص کی گرفتاری یا کسی جبر و اندستی کے فعل کے ارتکاب کی بالکل اجازت نہیں ہے۔

۵۰۱ اس قاعدہ کی تعمیل نہایت احتیاط سے کرائی جاتی ہے کیونکہ اگر سلطنت غیر طرفدار اس معاملہ میں ذراسی بھی چشم پوشی کرے تو اوسکو جنگ میں شامل ہونا پڑتا ہے اور اوسکے علاقہ کے امن میں خلل آتا ہے اور اونکا مال و اسباب خطرہ میں پڑجاتا ہے اسلئے بعض سلطنتوں کے درمیان یہ ضابطہ بنا جاتا ہے کہ غیر طرفدار ملک کے کسی بندر سے جب فریق ہائے جنگ

میں سے کسی کا جہاز رخصت ہووے تو دوسرے فریق کا جہاز چوبیس گھنٹہ کے گزرنے کے بعد رخصت ہوگا۔ جب غیرطرفداری کے قواعد کی خلاف ورزی کی جاوے تو وہ ملک غیرطرفدار تلافی پر اصرار کرسکتا ہے ؛

۵۰۲ لیکن اگر کوئی جہاز غیرطرفدار ملک کی حد بحری میں گرفتار کرلیا جاوے اور جہاز گرفتار شدہ کے مالک اوسی وقت حفاظت کی درخواست کرے تو وہ غیرطرفدار سلطنت اصرار کرسکتی ہے کہ جہاز اور سیونٹ اوسکے مالکوں کے حوالہ کیا جائے ؛

عہدنامجات

۵۰۳ ملکوں کے درمیان جو عہدنامجات لکھے جاتے ہیں وہ بھی نوعیت میں ایسے ہی ہیں جیسے اشخاص کے درمیان معاہدہ کیا جاتا ہے اور فقط اونکی پابندی فریقین یا فریق ہائے عہدنامہ پر فرض ہوتی ہے۔

عہدنامے اکثر سفیروں کی معرفت ہوتے ہیں لیکن جب تک اونکے بادشاہوں کے جداگانہ دستخط نہ ہوجاویں تو اونکی پابندی لازم نہیں ہوتی۔

عہدناموں کی پابندی سے صورت ہائے ذیل میں بریت ہوسکتی ہے ؛

(۱) جب فریق ہائے عہدنامہ میں سے کوئی سلطنت معدوم ہوجاوے یا اوسکی خودمختاری جاتی رہے ؛

(۲) جب اونمیں سے کوئی اپنے ملک کی طرز حکومت کو بدل دیوے۔

(۳) جبکہ فریق ہائے عہدنامہ کے درمیان جنگ ہوجاوے۔ لیکن اوس صورت میں جبکہ فریق ہائے عہدنامہ کے درمیان جنگ ہوجاوے عہدنامہ کی وہ دفعات جو جنگ کے متعلق رہیں بدستور نافذ رہتی ہیں ؛

۵۰۴ وہ اشخاص جوان عہدناموں اور باہمی ارتباط و اتحاد کے متعلق کام کرتے ہیں یورپ میں چار قسم کے ہوتے ہیں

(۱) معتمد جو ہر ایک سلطنت کی طرف سے دوسری سلطنت کے دربار میں رہتا ہے جسکو (ایم باسی ڈر) کہتے ہیں

(۲) سفیر جو کوئی خاص یا محض پیغام یا خاص غرض کے واسطے ایک سلطنت سے دوسری سلطنت کے بادشاہ کے پاس جاتے ہیں اونکو (ان وای) کہتے ہیں

(۳) رزیڈنٹ مسٹر

(۴) (چار جنیر ڈی الفیرز) جو ایک سلطنت کی طرف سے دوسری سلطنت کے صیغہ خارجہ کے پاس بطور ایجنٹ کے بھیجے جاتے ہیں

خاص قانون بین الاقوام

۵۰۵ ایک سلطنت کے باشندوں کو سفر یا سکونت یا معاملات تجارت یا اور باعثوں سے ہمیشہ دوسری سلطنتوں کے باشندوں سے ملنے جلنے کا اتفاق پڑا رہتا ہے زمانہ قدیم کے قانون کے رو سے غیر ممالک کے باشندوں کی حیثیت مدنی حقوق اور قابلیتوں کے لحاظ سے نہایت محدود ہوتی تھی۔ لیکن آجکل یہ میلان پایا جاتا ہے کہ کم سے کم امن کے ایام میں ممالک غیر کے باشندوں اور ملک کے باشندوں میں کچھ فرق نہ ہونا چاہیئے اور یہ میلان خاصکر انگلستان میں زیادہ پایا جاتا ہے معاملات ملکیت و معاہدہ و تعلقات ذاتی کے لحاظ سے انگلستان اور اُسکے توابعات میں باشندگان ممالک غیر کے وہی وقعت اور حیثیت ہوتی ہے جو وہانکے باشندوں کی لیکن سلطنت برطانیہ میں بھی مختلف جماعت ہای رعایا کے لئے مختلف قسم کے

قوانین ہیں اور ان قانونوں کے درمیان بہت سے امور میں تخالف پایا جاتا ہے
اور اس قسم کے تنازعات قانونی کی بحث خاص قانون بین الاقوام میں کیجاتی ہے
۵۰۶ وہ خاص جوات جنپر خاص قانون بین الاقوام مبنی ہے یہ ہیں اول وہ اشخاص
جو کسی ملک کی رعایا نہیں ہیں اور اگر رعایا ہیں تو وہ مخالف قوانین کی محکوم ہیں چند
اور قوانین کے لحاظ سے رعایا تصور کئے جاتے ہیں اور باقی رعایا کے مانند انکو بس قانون
کی پابندی کرنی پڑتی ہے جسکی پابندی بالعموم اُنپر فرض نہیں ہوتی دوم ان افعال
کی بابت جو غیر سلطنت کی حدود میں کئے جاویں یا انکو کسی جگہ کوئی ایسا شخص کرے جو اُس
ملک کی رعایا نہیں ہے سوم اون اشیار کے متعلق جنکا موجود ہونا کسی ملک میں
ضرور نہیں اوس ملک کے قانون میں قواعد وضع کئے جاتے ہیں مثلاً ہندوستان
میں بہت سے ایسے قانون نافذ ہیں جنکا اثر اس رعایائے برطانیہ پر ہوتا ہے جو
ہندوستان مقبوضہ برطانیہ میں موجود نہیں ہیں اور ایسی ہی اور بہت سی اشیا کے
متعلق جو فی الواقع سرکاری علاقہ کی حدود میں موجود نہیں۔

۵۰۷ تمام وہ قوانین جو خاص قانون بین الاقوام میں شامل ہیں حقیقت میں قانون
ہیں کیونکہ انکا نفاذ اور شیوع ایک حکومت اعلیٰ کرتی ہے اور اُنپر اس ملک کی
تہدید قانونی سے تعمیل کرائی جاتی ہے لیکن عام قانون بین الاقوام کی یہ صورت
نہیں کیونکہ وہ بالکل مختلف بنیادوں پر مبنی ہے۔

۵۰۸ قوموں اور ملکوں کے ارتباط کے باعث سے پرائیویٹ حقوق کے متعلق یہ
معمول ہوگیا ہے کہ غیر ملکوں کے قوانین بھی تسلیم کرلئے جاتے ہیں اور بعض صورتوں
میں انکی اِس طرح سے تعمیل کرائی جاتی ہے گویا وہ اسی سلطنت کے قانون ہیں

جن میں اُن کی تعمیل کراتی ہیں مثلاً ہماری عدالتیں اُن معاہدات کی جو غیر ملکوں
میں کئے جاتے ہیں اُسی ملک کے قانون کے مطابق تعمیل کراتی ہیں جہاں وہ
کئے گئے تھے بشرطیکہ وہ قانون ہماری رسومات اور اخلاق کے مخالف نہ ہو اور علاوہ
ازیں غیر ملکوں کے فیصلجات کو بھی بعض قیود کے ساتھ ہماری عدالتیں مان
لیتی ہیں اور اُنپر تعمیل کراتی ہیں۔

۵۰۹ خاص قانون بین الاقوام میں مضامین ذیل شامل ہیں قانون متعلق حدود
نفاذ اختیارات حق رعیتی و حق سکونت مستقل قوانین ملکیت قوانین معاہدہ
قوانین جو خاص جماعات اشخاص پر موثر ہوں و قوانین ضابطہ۔ اس تفصیل سے
معلوم ہوگا کہ سوا حدود نفاذ اختیارات کے مضمون کے اور سب مضامین وہی ہیں
جو ہر ملک کے معمولی قانون میں ہوتے ہیں۔

حدود نفاذ اختیارات

۵۱۰ کسی سلطنت کے تصور میں یہ امر ضروری ہے کہ اوسکی حدود مشخص ہونی چاہئیں
اور اسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ۔

اول وہ تمام زمین جو ان حدود کے اندر ہوتی ہے اُسپر اُس سلطنت کا حق ملکیت
اس قسم کا بلاشرکت غیری ہوتا ہے کہ اُس زمین میں تمام اشخاص کے حقوق ملکیت کا
ماخذ اور منبع وہ سلطنت ہوتی ہے اور کسی غیر سلطنت کو ان حقوق کے عطا کرنے
یا منضبط کرنے یا اُنپر کوئی اور تاثیر پیدا کرنے کا حق نہیں ہوتا

دوم وہ سلطنت مستحق ہے کہ تمام اشخاص موجودہ بہ ملک کے افعال کی
نگرانی رکھے خواہ وہ سلطنت کی رعایا ہوں یا نہ ہوں عام ازین سے وہ فعل اس علاقہ

ہیں کئے گئے ہوں یا کئے جاویں اور اگر اس سلطنت کی رعایا کسی اور علاقہ میں کسی فعل کا ارتکاب کرے تو اسکو اُس فعل کا جوابدہ سمجھے۔

سوم ضابطوں اور عدالتوں کے اختیارات کی حد نفاذ اُس سلطنت کی حدود سے زیادہ نہیں بڑھ سکتے بشرطیکہ کسی اور سلطنت سے اسبارہ میں خاص انتظام نہ کرایا گیا ہو۔

ان تین اصول مذکورہ بالا پر جو رائج ہوگئے ہیں یا تمام اقوام نے انکو صریح طور سے تسلیم کرلیا ہے خاص قانون بین الاقوام کے بہت سے مسائل مبنی ہیں۔

حق رعیتی

۵۱۱ کسی ملک کی رعایا ہونے سے یہ مطلب ہوتا ہے کہ اوس جماعت مدنی کے ممبران میں ایک دوسرے کے درمیان اور ہر ایک ممبر اور کل مجموعہ ممبران یعنے جماعت مدنی یا ملک کے درمیان کچھ خاص تعلقات موجود ہیں ان تعلقات سے جو حقوق اور فرائض پیدا ہوتے ہیں انکا اظہار ایسے الفاظ میں کیا جاتا ہے جیسے متابعت احکام شاہی کا فرض۔ رعایا کا حق حفاظت۔ حکومت اعلیٰ کا یہ حق کہ ملک کی حفاظت کے لئے اور اور دیگر اہم امور کے لئے رعایا سے خدمت لینا اور رعایا پر ٹکس لگانا۔

۵۱۲ کسی جماعت مدنی کے ممبر یعنے رعیت ہونے کی علامات تین ہیں (۱) اُس ملک کی حدود کے اندر پیدا ہونا (۲) والدین کا اُس ملک کی رعیت ہونا۔ (۳) اپنی رضامندی سے رعیت بنجانا۔ ان میں سے اول اور دوم علامت ہمیشہ کسی قوم کا ممبر یا کسی سلطنت کی رعیت ہونیکا معیار مانے گئے ہیں لیکن زمانہ حال تک تیسری علامت بخوبی تسلیم نہیں کی گئی تھی اور انگریزی قانون میں یہ قاعدہ تھا کہ کوئی شخص قومیت کو نہیں

بدل سکتا لیکن اب (نیچری لائی زیشن) یعنے کسی غیر ملک میں اوسکی رعیت تسلیم کئے جانے کا اصول مان لیا گیا ہے۔ اور اوسکی بابت قواعد وضع کردئے گئے ہیں۔ اب کسی شخص کو اگر وہ اپنی خواہش ظاہر کرے ایک سرکاری اعلان کے بموجب جو رجسٹر کیا جاتا ہے اور ایک مقررہ ضابطہ کے پورا کرنے کے بعد اجازت دیجاتی ہے کہ وہ کسی غیر ملک کی رعایا بنجاوے ؛

حق سکونت ڈومی سائیل

۵۱۳۔ سکونت کے مطابق اکثر حق رعیتی یا کسی جماعت مدنی کے ممبر ہونے کا حق متحقق کیا جاتا ہے اور خاص صورتوں میں ہر شخص اپنی مرضی کے موافق سکونت کی اصلی جگہہ کو بدل سکتا ہے حق سکونت سے وہ سکونت مراد ہے جسکی ساتھہ یہہ ارادہ ہو کہ سکونت دائمی ہوگی اور ہر شخص عموماً اپنی جائے سکونت کے قوانین کا پابند ہو ۔

۵۱۴۔ نوٹ صاحب اس بحث میں کہتے ہیں کہ انگلستان اور دیگر مہذب ملکوں کے قانون کے مطابق ہر شخص کی دو حیثیتیں ہوتی ہیں۔ ایک حیثیت جسکے رو سے وہ کسی خاص ملک کی رعیت ہوتا ہے اور اسکو ملکی حیثیت یا قومیت کہتے ہیں۔ دوسری حیثیت جسکے رو سے وہ کسی خاص ملک کا مسمی ..ٹی زن کہلاتا ہے اور اوس سے اوسکو چند مدنی حقوق حاصل ہوتے ہیں اور چند جوابات اوسپر عاید ہو جاتے ہیں اسکو حیثیت مدنی کہتے ہیں۔ پچھلی حیثیت فقط قواعد سکونت یعنے ڈومی سائیل کے محکوم ہوتی ہے۔ ڈاکٹر فلمور نے سکونت کی یہہ تعریف کی ہے کہ وہ کسی خاص جگہہ کی سکونت ہے جسکے ساتھہ قطعی یا فرضی ثبوت

اوس ارادہ کا ہونا چاہئے کہ وہ شخص اوس جگہہ غیر محدود وقت تک رہیگا
سکونت کی تعریف صحیح صحیح یہہ ہے کہ وہ کسی خاص شخص کا تعلق کسی خاص جگہہ
کے ساتھہ کی ہے جو اوس شخص کے اوس ملک کی حدود میں بطور ایک فرد جماعت
کی سکونت اختیار کرنے سے پیدا ہوتا ہے کسی شخص کی سکونت بوقت پیدایش
اوسکی باپ کی سکونت سمجھی جاتی ہے لیکن اگر وہ بچہ باپ کے مرنے کے بعد
پیدا ہو یا ولد حلال نہ ہو تو ماں کی سکونت اوسکی سکونت سمجھی جاویگی -

قوانین ملکیت

۵۱۵ - کسی ملک کی سلطنت اور اوس زمین کے درمیان جو اوس سلطنت
کی حدود میں واقع ہے جو تعلق ہوتا ہے اوسمیں یہہ امر ضمناً شامل ہے کہ سوا
اوس سلطنت کے کوئی اور حکومت اوس زمین پر قبضہ جسمی کو عطا نہیں
کر سکتی اور نہ کسی کو اوس سے محروم کر سکتی ہے اور نہ اوسمیں کوئی اور تبدیلی
کر سکتی ہے ۔

۵۱۶ - اگر کوئی سلطنت اپنی زمین کی ملکیت کے انتقال کے متعلق کچھہ
قیود لگا دیوے تو کسی اور سلطنت کو اوسمیں دست اندازی کرنے کا حق نہیں
پہونچتا - اور عموماً وہ زمین یا جایداد جس سلطنت کے حدود کے اندر ہوتی ہے -
اوس سلطنت کے قوانین کی محکوم ہو سکتی ہے - جائداد منقولہ کے بارہ میں
یہہ میلان پایا جاتا ہے کہ ایسی جائداد کے استعمال و انتقال و تصرف کے
متعلق مالک کی سکونت اصلی کے قانون کو تسلیم کیا جاوے - لیکن اس قاعدہ

مین استثنا بہی ہیں - مثلاً ایسی جائداد منقولہ کی بیع میں جسکی ٹھیک ٹھیک جگہہ غیر تحقق ہے جیسے اشیائے تجارتی کی حالت جہاز پر ہوتی ہے - اوس جگہہ کے قانون کو جہاں وہ ہوں مالک کی مسکن اصلی کے قانون پر فوقیت دیجاتی ہے - جائداد غیر منقولہ کے بارہ میں عام قاعدہ یہہ ہے کہ اوسمیں اوسی جگہہ کے قانون کے موافق کارروائی کیجاتی ہے جہاں وہ واقع ہے لیکن جب کوئی مالک کسی اور ملک میں ہو اور جائداد کسی اور ملک میں اور وہ وہاں جاکر اپنی جائداد کو منتقل نہ کرسکے تو ایسی صورت میں وہ انتقال نامہ یا دستاویز جو اوس ملک کے قانون اور ضابطہ کے موافق مکمل ہوا ہو جسمیں وہ جائداد واقع ہے تسلیم کرلیا جاتا ہے - اس بحث کے متعلق یہہ اصول ہیں - اول جس شخص کے حقوق یا فرائض یا جسکے افعال کے جواز کی بابت تنازعہ ہو وہ اپنے مسکن مستقل کے قانون کا محکوم سمجہا جاتا ہے - دوم بعض اوقات اسکے برعکس ہوجاتا ہے یعنے کبہی اوس جگہہ کا قانون جہاں فعل کا ارتکاب کیا گیا ہے اور بعض اوقات اوس جگہہ کا قانون جہاں جائداد واقع ہے فائق سمجہا جاتا ہے - سوم بعضی صورتوںمیں اوس عدالت کے قانون کو جسکے سامنے پیشی میں معاملہ ہوتا ہے ترجیح دیجاتی ہے

معاہدہ

۵۱۷ - اس بارہ میں عام اصول یہہ ہے کہ وہ حقوق جو ایک دفعہ حاصل ہوچکے ہیں وہ سب جگہہ جائز حقوق تصور کئے جاتے ہیں - عموماً شخصی حقوق اوسی ملک کے قانون کے محکوم ہوتے ہیں جہاں معاہدے کئے جاتے ہیں جب تک متعاقدین کا ارادہ اوسکے برخلاف ثابت نہ ہو - لیکن اگر معاہدہ ایک ملک

میں کیا جاوے اور اوسکی تعمیل دوسرے ملک میں ہوتی ہو تو فرض کر لیا
جاتا ہے کہ فریقین اوس ملک کے قانون کو زیر نظر رکھتے تھے جہاں اوس معاہدہ
کی تعمیل ہونی تھی اور جب تعمیل معاہدہ کی جگہہ کی بابت کچھہ اتفاق نہ ہوا ہو تو اوس
جگہہ کا قانون جہاں معاہدہ کیا گیا ہے قائم سمجھا جاویگا۔

۵۱۸۔ ہنڈویوں اور بلہائے ایکسچنج کی بابت ہنڈوی کے لکھنے والے
کے وجوب کے بارہ میں اوس قانون کے موافق کارروائی کی جاتی ہے جہاں
ہنڈوی یا بل لکھا گیا اور ہنڈوی قبول کرنے والے کے وجوب کے بارہ میں
اوس قانون کے موافق جہاں وہ قبول کرتا ہے۔ اور تحریر ظہری لکھنے والے
کے وجوب کے بارہ میں اوس ملک کے قانون کے موافق جہاں اوسپر تحریر
ظہری لکھی گئی۔ یہہ عام قاعدہ ہے جو عذر اوس جگہہ کے قانون کے مطابق
جہاں معاہدہ کیا گیا تھا یا جہاں اوسکی تعمیل کرنی ہے تسلیم کیا جاوے وہ
ہر جگہہ معقول سمجھا جاتا ہے۔

۵۱۹۔ اس مضمون کے متعلق خاص قانون بین الاقوام میں اکثر معاملات نکاح
اور اولاد کے حلال اور حرام ہونے کی بابت بحث کی جاتی ہے۔ انگلستان
میں وہ نکاح جو کثرت الازدواج کے موافق کیا گیا ہو ہرگز تسلیم نہیں کیا جاتا خواہ وہ
کسی ایسی ہی قوم کا دستور ہو کہ اوس سے یہہ سلطنت پرلے درجہ کا اتحاد رکھتی ہو
لیکن نکاح کی بابت عام قاعدہ یہہ ہے کہ اوس جگہہ کے قانون کو جہاں نکاح ہوا
ہو اوس عدالت کے قانون پر جسکے سامنے مقدمہ پیش ہو ترجیح دی جاتی ہے۔
طلاق کی بابت یہہ قاعدہ ہے کہ وہ اون جگہہ کے قانون کے مطابق بھی جہاں نکاح

ہوا ہو اور اوس عدالت کے مطابق بھی جہاں اوسکی درخواست کی گئی ہو جائز سمجھا جاتا ہو۔

۲۰۵۔ معاہدہ کے متعلق فوٹ صاحب نے اپنی کتاب میں قواعد مندرجہ ذیل تحریر کئے ہیں۔

(۱) معمولی معاہدہ کرنے کی قابلیت اور معاہدہ نکاح کے کرنے قابلیت کے متعلق مختلف قواعد ہیں +

(۲) معمولی معاہدہ کی صورت میں قابلیت اوس جگہہ کے قانون کی محکوم ہوتی ہے جہاں معاہدہ ہوا ہو۔

(۳) نکاح میں عموماً قابلیت یا عدم قابلیت کا سوال نہیں ہے بلکہ جواز یا غیر جواز کا سوال ہوتا ہے۔

(۴) سکونت متعلقہ نکاح کا قانون اس امر کا فیصلہ کرتا ہے کہ فلان فلان رسومات کے پورا کرنے سے نکاح ہوگیا یا نہیں۔

(۵) جسجگہ کہ نکاح ہوا ہے اوس جگہ کا قانون درست قانون ہے جسکی بموجب دیکھا جاویگا کہ رسومات اور ضابطہ پورا ہوگیا ہے۔

(۶) اگر سکونت متعلقہ نکاح کا قانون یہہ ہے کہ اوسکی ہدایات پر تعمیل کرنے سے نکاح نہیں ہوتا لیکن اوسکی موافقت سے۔

(۷) کسی خاص ملک کا قانون یہہ قاعدہ باندھ سکتا ہے جیسا کہ ایکٹ نکاح خاندان شاہی انگلستان میں کہ فلان فلان شخص بغیر فلان فلان شرائط کے پورا کرنے کے نکاح نہیں کرسکتے اور اگر کرینگے تو وہ نکاح منظور نہ کیا جاویگا

خواہ کہیں کیا گیا ہو جب تک وہ شرائط پورے نہ ہو جاویں ۔

(۸) رسومات اور ضابطہ اوس جگہہ کا جہاں نکاح کیا گیا ہو نکاح ہونے کے واسطے کافی ہے

(۹) لیکن اگر اوس جگہہ کا قانون جہاں فیصلہ ہونا ہے شادی کی کوئی خاص صورت مقرر کرتا ہو تو وہ ضرور ہے ۔

(۱۰) لیکن جائداد غیر منقولہ کے بارہ میں جسجگہ معاہدہ کیا گیا ہو اوس جگہہ کا قانون متعلق نہیں ہوتا بلکہ اوس جگہ کا جہاں جائداد غیر منقولہ واقع

(۱۱) اگر اوس جگہہ کا قانون جہاں مقدمہ ہو اون دستاویزات پر جو اوسکی حدود ارضی کے باہر تکمیل جاویں کوئی اسٹامپ عاید کرتا ہو تو وہ ضرور ہے کیونکہ وہ بہی ایک شاہدی کا طریقہ ہے اور اگر اوس قانون میں کوئی قاعدہ نہ ہو تو جائے معاہدہ کی قانون پر اسٹام کا فیصلہ کیا جاویگا ۔

(۱۲) معاہدات کی توجیہہ و تاویل و تشریح جائے تکمیل معاہدہ کے قانون کے مطابق کی جاویگی ۔

(۱۳) وجوب کی نوعیت اور عوارض مطابق جائے تکمیل معاہدہ ہونگی

(۱۴) معاہدات از قسم باٹمری بونڈ وغیرہ میں یہ فرض کیا جاتا ہے کہ فریقین نے اس ملک کے قانون کے مطابق معاہدہ کیا ہے جسکا پہریرہ اوس جہاز پر ہوتا ہو اگر جہاز کا مالک یا اسباب کا مالک کوئی بیع کرے تو بیع اوس ملک کے قانون کی محکوم ہوگی جسمیں بیع ہوئی ہو

(۱۵) اگر معاہدہ میں یہہ شرط ہو کہ آنے والے عوارض اوس ملک

کے قانون کے پابند ہونگے جہاں وہ پیدا ہوتے جاویں تو یہ شرط لازم ہوگی

(۱۶) تعمیل کے عوارض قانون جائے تعمیل کے محکوم ہونگے۔

(۱۷) ہنڈویات میں منظور کرنے والے کی ذمہ واری بلحاظ طریقہ و وقت و شرائط ادائیگی قانون جائے ادائیگی کے مطابق ہوگی اور ہنڈوی سکار نیوالا اور صحیح کرنے والی کے ذمہ واری اوس جگہ کے قانون کے مطابق ہوگی جہانکہ منظور کرنے والی کے معاہدہ کی تعمیل ہوتی ہے۔

(۱۸) ایجنٹ یعنے گماشتہ اپنے ساتھہ معاہدہ کی تکمیل کے ملک کا قانون لاتا ہے۔

(۱۹) معاہدہ کی تعمیل اور عدم تعمیل اوس ملک کے قانون کی محکوم ہے جہاں ارادہ کیا گیا ہے کہ معاہدہ کی تعمیل ہو۔

(۲۰) کسی غیر ملک کی عدالت میں تسلیم کئے جانے کی ذمہ واری سے دست بردار ہونا گویا کل وجوب کی دست برداری ہے اور کسی خاص چارہ سے انکار کرنا نہیں سمجھا جاویگا۔

(۲۱) معاہدہ جدید یا فارخطی جو جائے مقدمہ کے قانون کے مطابق کیا گیا ہو معاہدہ کو فسخ کردیتا ہے۔

ہبہ کے متعلق یہہ قواعد ہیں۔

(و) جائے نالش۔

(۱) انگریزی عدالت کو ذات یا ذاتی جائداد منقولہ کی بابت ہر طرح کے مقدمہ سننے کا اختیار ہے۔ فعل گرچہ کہیں کیا گیا ہو۔

(۲) جائداد غیر منقولہ کے ہرجہ کے بابت مقدمات کی سماعت پہلی انگریزی عدالتوں میں نہیں ہوتی تہی - لیکن یہہ فیصلہ نہیں ہوا کہ اب بہی سماعت نہیں ہو سکتی یا کیا - یہہ امر مشتبہ ہے -

(ب) نقصان کا پیمانہ -

(۱) جب کسی ہرجہ کی بابت جو انگلستان سے باہر کیا گیا ہو انگریزی عدالت میں مقدمہ ہوتا ہے تو ضرور ہے کہ وہ فعل انگریزی قانون کے مطابق بہی اور اوس ملک کے قانون کے مطابق بہی جہاں سرزد ہوا ہو ناجائز ہو - یہہ شک ہے کہ یہہ بہی ضرور ہے یا نہیں کہ اوس ملک کے قانون کے مطابق قابل نالش بہی ہو -

(۲) اگر اوس ملک میں بعد سرزد ہونے اوس فعل کے کوئی ایسا قانون بن گیا ہو - جس سے وہ فعل قابل نالش نہ رہا ہو تو یہہ واقعہ جواب دعوے میں اچھا عذر ہو سکتا ہے +

(۳) اگر وہ جگہہ جہاں فعل سرزد ہوا ہو کسی خاص میونی سپل قانون کے محکوم نہیں ہے - تو اس امر کے معلوم کرنے کے لئے کہ وہ فعل یا ہرجہ کی حد کو پہونچا ہے یا نہیں نالش کی جگہہ کا قانون دیکہا جاویگا -

(۴) سمندر میں جہازوں کی ٹکر سے جو مقدمات پیدا ہوتے ہیں اونکی متعلق جائے نالش کا قانون انگریزی عدالتوں میں انگریزی بحری قانون ہے،

(۵) اگر ایسے جہازوں کے مالک یعنے فریقین انگریزی رعایا ہوں تو مرچنٹ شپنگ ایکٹ کے مطابق کارروائی ہوگی -

(ج) چارہ کا پیمانہ۔

(۱) اس امر کا فیصلہ کہ آیا وہ فعل قابل چارہ جوئی کے ہے یا نہیں اوس ملک کے قانون سے فیصل ہوگا جہاں وہ فعل سرزد ہو۔ لیکن یہ امر کہ کیا چارہ مل سکتا ہی اوس ملک کے قانون سے جہان نالش ہوئی ہے۔

(۲) مرچنٹ شپ ینگ ایکٹ ان بیگانہ ملکون کے جہازون سے متعلق ہی جب تصادم کے متعلق حقوق اور ذمہ واری کی بابت انگلستان کی عدالتوں میں مقدمہ دائر ہو۔

ضابطہ

۵۲۳ تہذیب یافتہ قومونمیں جنمیں انصاف رسانی کا طریقہ بہمہ وجوہ مکمل ہوگیا ہے یہ معمول ہی کہ ایک ملک دوسری ملک کے فیصلہ کو نافذ کرتا ہے اسطرح سے گویا وہ اوسی ملک کی عدالت کا فیصلہ ہے۔ بشرطیکہ اُس فیصلہ کی بابت یہ اعتراض کیا جاوے کہ یہ فیصلہ انصاف فطری اور اخلاق اور اُس قوم کے قانون کے مخالف ہی جسمین اُسکا نفاذ ہوتا ہے علاوہ ازین عہدنامجات کے روسے اُن ملکون میں جنکے درمیان تجاوز ہو مجرمون کی حوالگی کے متعلق بھی قواعد وضع کئے جاتے ہیں اور اُن قواعد کے متعلق ہر ایک ملک اپنے ملک کے لئے قانون اور ضابطہ وضع کرتا ہے۔

لیکن اس مضمون کا تعلق خاص قانون بین الاقوام کی بہ نسبت عام قانون بین الاقوام سے زیادہ تر ہے

۵۲۴ مفصلہ ذیل قواعد بھی اس مضمون کے متعلق فایدہ سے خالی نہ ہون گے

(۱) استدراک کا نفاذ جای نالش کے قانون کے مطابق ہوتا ہے۔

(۲) جس نام سے مقدمہ دائر ہونا چاہیے اُسکا تقرر جائے نالش کے قانون کی مطابق ہوتا ہے

لیکن نالش استحقاق کا نہیں۔ لیکن جب استحقاق جائز طور سے پیدا ہو جاوے تو کلا بھی جائے نالش کے قانون کے مطابق ہونی چاہئیے۔

(۳) ذمہ داری کا تعین اُس قانون کے مطابق ہوتا ہے جو اُس ذمہ داری کو عاید کرے۔ مگر جب ذاتی ذمہ داری ایکدفعہ عاید ہو چکی تو وہ طریقہ جسکے رو سے اُسکا نفاذ ہو جائے نالش کے قانون کے مطابق ہونا چاہئیے۔

(۴) جائے نالش کا قانون میعاد نالش کے معاملہ مین برتا جاتا ہے۔ لیکن جب ایک قانون کے رو سے ایک حق معدوم ہو جائے تو جائے نالش کا قانون اُسکو زندہ نہیں کر سکتا۔

(۵) نالش کی نوعیت اور شکل کا تقرر جائے نالش کے قانون کے مطابق ہوتا ہے اور اجرا بھی اُسکے مطابق ہوتا ہے لیکن اگر وہ قانون جسنے ذمہ داری کو عاید کیا ہے ذاتی ذمہ داری کو عاید نہین کرتا تو جائے نالش کے قانون کا اس معاملہ میں کچھ اثر نہیں ہو سکتا۔

(۶) جائے نالش کے مطابق ثبوت کے نوعیت کا تقرر کیا جاتا ہے۔ لیکن وہ کسی ذمہ داری کو پیدا نہیں کر سکتا اگرچہ اسکے تسلیم کرنے سے انکار کر سکتا ہے۔

(۷) تمام واقعات جو ملک غیر سے متعلق ہوں جس میں کسی لفظ کے معنی اور قانون کا موجود یا غیر موجود ہونا بھی شامل ہے ثابت کرنے ہونگے اور عدالت اُنکے وجود کو تسلیم نہ کرے گی

ملک غیر کی ڈگری اور فیصلہ

(۱) ملک غیر کی عدالت کی تجویز اگرچہ اصلی بنائے نالش کے قایم مقام نہیں ہوتی لیکن اُس عدالت کی ڈگری کی تسلیم کرنے کے وجوب کو پیدا کرتی ہے

(ت) [ملک] غیر کے فیصلہ پر ارجاع اُس عدالت کے عدم اختیار اور فریب کی
(۱) [بنا پر] اعتراض ہو سکتا ہے لیکن کسی امر قانونی یا امر واقعہ کی بنا پر یا روئیداد پر
فیصلہ [پر اعترا]ض نہیں ہو سکتا۔

[جہاں] اگر کوئی فریب یا عدالت مجوزہ کا بے اختیار ہونا ثابت نہ ہو تو ملک غیر کی عدالت کا
(۲) [فیصلہ] قطع ہوتا ہے علی الخصوص فریقین مقدمہ کے درمیان اور اسی شرط کے
[ساتھ] [ا]س کے متعلق علی العموم بھی قطعی ہوتا ہے نہ فقط فریقین مقدمہ کے درمیان بلکہ تمام
[عالم] کے خلاف۔ اگرچہ خود فریقین کے خلاف ہو وہ لطور امر مانع تقریر مخالف
[ک]ے پیش نہیں ہو سکتا۔ ؏

تمام شد